حتمی رپورٹ

یورپی یونین انتخابی مبصر مشن
اسلامی جمہوریہ پاکستان

عام انتخابات، 25 جولائی 2018ء

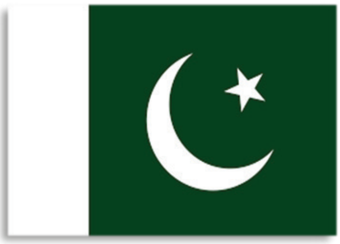

اسلامی جمہوریہ پاکستان

یورپی یونین الیکشن مشاہداتی مشن

حتمی رپورٹ

عام انتخابات، 25جولائی 2018

اکتوبر 2018

یہ رپورٹ یورپی یونین انتخابی مشاہداتی مشن (ای یو ای او ایم) کے عام انتخابات کے متعلق اکتشافات پر مبنی ہے۔ ای یو ای او ایم یورپی یونین کے اداروں سے الگ ہے، لہٰذا یہ رپورٹ یورپی یونین کا سرکاری نکتہِ نظر نہیں ہے۔ یہ رپورٹ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں دستیاب ہے لیکن صرف انگریزی رپورٹ سرکاری حیثیت رکھتی ہے۔

فہرست ابواب

I	خلاصہ	5
II	تعارف	13
III	ای یو ای او ایم 2018: مشکلات اور چیلنجز	13
IV	سیاسی پس منظر	14
V	ای یو ای او ایم 2013 کی سفارشات کا اطلاق	18
VI	قانونی فریم ورک	19
VII	انتخابات کا انتظام	29
VIII	رائے دہندگان کا اندراج	36
IX	سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کا اندراج	39
X	سیاسی مہم کا ماحول	43
XI	ذرائع ابلاغ	48
XII	خواتین کی شمولیت	55
XIII	معذور افراد کی شمولیت	57
XIV	مذہبی اور لسانی اقلیتوں اور کم نمائندگی والے دیگر طبقات کی شمولیت	58
XV	شہری مشاہدہ کاری اور بین الاقوامی انتخابی مشاہدہ کاری	60
XVI	انتخابی تنازعات کا تصفیہ	63
XVII	پولنگ، گنتی، نتائج کی ترتیب دہی اور عبوری نتائج کا اعلان	67
XVIII	نتائج اور انتخابات کے بعد کا ماحول	71
	انیکس 1۔ ای یو ای او ایم کی سفارشات 2018	75
	انیکس 2۔ انتخابی نتائج	126
	انیکس 3۔ میڈیا مانیٹرنگ کے نتائج	127
	انیکس 4۔ فہرست مخففات	142

I- خلاصہ

یورپی یونین نے الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کے خیر مقدم کے بعد25 جولائی کے عام انتخابات کے مشاہدے کے لئے ایک انتخابی مشاہداتی مشن تعینات کیا۔ ای یو ای او ایم24 جون 2018 سے 23 اگست 2018 تک پاکستان میں موجود رہا۔ اس مشن کے دائرۂ کار میں انتخابی عمل کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا اور اس بات کا تعیّن کرنا تھا کہ انتخابات کس حد تک بین الاقوامی انتخابی معاہدوں اور ملکی قوانین کے مطابق تھے۔

ای یو ای او ایم کو پاکستان میں تعیناتی سے پہلے اور اس کے دوران قابلِ ذکر مشکلات اور چیلنجز پیش آئے۔ گزشتہ انتخابات کے بر خلاف اس دفعہ پورے مشن کی تعیناتی میں خلافِ معمول تاخیر کا سامنا کرنا پڑا۔ ویزے کے اجرا اور دیگر منظوریوں میں دفتری تاخیر کے تسلسل کی وجہ سے ای یو کے طویل المدتی مشاہدہ کار مجوّزہ وقت سے تاخیر سے پاکستان پہنچے اور الیکشن کے دن سے ایک ہفتہ یا اس سے بھی کم وقت پہلے اضلاع میں تعینات ہو پائے۔ اس سے مشن کی مشاہدہ کرنے اور انتخابی عمل کے کچھ بنیادی پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لینے کی صلاحیت پر اثر پڑا۔ اس میں امیدواروں کی نامزدگی کا عمل، نامزدگی سے متعلق شکایات اور اپیلیں، سیاسی مہم کا ماحول اور مقامی سطح پر انتخابی انتظامیہ کا کام شامل تھا۔ مزید برآں، مسلسل کوششوں کے باوجود دو اہم مذاکرانہ اداروں یعنی ای سی پی اور عدلیہ کے ساتھ ملاقات یا تو بہت محدود رہی اور کبھی بالکل نہیں ہو پائی۔ نتیجتاً انتخابات کے آخری مرحلوں کی مشاہدہ کاری بالکل نہیں ہو پائی۔

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دو سول حکومتوں کے اپنی مدت پوری کرنے کے بعد25 جولائی2018 کو عام انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات کے پس منظر میں فوج کی قیادت میں اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے انتخابی عمل میں مداخلت اور عدلیہ کے سیاسی اداکار بننے کے الزامات بھی تھے۔

الیکشن کے دن سے دو ہفتے پہلے سیاسی جماعتوں، رہنماؤں، امیدواروں اور الیکشن عملے کے خلاف پُر تشدّد حملوں میں اضافے نے سیاسی مہم کے ماحول کو بُری طرح متاثر کیا۔ ضلع مستونگ، بلوچستان میں بلوچستان عوامی پارٹی (بی اے پی) کے جلسے پر بم حملے نے 149 لوگوں کی جان لے لی اور 200 سے زائد لوگ زخمی ہوئے۔ دیگر سینکڑوں امیدوار، سیاسی مہم چلانے والے، پارٹی کارکن اور شہری زخمی ہوئے۔ الیکشن کے دن کوئٹہ میں ایک پولنگ سٹیشن کے نزدیک حملے میں بچوں سمیت 30 افراد جاں بحق ہو گئے۔

پاکستان الیکشن پر لاگو ہونے والے اہم بین الاقوامی معاہدوں کو اختیار کر چکا ہے۔ لیگل فریم ورک بین الاقوامی معیار کے مطابق انتخابات کے انعقاد کے لئے ایک مناسب بنیاد فراہم کرتا ہے۔ آئین بڑی حد تک بنیادی حقوق بشمول آزادیٔ اظہار، معلومات، نقل و حمل، شرکت اور اجتماع، الیکشن میں حصہ لینے اور رائے دہی کا حق فراہم کرتا ہے۔ بنیادی حقوق "قانون کی طرف سے کسی بھی معقول پابندی" کے تابع

ہیں لہٰذا امن مانے اطلاق کی زد میں رہتے ہیں۔ آزادیِ اظہارِ رائے اور الیکشن میں حصہ لینے کا حق مبہم اور اخلاقی شرائط کی وجہ سے تخفیف کا شکار ہو سکتے ہیں۔ احترامِ مذہب کے قوانین آزادیِ اظہارِ رائے کے حق کے مؤثر استعمال میں مسائل کا باعث بنتے ہیں جبکہ 2018 کے انتخابات کے دوران اجتماع کے حق پر بعض اوقات بے جا قانونی پابندیاں لگتی رہیں۔

2013 کے انتخابات کے بعد پاکستان میں انتخابی اصلاحات کے جرات آمیز عمل کا آغاز ہوا۔ مشاورت کے ایک طویل عرصے کے بعد الیکشن ایکٹ 2017 نے آٹھ قوانین کو منسوخ کر کے ایک مدغم قانون تخلیق کیا۔ مجموعی طور پر ای سی پی کے اختیارات کو تقویت دی گئی اور اس کے احکامات کو ہائی کورٹ کے احکامات جتنی اہمیت دے دی گئی۔ اس کو قانون سازی، ضرورت کے مطابق قوانین کی وضاحت اور قوانین کی عدم موجودگی کی صورت میں عارضی اصول فراہم کرنے کے اختیارات دیئے گئے۔ یوں ای سی پی کو زیادہ خود مختاری کے ساتھ انتخابی عمل کا انتظام کرنے کی گنجائش ملی۔ ان اصلاحات کے باوجود ابھی بھی قانون کے بہت سے پہلوؤں میں خلا موجود ہے۔ سیاسی جماعتوں کا امیدواروں کے چناؤ کا عمل ابھی بھی ناقص ہے۔ سیاسی جماعتیں اور امیدوار سیاسی مہم پر اخراجات کے ناکافی ضوابط کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور نتیجتاً مقابلے کے مواقع یکساں نہیں رہتے۔ قانون سیاسی مہم کے آغاز کی تاریخ طے نہیں کرتا۔ اس طرح سیاسی مہم پر اخراجات کی رپورٹ دینے کے لئے صحیح مدت اور اجتماعی طور پر سیاسی مہم کے قوانین کے نفاذ کے بارے میں غیر یقینی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

قومی اسمبلی کے ارکان کی کُل تعداد 342 ہے جس میں سے 272 امیدوار جنرل نشستوں کے لئے منتخب ہوتے ہیں، 60 امیدوار خواتین کی مخصوص نشستوں اور 10 ارکان غیر مسلموں کے لئے مخصوص نشستوں کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ تمام ارکان پانچ سال کی مدت کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ 272 ارکان کا انتخاب یک رُکنی حلقوں میں سادہ اکثریت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ چار صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کا انتخاب بھی اسی طریقے سے ہوتا ہے۔ مخصوص نشستوں کے لئے انتخاب بالواسطہ متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کلوزڈ پارٹی لسٹ سسٹم کے تحت ہوتا ہے۔ یہ نشستیں سیاسی جماعتوں میں اُن کی جیتی ہوئی جنرل نشستوں کے تناسب سے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواتین کی مخصوص نشستیں سیاسی جماعتوں میں ہر صوبائی اسمبلی کی جیتی ہوئی سیٹوں کے تناسب سے تقسیم کی جاتی ہیں۔ غیر مسلموں کے لئے مخصوص نشستوں کی تقسیم پورے ملک میں جماعت کی جیتی ہوئی جنرل نشستوں کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ حال میں ہونے والی انتخابی حلقہ بندیوں سے حلقوں کی کُل تعداد نہیں بدلی بلکہ صرف ہر صوبے کی نشستوں کی تعداد میں فرق پڑا۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان ایک آئینی ادارہ ہے جو انتخابات کے انعقاد کا مجاز اور ذمہ دار ہے۔ ای سی پی کے چار ارکان اور چیف الیکشن کمیشنر کا تقرر صدرِ پاکستان پارلیمانی کمیٹی کی نامزدگیوں کی بنیاد پر کرتا ہے۔ ای سی پی کے منشور میں انتخابات کا انتظام کرنا ہے اور اس میں انتخابی فہرستوں کی تیاری اور انتخابی حلقہ بندی بھی شامل ہے۔ ای سی پی کے انتظامی اور مالیاتی اختیارات میں اضافہ کیا جا چکا ہے۔ ای سی پی نے اہم انتظامی ڈیڈ لائنز پوری کیں۔ عمومی طور پر انتخابی عمل کے تکنیکی پہلوؤں کا انتظام خوش اسلوبی سے کیا گیا۔

انتخابی عرصے کے دوران ای سی پی نے اپنی شفافیت اور جواب دہی میں بہتری کی کچھ کوشش کی۔ سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی کے ساتھ باقاعدہ رابطے کی کمی اور انتخابی عمل کے اہم مراحل میں رائے دہندگان کو معلومات کی بروقت فراہمی میں کوتاہی مثلاً عبوری نتائج کے بروقت اعلان نہ کرنے سے ای سی پی اور انتخابی عمل کے شراکت داروں کے مابین اعتماد میں کمی آئی اور اس سے ادارے کی ساکھ کو نقصان پہنچا۔

مجموعی طور پر ای سی پی کی طرف سے رائے دہندگان کی تعلیم ناکافی تھی اور بروقت نہیں کی گئی۔ رائے دہی کے عمل اور پولنگ سٹیشنوں کے اندر ممنوعہ سرگرمیوں کے متعلق اہم معلومات بخوبی فراہم نہیں کی گئی۔ رائے دہندگان کے لئے تعلیم کو کسی غیر محفوظ طبقے بشمول معذور افراد کے لئے موزوں طور پر ترتیب نہیں دیا گیا۔ سماجی تنظیموں اور میڈیا نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی۔

حقِ رائے دہی سے انصاف اس صورت میں ہوتا ہے کہ انتخابی فہرستوں کی تیاری کا عمل اشتمالی ہو، جبکہ مرد اور خواتین رائے دہندگان کی تعداد میں بڑا فرق ہے اور پسماندہ طبقات کو ووٹ کے اندراج کی راہ میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ انتخابی عمل میں اقلیتوں کے حصہ لینے کے لئے اقدامات کئے گئے تاہم احمدی فرقے کی راہ میں حائل رکاوٹیں جوں کی توں ہیں۔ آئین میں تمام شہریوں کے برابر تصور ہونے اور بین الاقوامی معاہدوں میں پاکستان کی شمولیت کے برخلاف ان کے لئے اب بھی الگ انتخابی فہرستیں تیار کی جاتی ہیں۔ حتمی انتخابی فہرست میں رائے دہندگان کی کُل تعداد 105,955,407 تھی جو 2013 کے مقابلے میں 23 فیصد زیادہ ہے۔ مرد اور خواتین رائے دہندگان کی تعداد میں فرق میں کچھ کمی آئی اور خواتین رائے دہندگان کی کُل تعداد کا 44 فیصد تھیں۔

آئین میں امیدواروں کے متعلق شرائط پر تفصیلی بحث کی گئی ہے لیکن ان میں مبہم اور غیر معروضی معیارِ اہلیت بھی شامل ہیں۔ ان شرائط کے اطلاق کے بارے میں ہدایات نہ ہونے کا نتیجہ امیدواروں کی غیر یکساں چھان بین کی صورت میں نکلا۔ 121 رجسٹرڈ جماعتوں میں سے 95 نے انتخابات میں حصہ لیا۔ انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کی کُل تعداد 11,855 تھی (قومی اسمبلی کے لئے 3,459 اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے 8,396) جن میں سے 55 فیصد نے انتخابات میں بطور آزاد امیدوار حصہ لیا۔ سیاسی جماعتوں نے قومی اسمبلی کی مخصوص نشستوں کے لئے 172 خواتین اور 44 غیر مسلم افراد کو، اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے 386 خواتین اور 113 غیر مسلم افراد کو نامزد کیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے امیدواروں کی اجتماعی تعداد میں سے 8 فیصد انتہا پسند جماعتوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

بگڑتی ہوئی سکیورٹی صورتحال کے باوجود سیاسی مہم کا ماحول مسابقانہ تھا اور سیاسی رہنما پورے ملک کے دورے کرتے رہے۔ تاہم سکیورٹی وجوہات کی بنا پر کچھ پابندیاں بھی لگائی گئیں جس نے عوامی اجتماع کے حق کو متاثر کیا۔ پُرتشدد حملوں کے نتیجے میں لگائی جانے والی پابندیاں جمہوری انتخابات کے اصولوں کے منافی ہیں، جن نے سیاسی مہم چلانے کی آزادی کو متاثر کیا اور کسی حد تک امیدواروں اور رائے دہندگان کی انتخابی عمل میں بلاخوف و خطر شرکت کی راہ میں رکاوٹ بھی بنیں۔ مقابلے کے یکساں مواقع کی کئی قانونی یقین دہانیوں کے باوجود

مواقع کی یکسانیت میں واضح کمی تھی۔ سیاسی مہم پر زیادہ سیاسی کشش اور مالی وسائل رکھنے والے امیدوار چھائے رہے۔ سیاسی مہم پر اخراجات کے متعلق ناکافی قوانین بشمول سیاسی جماعتوں پر اخراجات کی حد کی پابندی کے نظام کی کمی اور سیاسی مہم چلانے کے دورانئے کی حد مقرر نہ ہونے کی وجہ سے امیدواروں کے لئے سیاسی مہم چلانے کے یکساں مواقع میں کمی آئی۔ الیکشن سے دو ہفتے قبل پر تشدد کارروائیوں میں اضافے نے بھی امیدواروں اور رائے دہندگان کے براہِ راست رابطے کو محدود کر دیا اور سیاسی مہم میں میڈیا کے کردار میں اضافہ کر دیا۔ سوشل میڈیا کو وسیع طور پر استعمال کیا گیا اور پاکستان تحریکِ انصاف (پی ٹی آئی)، پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) اور پاکستان مسلم لیگ (ن) (پی ایم ایل این) کی موجودگی سوشل میڈیا پر نمایاں طور پر نظر آئی۔

پاکستانی میڈیا پہلی نظر میں بہت متحرک نظر آتا ہے اور یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ آزادانہ اور اشتمالی طور پر تبادلہِ خیال کے لئے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ تاہم میڈیا پر نشر ہونے والے مواد کے تفصیلی تجزیے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مدیرانہ پالیسی کو یوں ترتیب دیا گیا کہ فوج، سکیورٹی اداروں اور عدلیہ سے متعلق معاملات کو دبا دیا جائے۔ خبر رسانی کے ماحول کو دبانے کی متحدہ کوششیں دیکھنے میں آئیں جس میں سینیئر مدیران کو دھمکی آمیز کالیں، اخبارات اور نشریاتی اداروں کی ترسیل کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا اور خبر نویسوں کو ڈرانا دھمکانا شامل تھا۔ میڈیا پر لگائی جانے والی بیشتر قدغنوں کا تعلق آئین کے آرٹیکل 19 سے ہے جو آزادیِ اظہارِ رائے کو " قانون کی طرف سے کسی بھی معقول پابندی" کے تابع کرتا ہے، جو کہ بین الاقوامی معیار کے مطابق نہیں۔ ذرائع ابلاغ سے متعلق قانونی فریم ورک سکیورٹی، مذہبی اور اخلاقی وجوہات کی وجہ سے نشریاتی مواد پر پابندیوں سے بھرا پڑا ہے جس کے نتیجے میں میڈیا بہت سے معاملات کے بارے میں خبر نہیں دے سکتا۔

ای یو ای او ایم کے مشاہدات کے مطابق انتخابات کی میڈیا کوریج وسیع تو تھی مگر اس کی صحافیانہ اور غیر جانبدارانہ جانچ پڑتال نہیں کی گئی۔ سرکاری ٹی وی چینل سمیت کہیں بھی انتخابات میں حصہ لینے والوں کو یکساں مواقع فراہم نہیں کئے گئے۔ انتخابی معاملات کے متعلق خبروں سمیت کُل میڈیا کوریج کا 81 فیصد حصہ پی ٹی آئی، پی ایم ایل (ن) اور پی پی پی کے حصے میں آیا۔ مجموعی طور پر پی ایم ایل (ن) میڈیا پر زیادہ نظر آئی لیکن اس کوریج کا دو تہائی حصہ منفی نوعیت کا تھا جس میں جماعت کی قیادت کے خلاف مقدمات اور پارٹی چھوڑنے والے لوگوں کا تذکرہ نمایاں رہا۔ پی پی پی کی کوریج عمومی طور پر غیر جانبدارانہ یا مثبت اور زیادہ تر پارٹی کی سیاسی مہم کے متعلق رہی۔ پی ٹی آئی کی کوریج بھی غیر جانبدارانہ یا مثبت رہی۔ پورے سیاسی منظرنامے میں پی ٹی آئی کے رہنما کا حوالہ سب سے زیادہ دیا گیا۔ سیاسی مہم کے ایسے تفریقی ماحول میں جو کہ ان کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔

انتخابی تنازعات کے تصفیے کا نظام عدالتی ماڈل پر کام کرتا ہے اور اس میں کئی عدالتوں کے جج مختلف مراحل پر شامل رہتے ہیں۔ ای سی پی کے احکامات بھی ہائی کورٹ کے فیصلوں کے برابر درجہ رکھتے ہیں۔ انتخابی تنازعات کے تصفیے پر بڑی حد تک غیر یقینی کیفیت رہی اور ہائی

کورٹ اور سپریم کورٹ میں درخواستیں بڑی تعداد میں دائر کی گئیں۔ انتخابی تنازعات پر ای سی پی کے فیصلوں میں شفافیت کی کمی تھی۔ اس کے علاوہ ان تنازعات کی شنوائی کے لئے ترتیب دیئے جانے والے پینلوں میں بھی بہت تاخیر کے ساتھ ردّ وبدل کی جاتی رہی۔

آئین تمام شہریوں کی برابری کی ضمانت دیتا ہے اور قومی زندگی میں خواتین کی مکمل شمولیت کو یقینی بناتا ہے۔ الیکشن ایکٹ کے مطابق ان حلقوں میں جہاں خواتین رائے دہندگان کی شمولیت 10 فیصد سے کم رہی ہو، الیکشن نتائج کو منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ای سی پی نے صرف صوبائی اسمبلی کے ایک حلقے کے نتائج کو منسوخ کیا جبکہ ایسے دیگر حلقوں کے نتائج کو نظر انداز کر دیا جہاں خواتین رائے دہندگان کی شمولیت 10 فیصد سے کچھ کم تھی۔ ہر سیاسی جماعت جنرل نشستوں پر کم از کم 5 فیصد خواتین امیدوار نامزد کرنے کی پابند تھی۔ 95 میں سے 7 سیاسی جماعتیں یہ شرط پوری کرنے میں ناکام رہیں۔ جنرل نشستوں پر نامزد ہونے والی 172 خواتین میں سے صرف 8 منتخب ہوئیں۔ 2013 میں یہ تعداد 9 اور 2008 میں 16 تھی۔

ای سی پی کی جانب سے کئے جانے والے مثبت اقدامات اور سول سوسائٹی کی کوششوں کے باوجود اقلیتیں، معذور افراد اور ٹرانس جینڈر افراد ابھی بھی انتخابی عمل میں مکمل طور پر شامل ہونے سے قاصر ہیں۔ ای یو کے مشاہدہ کاروں نے الیکشن کے دن معائنہ کئے جانے والے پولنگ سٹیشنوں میں سے صرف دو تہائی کو ایسا پایا کہ جہاں چلنے پھرنے میں مشکلات کا شکار لوگ بھی پہنچ سکتے تھے جبکہ صرف 12 فیصد ریمپ اور دیگر سہولتوں کے ساتھ آزادانہ رسائی فراہم کر رہے تھے۔ انتخابی عمل کے دوران ٹرانس جینڈر امیدواروں کو مسلسل رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا جس میں خوف وہراس اور دھمکیاں شامل تھیں۔

الیکشن ایکٹ 2017 ای سی پی کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ شہری مشاہدہ کاروں اور بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کو انتخابی عمل کا مشاہدہ کرنے کی اجازت دے۔ تاہم یہ ای سی پی کی صوابدید پر ہے کہ وہ ان گروپس کو درحقیقت مشاہدے کے اجازت دے اور کس حد تک دے۔ رسمی منظوری کے عمل کے متعلق واضح ہدایات کی غیر موجودگی میں قومی اور بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کو منظوری حاصل کرنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ سکیورٹی اہلکاروں کا ضابطِ اخلاق بھی مشاہدہ کاروں کے کام کے آڑے آیا کیونکہ انہیں یہ اختیار حاصل تھا کہ منظور شدہ مشاہدہ کاروں اور میڈیا کو پولنگ سٹیشنوں پر زیادہ دیر نہ رُکنے دیں۔

دی ٹرسٹ فار ڈیموکریٹک ایجوکیشن اینڈ اکاؤنٹیبلٹی-فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (TDEA/FAFEN) نے الیکشن کے دن مشاہداتی سرگرمیوں کے لئے 19,000 مشاہدہ کاروں کو تربیت دی۔ 37,001 پولنگ سٹیشنوں سے 9,699 مشاہدہ کاروں کی رپورٹوں پر مبنی TDEA/FAFEN کی الیکشن کے دن جاری ہونے والی ابتدائی رپورٹ کے مطابق انتخابی عمل مثبت تھا۔ 2013 کے مقابلے میں 2018 کے انتخابات میں TDEA/FAFEN فیلڈ میں کم نظر آیا۔ اس کے علاوہ کئی سماجی تنظیمیں خواتین، معذور افراد اور ٹرانس جینڈر افراد کے حوالے سے انتخابات کا مشاہدہ کرتی رہیں۔

الیکشن کا دن منظم تھا باوجودیکہ بلوچستان میں پولنگ سٹیشنوں پر دو حملے ہوئے جن میں 30 لوگ جاں بحق اور کئی زخمی ہوئے۔ مشاہدہ کئے جانے والے پولنگ سٹیشنوں پر ای یو کے مشاہدہ کاروں نے ابتدائی کارروائی کو مثبت پایا۔ مشاہدہ کئے جانے والے 446 پولنگ سٹیشنوں میں سے اکثریت پر رائے دہی کے عمل کو منظم اور شفاف پایا گیا۔ ای سی پی نے پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر 370,000 سکیورٹی اہلکاروں کی تعیناتی کی اجازت دی اور انہیں ایک متوازی ڈھانچہ بھی فراہم کیا تاکہ وہ کسی بے قاعدگی پر پریزائڈنگ افسر کی طرف سے کوئی اقدام نہ کرنے پر اطلاع دے سکیں۔ ای یو مشاہدہ کاروں نے مشاہدہ کئے گئے تمام پولنگ سٹیشنوں کے اندر فوجی اہلکاروں کو موجود پایا اور کچھ جگہوں سے یہ اطلاع بھی دی کہ وہ فوجی اہلکار انتخابی عمل میں مداخلت بھی کرتے رہے اور پارٹی ایجنٹوں کو پولنگ سٹیشن سے باہر رہنے کی ہدایت بھی کرتے رہے۔ ووٹوں کی گنتی میں بھی بعض اوقات مسائل دیکھے گئے اور صرف دو تہائی مشاہدات میں گنتی کے عمل کو مثبت پایا گیا۔ ای یو کے مشاہدہ کاروں نے اپنے مشاہدات میں 90 فیصد تک ووٹوں کے اشتمال، اندراج اور انضمام کے عمل کو مثبت پایا جبکہ 8 مقامات پر انہیں انضمام کے عمل کا مشاہدہ کرنے سے روک دیا گیا۔ بالعموم تکنیکی تیاری اور دیگر نظم و نسق کو ووٹنگ کے باترتیب عمل کے لئے مناسب پایا گیا۔ تاہم ووٹوں کی گنتی، اندراج اور ترسیل کے عمل میں شفافیت کی کمی تھی جس کی وجہ سے انتخابی بے ضابطگیوں کے الزامات کی گنجائش پیدا ہوئی۔

ای سی پی 26 جولائی کو رات دو بجے تک عبوری نتائج کا اعلان کرنے کی قانونی ڈیڈ لائن مکمل کرنے میں ناکام رہا۔ الیکشن کی رات رزلٹ ٹرانسمشن سسٹم (آرٹی ایس) پولنگ سٹیشنوں سے نتائج جمع کرانے کے دوران خراب ہوگیا اور ای سی پی کو اس کا استعمال ترک کرنا پڑا۔ شدید تنقید کے باعث ای سی پی نے آرٹی ایس کی ناکامی کی وجوہات کا تعین کرنے کے لئے انکوائری کمیشن ترتیب دینے کا مطالبہ کیا۔

الیکشن سے اگلا دن سیاسی جماعتوں کی اکثریت کی طرف سے دھاندلی اور انتخابی عمل کو متاثر کرنے والی بے ضابطگیوں کے الزامات اور ملک بھر میں مظاہروں کی وجہ سے ماند پڑ گیا۔

ای سی پی نے 7 اگست کو 14 دن کی قانونی ڈیڈ لائن کے اندر رہتے ہوئے حتمی انتخابی نتائج کا اعلان کر دیا۔ 7 اور 8 اگست کو تمام حلقوں کے انتخابی نتائج کے فارم انضمام کے بعد ای سی پی کی ویب سائٹ پر شائع کیے گئے۔ عوامی دباؤ اور سیاسی جماعتوں اور سماجی تنظیموں کی طرف سے تنقید کے نتیجے میں پہلی دفعہ تمام پولنگ سٹیشنوں کے رزلٹ فارم بھی ای سی پی کی ویب سائٹ پر شائع کیے گئے۔ سرکاری طور پر قومی اسمبلی کے لئے حتمی ٹرن آؤٹ 52 فیصد اور صوبائی اسمبلی کے لئے 53 فیصد رپورٹ کیا گیا۔ مسترد کئے جانے والے ووٹوں کی تعداد قومی اسمبلی کے لئے 3.1 فیصد اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے 3.3 فیصد رپورٹ کی گئی۔ قومی اسمبلی کی 342 نشستیں 11 سیاسی جماعتوں، سیاسی جماعتوں کے ایک اتحاد اور 4 آزاد امیدواروں کے حصے میں آئیں جس میں خواتین کے لئے مخصوص 60 اور غیر مسلم افراد کے لئے

مخصوص 10 نشستیں بھی شامل ہیں۔ 4 صوبائی اسمبلیوں کی 728 نشستیں 15 سیاسی جماعتوں، سیاسی جماعتوں کے ایک اتحاد اور 11 آزاد امیدواروں کے حصے میں آئیں۔

ای یو ای او ایم 2013 نے انتخابات کے فریم ورک میں بہتری کے لئے 50 سفارشات پیش کی تھیں۔ 2018 کے انتخابات سے پہلے ان میں سے 5 سفارشات مکمل طور پر نافذ کی گئیں۔ مزید 33 سفارشات جزوی طور پر الیکشن ایکٹ 2017 میں شامل کی گئیں۔ ای یو ای او ایم 2018 اپنے مشاہدات، تجزیے اور انتخابی عمل کے کئی شراکت داروں کے ساتھ جامع مباحث کے بعد مستقبل میں الیکشن اصلاحات کے لئے 30 سفارشات پیش کر رہا ہے۔ ان میں سے 8 سفارشات ترجیحی حیثیت رکھتی ہیں۔

1- الیکشن میں حصہ لینے کے لئے قانونی تیقّن قائم کیا جائے۔ آئین اور الیکشن ایکٹ کا جائزہ لیا جائے تا کہ مبہم، اخلاقی اور کسی من مانے معیار کے مطابق پابندی نہ لگائی جا سکے اور انہیں بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جائے۔ ای سی پی کو چاہئیے کہ امیدوار ہونے کی مطلوبہ شرائط کے یکساں اطلاق کے لئے ہدایات مقرر کرے۔

2- الیکشن ایکٹ، الیکشن قواعد اور ضابطِ اخلاق پر نظرِ ثانی کی جائے تا کہ شفافیت کے لئے ٹھوس طریقہِ کار وضع کیا جا سکے۔ اس میں عوامی دلچسپی کی معلومات کی اشاعت کا طریقہ اور دورانیہ کار بمع آن لائن اشاعت شامل ہے۔ عدم تعمیل کی صورت میں لاگو ہونے والی سزاؤں کا تعین بھی کیا جائے۔

3- ای سی پی پر عوام کا اعتماد بڑھانے کے لئے کمیشن کو شفافیت اور اشتمالیت میں اضافے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس میں عوامی دلچسپی کی معلومات، فیصلوں اور طریقہ ہائے کار کی بر وقت اشاعت اور انتخابی معاملات پر انتخابی عمل کے اہم شراکت داروں بشمول سول سوسائٹی کے ساتھ باقاعدہ مشاورت اور ملاقاتیں بھی شامل ہیں۔

4- انتخابی عمل کی باگ ڈور سول اداروں کے ہاتھ دینے کی ضمانت دی جائے۔ سکیورٹی اداروں بمع فوج کی موجودگی پولنگ سٹیشنوں کے باہر تک محدود ہونی چاہئیے اور انہیں انتخابی عمل میں مداخلت نہیں کرنی چاہئیے۔

5- آن لائن شائع ہونے والے مواد سمیت میڈیا کے قانونی فریم ورک کا جائزہ لیا جائے تا کہ آزادیِ اظہارِ رائے کے بین الاقوامی معیار کے ساتھ مطابقت یقینی بنائی جا سکے اور ذرائع ابلاغ کی نشر و اشاعت پر بے جا پابندیوں کو ختم کیا جائے۔ توہین کی تعزیر ختم کرنے پر غور کیا جائے، توہینِ مذہب کی وضاحت کی جائے اور آن لائن مواد کو بلاک کرنے کے لئے غیر مبہم معیار مقرر کیا جائے۔

6- جنرل نشستوں کے لئے انتخابات میں حصہ لینے والی خواتین کی نمائندگی کے لئے مثبت اقدامات کئے جائیں۔ سیاسی جماعتوں میں خواتین کے اندراج کے موجودہ 5 فیصد لازمی معیار کو دُگنا کیا جائے۔ عدم تعمیل پر یکساں سزا کا اطلاق کیا جائے۔ خواتین رائے دہندگان کے ٹرن آوٹ کے لئے قانونی شرح پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

7- واحد انتخابی فہرست اختیار کی جائے اور رائے دہندگان کی ضمنی فہرستوں کا استعمال ترک کیا جائے تاکہ تمام شہری بین الاقوامی معیار کے مطابق برابری کی بنیاد پر رائے دہی کے لئے رجسٹر ہو سکیں۔

8- قومی اور بین الاقوامی مشاہدہ کاری کو قانون میں شامل کیا جائے تاکہ مشاہدہ کاروں اور میڈیا کو انتخابات کے تمام مراحل میں مکمل رسائی حاصل ہو۔ رسمی منظوری کے لئے سادہ اور شفاف شرائط رکھی جائیں جو کہ انتخابات سے کافی پہلے شائع کی جائیں۔ انتخابی عمل کی چھان بین کو یقینی بنانے کے لئے ای سی پی کو چاہئیے کہ سماجی تنظیموں کے لئے الیکشن کی مشاہدہ کاری کے لئے سہولت فراہم کرے۔

II-تعارف

یورپی یونین نے الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کے خیر مقدم کے بعد 25 جولائی کے عام انتخابات کے مشاہدے کے لئے ایک انتخابی مشاہداتی مشن تعینات کیا۔ ای یو ای او ایم 24 جون 2018 سے 23 اگست 2018 تک پاکستان میں موجود رہا۔ اس مشن کے دائرۂ کار میں انتخابی عمل کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا اور اس بات کا تعیّن کرنا تھا کہ انتخابات کس حد تک بین الاقوامی اور علاقائی انتخابی معاہدوں اور ملکی قوانین کے مطابق تھے۔

ای یو ای او ایم کی قیادت جرمنی سے تعلق رکھنے والے ممبر یورپی پارلیمنٹ جناب مائیکل گیہلر کر رہے تھے۔ ای یو ای او ایم اسلام آباد میں موجود 10 تجزیہ کاروں کی مرکزی ٹیم کے علاوہ پورے پاکستان کے مختلف اضلاع میں تعینات 60 طویل المدت مشاہدہ کاروں پر مشتمل تھا۔ مشن میں یورپی یونین کی 28 ریاستوں اور ناروے کے نمائندگان شامل تھے۔ الیکشن کے دن مشن میں سفارت خانوں سے مقامی طور پر بھرتی کئے گئے 41 مختصر المدت مشاہدہ کار بھی شامل تھے جن کا تعلق یورپی یونین کی رکن ریاستوں، ناروے، سوئٹزرلینڈ، کینیڈا اور یورپی یونین کے ڈیلیگیشن سے تھا۔ یورپی پارلیمنٹ کا ایک سات رُکنی وفد بھی برطانیہ سے تعلق رکھنے والی ممبر یورپی پارلیمنٹ محترمہ جین لیمبرٹ کی قیادت میں اس مشن کا حصہ بنا۔ الیکشن کے دن یورپی یونین کے 122 مشاہدہ کاروں نے پنجاب، سندھ، خیبر پختونخواہ اور اسلام آباد کے 113 حلقوں میں 476 پولنگ سٹیشنوں پر انتخابی عمل (آغاز، رائے دہی اور گنتی) کا مشاہدہ کیا۔ مشن نے سکیورٹی وجوہات کی بنیاد پر بلوچستان میں مشاہدہ کاری نہیں کی۔ ای یو ای او ایم نے 27 جولائی کو ایک پریس کانفرنس میں اپنا ابتدائی بیان جاری کیا۔

ای یو ای او ایم مکمل طور پر خود مختار ہے اور کسی حکومت کا بھی پابند نہیں۔ یہ مشن سختی سے غیر جانبدار رہے اور الیکشن کے نتائج سے اس کا کوئی مفاد وابستہ نہیں۔ ای یو ای او ایم اپنے نتائج خود اخذ کرنے کا مختار ہے اور یورپی یونین کے دیگر اداروں کا پابند نہیں۔ مشن نے پہلے سے وضع شدہ طریقۂ کار پر عمل کیا اور اکتوبر 2005 میں اقوامِ متحدہ میں منظور کئے جانے والے ڈیکلریشن آف پرنسپلز فار انٹرنیشنل آبزرویشن[1] پر عمل پیرا ہے۔

III-ای یو ای او ایم 2018: مشکلات اور چیلنجز

25 جولائی کے انتخابات کی مشاہدہ کاری کے لئے ای یو ای او ایم کو پاکستان میں تعیناتی سے پہلے اور اس کے دوران قابلِ ذکر مشکلات اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔ اس سے پہلے یورپی یونین نے پاکستان میں 1997، 2002، 2008 اور 2013 میں اپنے انتخابی مشاہدہ کار مشن تعینات کئے لیکن ان میں سے کسی کو بھی ان مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا جن نے 2018 میں مشن کے طریقۂ کار کو شدید متاثر کیا۔

[1] ای یو ای او ایم کتابچہ 2016 اور بین الاقوامی انتخابی مشاہدہ کاری کے لئے اصولوں کا اعلان

گزشتہ مشنز کے برخلاف اس دفعہ ای یو ای او ایم کو اپنے مشاہدہ کاروں کی تعیناتی میں غیر معمولی تاخیر کا سامنا کرنا پڑا[2]۔ ای یو کا مشاہداتی طریقۂ کار جامع طویل المدّت مشاہدے پر زور دیتا ہے۔ عام طور پر طویل المدّت مشاہدہ کار انتخابات سے چار سے پانچ ہفتے پہلے تعینات کئے جاتے ہیں تاکہ وہ انتخابی عمل کے ہر مرحلے کا جائزہ لے سکیں۔ تاہم ویزے اور الیکشن کمیشن آف پاکستان سے رسمی منظوری کے حصول میں دفتری تاخیر کے تسلسل کے بعد طویل المدّت مشاہدہ کار منصوبے کے مطابق پاکستان پہنچنے کی بجائے بہت تاخیر سے پہنچے اور مختلف اضلاع میں ان کی تعیناتی الیکشن سے ایک ہفتہ قبل اور کچھ صورتوں میں اس سے بھی کم وقفے کے ساتھ ہو پائی۔

اس تاخیر سے مشن کی انتخابی عمل کے کچھ بنیادی پہلوؤں کے مشاہدے اور تفصیلی تجزیے کی صلاحیت پر برا اثر پڑا۔ اس میں امیدواروں کی نامزدگی کا عمل، نامزدگی سے متعلق شکایات اور اپیلیں، سیاسی مہم کا ماحول اور مقامی سطح پر انتخابی انتظامیہ کی کارکردگی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مشن کے مقامی عملے کو ای سی پی کی طرف سے دی گئی منظوری کی آخری وقت پر تنسیخ کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشاہدہ کار ٹیموں کی اکثریت کو الیکشن کے دن ووٹنگ اور گنتی کے عمل کا مشاہدہ کسی مترجم کی مدد کے بغیر کرنا پڑا۔

اس کے علاوہ مسلسل کوششوں کے باوجود دو اہم مذاکرانہ اداروں یعنی ای سی پی اور عدلیہ کے ساتھ ملاقاتیں یا تو شاذونادر ہو سکیں یا بالکل نہیں ہو پائیں۔ ای یو ای او ایم کی تعیناتی کے دوران مرکزی ٹیم کے تجزیہ کار کئی بار درخواست کرنے کے باوجود ای سی پی کے اہلکاروں کے ساتھ صرف پانچ دفعہ مل سکے۔ عدلیہ اور صوبائی ہائی کورٹس کے ساتھ ملاقات کی تمام درخواستیں یا تو رد کر دی گئیں یا ان کا کوئی جواب نہیں دیا گیا اور شکایات اور اپیلوں کے متعلق کوئی معلومات مشن کو مہیا نہیں کی گئیں[3]۔ طریقۂ کار کے مطابق ای یو ای او ایم باقاعدہ ملاقاتیں کرتا ہے اور الیکشن انتظامیہ، عدلیہ اور عدالتوں کے ساتھ تقریباً روزانہ رابطے میں رہتا ہے۔

IV - سیاسی پس منظر

ایک کثیر الجماعتی نظام نے مسابقانہ انتخابات کو ممکن بنایا، اگرچہ تشدد کی وجہ سے الیکشن کے دن تک کی سیاسی مہم ماند پڑ گئی۔ فوج کی قیادت میں اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے انتخابی عمل پر اثرانداز ہونے کی کوشش کے الزامات اور آزادیِ اظہارِ رائے پر پابندیوں نے سیاسی ماحول کو متاثر کیا۔

---

2 ای یو ای او ایم کا بیان، 13 جولائی

3 ای یو ای او ایم کے مشاہدہ کاروں کو غیر معمولی طور پر لاہور ہائی کورٹ میں رسائی تو دے دی گئی مگر بہت سخت شرائط پر۔ انہیں فیصلے نقل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر وہ زیرِ نگرانی فیصلوں کا صرف مطالعہ کر سکتے تھے۔

ا۔ منتخب ادارے

اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک فیڈرل پارلیمانی جمہوریہ ہے جس میں چار صوبوں یعنی بلوچستان، خیبر پختونخواہ، پنجاب اور سندھ کے ساتھ دارالحکومت اسلام آباد (آئی سی ٹی) اور دو خود مختار علاقے گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر (کشمیر کا وہ حصہ جو پاکستان کے زیرِ انتظام ہے) شامل ہیں۔ فیڈرلی ایڈ منسٹرڈ ٹرائبل ایریاز (فاٹا) بطور ایک انتظامی اکائی کے خیبر پختونخواہ میں ضم کیا جارہا ہے[4]۔

صدرِ مملکت ریاست کا سربراہ اور جمہوریہ کے اتفاق کی علامت ہے۔ صدر کا انتخاب بالواسطہ طور پر ایک انتخابی کالج کے ذریعے کیا جاتا ہے جس میں پارلیمان کے دونوں ادارے اور صوبائی اسمبلیاں شامل ہیں[5]۔ صدر کے اختیارات بڑی حد تک علامتی ہوتے ہیں۔ پارلیمان دو مجلسی ہے اور اس میں قومی اسمبلی اور سینٹ شامل ہیں۔ سینٹ کے ممبران کی تعداد 104 ہوتی ہے جن کا انتخاب چھ سال کی مدت کے لئے بالواسطہ طور پر کیا جاتا ہے۔ نصف ممبرشپ کی تجدید ہر تین سال بعد چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ممبران بشمول فاٹا اور ائی سی ٹی کے ممبران کے ذریعے متناسب نمائندگی کے ساتھ کیا جاتا ہے[6]۔ قومی اسمبلی کے ممبران کی تعداد 342 ہے جن میں سے 272 جنرل نشستوں پر جبکہ 60 خواتین کی مخصوص نشستوں اور 10 غیر مسلم نشستوں پر منتخب ہوتے ہیں۔ تمام ممبران پانچ سال کی مدت کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔

چاروں صوبوں کی اپنی اپنی منتخب اسمبلی ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلیاں یک مجلسی ہوتی ہیں اور ان کا انتخاب پانچ سال کی مدت کے لئے قومی اسمبلی کے انتخاب کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ صدرِ مملکت صوبائی گورنر تعینات کرتا ہے۔ خود مختار علاقوں کا نظم و نسق پاکستان سے بطور خود اختیار خطہ چلایا جاتا ہے۔ ان کی اپنی اسمبلیاں ہوتی ہیں لیکن قومی پارلیمان میں ان کی نمائندگی نہیں ہوتی۔

دیگر ادارے

عدلیہ میں سپریم کورٹ آف پاکستان، صوبائی ہائی کورٹس، ضلعی عدالتیں، انسدادِ دہشت گردی کی عدالتیں اور شریعہ کورٹس شامل ہیں[7]۔ سپریم کورٹ کے ججوں اور چیف جسٹس کا انتخاب جیوڈیشل کمیشن آف پاکستان کرتا ہے اور ان کی تعیناتی صدرِ پاکستان کرتا ہے۔

4 فاٹا کے نمائندگان سینٹ اور قومی اسمبلی میں خیبر پختونخواہ کے ارکان میں شامل ہوگئے۔ 31 مئی کو آئینی (پچیسیوں ترمیم) ایکٹ، 2018 کی منظوری سے پہلے فاٹا وفاق کے زیرِ انتظام آتا تھا۔ نئے انتظام میں صوبائی اسمبلی میں نمائندگی بھی شامل ہے۔

5 آئین کا آرٹیکل 41(3)۔ صدارتی انتخاب کا انعقاد 4 ستمبر 2018 کو ہوا۔

6 آئین کا آرٹیکل 59

7 آئین کا آرٹیکل 175

پاکستان کی تاریخ میں فوج معاشرے اور سیاست میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہے۔ آزادی کے بعد زیادہ عرصہ فوج نے پاکستان پر حکومت کی[8]۔ صدر، وزیرِ اعظم کے مشورے سے چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی اور فوج کی شاخوں کے چیف آف سٹاف متعین کرتا ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے[9]۔ مسلح افواج سول کنٹرول سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ فوجی عملہ اکثر سول عدالتی اختیار کے دائرے میں نہیں آتا[10]۔

ب۔ سیاسی سیاق وسباق

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دو سول حکومتوں کے اپنی مدت پوری کرنے کے بعد 25 جولائی 2018 کو عام انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات کے پس منظر میں فوج کی قیادت میں اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے انتخابی عمل میں مداخلت اور عدلیہ کے سیاسی اداکار بننے کے الزامات بھی تھے۔

2018 کے عام انتخابات میں بڑے مدّ مقابل پاکستان مسلم لیگ نواز (پی ایم ایل این)، پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی)، پاکستان تحریکِ انصاف (پی ٹی آئی)، مذہبی جماعتوں کا اتحاد متحدہ مجلسِ عمل (ایم ایم اے) اور متحدہ قومی موومنٹ پاکستان (ایم کیو ایم پی) تھے۔ مدت پوری کرنے والی اسمبلی میں پی ایم ایل این کی قیادت میں ایک حکومتی اتحاد اور حزبِ اختلاف کی کئی جماعتیں شامل تھیں جن میں سب سے طاقتور پی پی پی، پی ٹی آئی اور متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) شامل تھیں[11]۔

الیکشن سے دو ہفتے قبل سیاسی جماعتوں، سیاسی رہنماؤں، امیدواروں اور الیکشن حکام کے خلاف دھمکیوں اور پُر تشدد حملوں میں اضافہ ہو گیا جس نے سیاسی مہم کے ماحول پر بہت برا اثر ڈالا۔ ضلع مستونگ، بلوچستان میں بلوچستان عوامی پارٹی (بی اے پی) کے جلسے پر 13 جولائی 2018 کو ہونے والے بم حملے میں 149 لوگ جاں بحق اور 200 سے زائد زخمی ہوئے۔ مختلف حملوں میں جاں بحق ہونے والوں میں بی اے پی، عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی) اور پی ٹی آئی کے رہنما اور امیدوار شامل تھے۔ جمیعت علمائے اسلام - فضل الرحمٰن (جے یو آئی ایف) کا ایک امیدوار خوش قسمتی سے دو حملوں کے باوجود سلامت رہا۔ دیگر کئی امیدوار، پارٹی کارکن اور سینکڑوں شہری زخمی ہوئے۔ نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی (نیکٹا) کی طرف سے سیاسی رہنماؤں اور امیدواروں کو لاحق خطرات کی اطلاع ملنے پر ای سی پی نے پورے ملک میں سکیورٹی بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ الیکشن کے دن کوئٹہ میں ایک پولنگ سٹیشن کے نزدیک ہونے والے حملے میں بچوں سمیت 30

---

8 جنرل محمد ایوب خان 1958-1969، جنرل آغا محمد یحییٰ خان 1969-1971، جنرل محمد ضیا الحق 1977-1988 اور جنرل پرویز مشرف 1999-2008

9 فی الوقت اس عہدے پر جنرل قمر جاوید باجوہ فائز ہیں

10 آئین کے آرٹیکل 199(3) اور 245

11 رخصت ہونے والی قومی اسمبلی میں حکومتی اتحاد کے پاس 178 نشستیں تھیں۔ حزبِ اختلاف کی بڑی جماعتوں میں پی پی پی کے پاس 46، پی ٹی آئی کے پاس 34 اور ایم کیو ایم کے پاس 24 نشستیں تھیں۔

افراد جاں بحق ہو گئے۔ بلیدہ، بلوچستان میں ایک اور پولنگ سٹیشن پر ہونے والے حملے نے چار الیکشن اہلکاروں کی جان لے لی اور دیگر کئی زخمی ہوئے۔

سابق وزیر اعظم نواز شریف کی جولائی 2017 میں برطرفی، اپریل 2018 میں مالی بدعنوانی کے الزام میں کوئی بھی سرکاری عہدہ لینے کے لئے تاحیات نااہلی اور 6 جولائی 2018 کو احتساب عدالت سے گیارہ سال کی سزا ہونے کے بعد گرفتاری نے انتخابات سے پہلے سیاسی ماحول کی شکل بدل دی۔ انٹرویو کئے گئے زیادہ تر لوگوں نے اعتراف کیا کہ سابقہ حکومتی جماعت کو نیچا دکھانے کے لئے اس کے رہنماؤں اور امیدواروں کے خلاف بدعنوانی، توہینِ عدالت اور دہشت گردی کے مقدمات کے ذریعے منظّم کوشش کی گئی۔

الیکشن سے پہلے کے ماحول پر فوج کی قیادت میں اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے انتخابی عمل پر اثر انداز ہونے کی کوششوں اور سیاسی امور میں عدلیہ کی غیر معمولی سرگرمیوں اور سوؤ موٹو[12] کے اختیار کے ناجائز استعمال کے الزامات نے سیاسی ماحول پر برا اثر ڈالا۔ نواز شریف کی برطرفی اور تاحیات نااہلی فوج اور عدلیہ کے بظاہر ملی بھگت کے ساتھ ہی ممکن تھی۔ کئی اطلاعات کے مطابق فوج اور سکیورٹی ادارے اسٹیبلشمنٹ مخالف جماعتوں کے امیدواروں کو پارٹی بدلنے یا انتخابات میں بطور آزاد امیدوار حصہ لینے کے لئے قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے جس سے ووٹ بینک تقسیم ہو گئے اور انتخابات کے نتائج پر اثر پڑا[13]۔

میڈیا کے اداروں اور صحافیوں کو آزادیِ اظہارِ رائے پر لگنے والی بے جا پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں وہ خود کو سنسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سیاسی مہم کے دوران پیش آنے والے کئی واقعات سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ آزادیِ اظہارِ رائے اور حقیقی اجتماعیت کی گنجائش کم ہوتی جا رہی ہے۔ مثال کے طور پر مئی 2018 میں نواز شریف کا انٹرویو کرنے پر روزنامہ ڈان کی ترسیل میں رکاوٹیں ڈالی جانے لگیں۔ مارچ 2018 میں ملک کے زیادہ تر حصوں میں جیو ٹی وی کی نشریات روک دی گئیں اور سیاسی مہم کے دورانیے میں کینٹونمنٹ کے علاقوں میں کیبل نیٹ ورکس پر ان کی نشریات نہیں دکھائی گئیں۔ میڈیا کے کئی اہم مدیروں کو ریاستی اداروں کی طرف سے فون کر کے 13 جولائی کو نواز شریف کی واپسی کو براہِ راست نشر نہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ میڈیا کو یہ بھی کہا گیا کہ "عدلیہ کے خلاف" کسی بھی بیان کے دوران آواز بند کر دی جائے۔ اس کے علاوہ نہ تو پاکستان واپسی سے پہلے لندن میں شریف خاندان کے ہونے والے انٹرویو نشر کئے گئے اور نہ ہی پی ایم ایل این، پی پی پی، ایم ایم اے اور اے این پی کے رہنماؤں کی جانب سے فوج پر لگائے جانے والے الیکشن انجینئرنگ کے الزامات نشر کئے گئے۔ میڈیا 16 اپریل 2018 کو آئین کے آرٹیکل 19 اور 68 پر مبنی لاہور ہائی کورٹ کی "عدلیہ کے خلاف تقاریر" پر پابندی کی رُولنگ کا حوالہ دیتا رہا۔ عمومی طور پر ریاستی اداکاروں نے الیکشن سے کافی پہلے ایسے اقدامات کر لئے تھے کہ جن کے ذریعے عوامی سیاسی

[12] سوؤ موٹو، "خود اپنے تحرّک پر" کا مطلب عاملانہ اختیار کا وہ استعمال ہے جو کسی کی درخواست کے بغیر کیا جائے۔ عام طور پر اس سے مراد کسی جج کا کیا ہوا وہ اقدام ہوتا ہے جو کسی فریق کی درخواست یا موشن کے بغیر کیا گیا ہو۔

[13] پی پی پی اور پی ایم ایل۔ن کو سب سے زیادہ متاثر کیا گیا۔ دونوں جماعتوں کے ترجمانوں نے کھلے عام ان فوجی افسران کے نام بھی بتائے جن نے ان جماعتوں کے امیدواروں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔

بیانیے کو کنٹرول کیا جاسکے اور ایسی کسی بھی بحث کو دبایا جاسکے جس کا موضوع فوج کے کردار کو چیلنج یا سول حکومت کی بالادستی کو فروغ دینا ہو۔

اس کے علاوہ ایک پریشان کُن بات یہ بھی تھی کہ ایسی انتہا پسند جماعتیں بھی سامنے آئیں جن کا تعلق دہشت گرد تنظیموں یا ایسے افراد سے تھا جو تشدد کا استعمال کرتے ہیں، اس کی ترغیب دیتے ہیں اور اس کا دفاع بھی کرتے ہیں[14]۔ امیدواروں کی حتمی فہرست میں ای سی پی نے انتہا پسندوں سے تعلق رکھنے والے 925 امیدواروں کو بھی شامل کر لیا۔ انٹرویو کئے جانے والے کئی لوگوں اور میڈیا کی رپورٹس نے بھی اس چیز پر تبصرہ کیا کہ ای سی پی نے نامزد ہونے والے امیدواروں کی چھان بین کیسے کی اور ان امیدواروں کو کیسے قبول کر لیا۔

V - - ای یو ای او ایم 2013 کی سفارشات کا نفاذ

پاکستان کا دورہ کرنے والے 2013 کے ای یو ای او ایم نے انتخابات کے فریم ورک کو بہتر بنانے کے لئے 50 سفارشات پیش کی تھیں۔ 2018 کے انتخابات سے پہلے ان میں سے پانچ سفارشات مکمل طور پر نافذ کر لی گئیں۔ ان میں سے ایک کا نفاذ آئینی ترمیم کے ذریعے فاٹا کو براہِ راست نمائندگی دینے سے ہوا۔ مکمل طور پر نافذ ہونے والی سفارشات میں وسیع مشاورتی عمل کے ذریعے انتخابات کے قانونی فریم ورک کا جائزہ لینے والی خصوصی پارلیمنٹری کمیٹی آن الیکٹورل ریفارمز (پی سی ای آر) کا قیام؛ انتخابی قوانین کو یکجا کر کے نئے الیکشن ایکٹ کی منظوری؛ خواتین کی شمولیت میں اضافے کے لئے اقدامات؛ اور عبوری حکومتوں کے کردار اور ذمہ داریوں کا تعین شامل ہیں[15]۔

مزید 33 سفارشات جُزوی طور پر نافذ کی گئیں اور ان ک جھلک الیکشن ایکٹ 2017 کے کئی پہلوؤں میں نظر آتی ہے۔ اس میں ای سی پی کے اختیارات اور ذمہ داریوں میں اضافہ، نتائج کے اعلان کے لئے شفافیت کی نئی شرائط، تنازعات کے ازالے کے نظام پر نظرِ ثانی (نتائج کو چیلنج کرنے والی شکایات کا جلد تر ازالہ)، اور خواتین اور معذور افراد کی شمولیت کے لئے مزید اقدامات شامل ہیں۔

تاہم ای یو ای او ایم 2013 کی کئی بہت اہم سفارشات کو اہمیت نہیں دی گئی۔ اس میں جماعتوں کے سیاسی مہم کے اخراجات پر قانون سازی، امیدواروں کے اندراج کے لئے مبہم، اخلاقی اور غیر معروضی معیاروں کی تنسیخ، خواتین کی شمولیت کے بارے میں غیر مجموعی ڈیٹا کی اشاعت، انتظامی شکایات کے لئے شفافیت، انتخابات کے ہر مرحلے میں مشاہدہ کاروں کی رسائی، احمدیوں کے لئے الگ انتخابی فہرستوں کی موقوفی، اور میڈیا اور آزادیِ اظہارِ رائے پر پابندیوں کے متعلق سفارشات شامل ہیں۔

---

14 اللہ اکبر تحریک (اے اے ٹی)، پاکستان راہِ حق پارٹی (پی آر ایچ پی) اور تحریکِ لبیک پاکستان (ٹی ایل پی)

15 آئین کا آرٹیکل 224۔ پارلیمان کی تحلیل کے بعد اور اگلے انتخابات سے پہلے صدر رخصت ہونے والے وزیرِ اعظم اور قائدِ حزبِ اختلاف کی مشاورت سے ایک نگران وزیرِ اعظم مقرر کرتا ہے۔ نگران وزیرِ اعظم کی مشاورت سے نگران وزرا کی تقرری کی جاتی ہے جن کی ذمہ داری انتخابات کے بعد اگلی حکومت بننے تک کوئی بڑا پالیسی ساز فیصلہ کئے بغیر حکومت کا روز مرّہ انتظام چلانا ہوتا ہے۔

2018 کے انتخابات کے بعد انتخابی عمل کے کئی شراکت داروں نے ای یو ای او ایم کو کہا کہ الیکشن ایکٹ پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے اور نئی پارلیمانی کمیٹی کو مزید اصلاحات کرنی چاہئیں تاکہ جو کمی رہ گئی ہے اسے بھی دور کیا جائے۔ گذشتہ اصلاحات اور ایکٹ میں باقی رہ جانے والے سقم کے پیشِ نظر ای یو ای او ایم مزید بہتری کے لئے ایسے اقدامات کیحوصلہ افزائی کرتا ہے۔

VI- قانونی فریم ورک

قانونی فریم ورک جمہوری انتخابات کے لئے ایک موزوں بنیاد فراہم کرتا ہے۔ حالیہ اصلاحات نے قانون کو بہتر بنایا ہے؛ تاہم بنیادی حقوق اور انتخابات میں حصہ لینے کا حق ابھی بھی غیر یقینی معیار پر منحصر ہے، جبکہ شفافیت میں بھی مزید بہتری لائی جاسکتی ہے۔

ا۔ بین الاقوامی اصول اور معاہدے

پاکستان نے ایسے چھ بین الاقوامی معاہدے اختیار کیے ہیں جن کا اطلاق انتخابات پر ہوتا ہے[16]۔ انٹرنیشنل کووینٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس (آئی سی سی پی آر)، یو این کنونشن اگینسٹ کرپشن (یو این سی اے سی) اور کنونشن آن دی رائٹس آف پرسنز وِد ڈِس ایبیلیٹیز (سی آر پی ڈی) کو گزشتہ دہائی کے دوران اختیار کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان انٹرنیشنل کنونشن آن دی ایلیمنیشن آف آل فارمز آف ریشل ڈسکریمینیشن (آئی سی ای آر ڈی)، کنونشن آن دی ایلیمنیشن آف آل فارمز آف ڈسکریمینیشن اگینسٹ ویمن (سی ای ڈی اے ڈبلیو) اور کنونشن آن دی پولیٹیکل رائٹس آف ویمن (سی پی آر ڈبلیو)[17] میں بھی شریک ہے۔ ابتدائی طور پر پاکستان کے ان میں سے کچھ معاہدوں پر تحفظات تھے جو گزشتہ چند سالوں میں ختم ہو گئے[18]۔ تاہم باقی ماندہ تحفظات امتیازی قانونی پابندیوں کی حمایت کرتے ہیں جو

---

16 انٹرنیشنل کووینٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس (آئی سی سی پی آر) (2010)؛ یونائیٹڈ نیشنز کنونشن اگینسٹ کرپشن (یو این سی اے سی) (2012)؛ انٹرنیشنل کنونشن آن دی ایلیمنیشن آف آل فارمز آف ریشل ڈسکریمینیشن (آئی سی ای آر ڈی) (1966)؛ کنونشن آن دی ایلیمنیشن آف آل فارمز آف ڈسکریمینیشن اگینسٹ ویمن (سی ای ڈی اے ڈبلیو) (1996)؛ کنونشن آن دی پولیٹیکل رائٹس آف ویمن (سی پی آر ڈبلیو) (1954)؛ کنونشن آن دی رائٹس آف پرسنز وِد ڈِس ایبلیٹیز (سی آر پی ڈی). (2011)

17 کسی ریاست کو معاہدے کی کسی شق سے استثنا دینے کے لئے تحفظات استعمال کیے جاتے ہیں، بالخصوص جب کوئی آئینی دستاویز بین الاقوامی قوانین کے معمول سے متصادم ہو۔ پاکستان کے سابقہ اور بقیہ تحفظات کی فہرست کے لئے ملاحظہ کیجیے http://www.mofa.gov.pk/contentlist.php

18 بالخصوص آئی سی سی پی آر اور سی ای ڈی اے ڈبلیو۔ ملاحظہ کیجیے پاکستان کے تحفظات کی تصدیق اور ان سے دستبرداری

بین الاقوامی معیار کے خلاف ہے[19]۔ اس میں قابلِ ذکر مثال یہ ہے کہ صدر اور وزیرِ اعظم کا عہدہ پانے کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے[20]۔

ب۔ آئینی حقوق

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا 1973 کا آئین بڑی حد تک بنیادی حقوق کی یقین دہانی کراتا ہے جس میں آزادیِ اظہارِ رائے، معلومات، حرکت، تعلق اور اجتماع کے علاوہ رائے دہی اور انتخابات میں حصہ لینے کا حق شامل ہیں[21]۔ ریاست اقلیتوں کے حقوق محفوظ بنانے اور عوامی زندگی میں خواتین کی شمولیت کی ذمہ دار ہے۔ لیکن عملی طور پر اس میں واضح کمی موجود ہے۔

بنیادی حقوق "قانون کی طرف سے کسی بھی معقول پابندی" کے تابع ہیں لہٰذا جس کا من مانا اطلاق ممکن ہے۔ آزادیِ اظہارِ رائے اور انتخابات میں حصہ لینے کے حق کو مبہم اور اخلاقی شرائط کے ساتھ روکا جاسکتا ہے[22]۔ ذہنی صلاحیت میں کمی بھی رائے دہی اور انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی کی وجہ ہوسکتی ہے[23]۔ توہینِ مذہب کے قوانین آزادیِ اظہارِ رائے کے مؤثر استعمال کے لئے مسائل کا باعث بنتے ہیں جبکہ 2018 کے انتخابات کے دوران بعض اوقات اجتماع کے حق پر غیر ضروری طور پر پابندی لگائی گئی[24]۔ مذہب کی قبولیت، اس پر عمل اور اس کی تبلیغ کا حق غیر مسلم کی تعریف کے ذریعے کمزور پڑتا ہے اور اس کی زد میں وہ شہری بھی آتے ہیں جو اس تعریف سے اختلاف کرتے ہیں[25]۔ یکساں شہری حقوق کو مکمل طور پر یقینی نہیں بنایا گیا۔

---

19 پاکستان کی شہریت کا قانون (1951) سیکشن 10۔ پاکستان کی شہریت کا قانون پاکستانی مردوں کے برخلاف پاکستانی خواتین کے غیر ملکی شوہروں کے لئے شہریت کے حصول کے امکان پر حدود مقرر کرتا ہے۔ یوں پاکستانی خواتین کے غیر ملکی شوہر رائے دہی کے حق سے محروم رہ جاتے ہیں اِلّا کہ وہ دیگر ذرائع سے شہریت حاصل کرلیں۔ پاکستان کی شہریت کے قانون (1951) کے سیکشن 9 اور 20 نیچرلائزیشن یا دولتِ مشترکہ کی شہریت کی بنیاد پر شہریت کے لیے درخواست کی اجازت دیتا ہے۔ امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے 2017 میں سینٹ میں پیش کی جانے والی مجوّزہ ترامیم ناکام ہوگئیں۔ ملاحظہ کیجئے سی ای ڈی اے ڈبلیو آرٹیکل 1۔ قانون آئین کے آرٹیکل 25(1) سے مطابقت نہیں رکھتا، "قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں اور قانون کے یکساں تحفظ کے حقدار ہیں۔" (2) "صنفی بنیادوں پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔"

20 یہ حدود یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس (یو ڈی ایچ آر) کے آرٹیکل 2 میں مذکور امتیازی سلوک پر پابندیوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

21 آئین میں 25 بار ترامیم ہوئیں؛ 2013 کے بعد پانچ مرتبہ، آخری بار 31 مئی 2018 کو۔

22 آزادیِ اظہارِ رائے کے موضوع پر یو این ہیومن رائٹس کمیٹی (ایچ آر سی) نے جنرل کمنٹ (جی سی) 34 پیرا 22 میں کہا کہ "پابندیاں لگائی جاسکتی ہیں اور [---] ضروری ہے کہ ضرورت اور تناسب کی شرائط کی سختی سے پابندی کرتی ہوں۔" انتخابات میں حصہ لینے کے حق کے موضوع پر ایچ آر سی جی سی 25 پیرا 4 کہتا ہے کہ پابندیاں "غیر معروضی اور معقول" ہونی چاہئیں۔

23 ملاحظہ کیجئے مثلاً آئین کا آرٹیکل 63، "مجلسِ شوریٰ (پارلیمان) کے لئے منتخب ہونے اور رکن بننے پر کسی شخص پر پابندی لگائی جائے گی اگر (ا) وہ فاتر العقل ہے اور کسی فاضل عدالت نے اس بات کا تعین کیا ہے؛" سی آر پی ڈی کمیٹی، جی سی 1 پیرا 12 "[---] کسی شخص کی فیصلہ سازی کی صلاحیت معذور افراد کے اپنے سیاسی حقوق کے استعمال بشمول رائے دہی اور انتخابات میں حصہ لینے سے اخراج کی بنیاد نہیں بن سکتی۔"

24 اسلام آباد میں 11 جولائی سے سکیورٹی وجوہات کی بنا پر کوڈ آف کریمنل پروسیجر (1898) سیکشن 144 نافذ کیا گیا۔

25 آئین کا آرٹیکل 20۔ تمہید میں یہ بھی مذکور ہے کہ "اقلیتوں کے لئے اپنے مذاہب کے آزادانہ اقرار اور اس پر عمل اور اپنی ثقافت کی ترویج کے لئے مناسب اقدامات کیے جائیں گے"۔ تاہم آرٹیکل 260(1)(b) کچھ اقلیتوں (احمدی\لاہوری) کو غیر مسلم قرار دیتا ہے جبکہ وہ خود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

یقینی بنایا جائے کہ بنیادی حقوق مثلاً اجتماع کا حق، آزادیِ اظہارِ رائے، رائے دہی کا حق اور تمام شہریوں میں مساوات پر مبہم، غیر معروضی، امتیازی یا من مانے معیار کے ذریعے ناروا پابندی نہ لگائی جائے اور بین الاقوامی معیار کے ساتھ مطابقت پیدا کی جائے۔

ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ بنیادی حقوق نافذ کرا سکتی ہیں۔ شہری ہائی کورٹ میں درخواست دے سکتے ہیں جبکہ سپریم کورٹ بذاتِ خود بنیادی حقوق کی حفاظت بھی کر سکتی ہے اور اپیل سننے کا اختیار بھی رکھتی ہے[26]۔ 2018 کے انتخابات میں سپریم کورٹ نے ایک نیم قانونی حیثیت اختیار کر لی اور آبادی میں اضافے، پیٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس اور ڈیم کی تعمیر جیسے مسائل پر توجہ دینی شروع کر دی[27]۔ حال ہی میں سپریم کورٹ نے بیرونِ ملک رائے دہی کے موضوع پر بھی بات کی اور بیرونِ ملک شہریوں تک یہ حق پہنچانے کی حمایت کی[28]۔ تاہم ای سی پی کو اس کی ہدایات مثلاً بیرونِ ملک رائے دہی کے نتائج کو خفیہ رکھا جائے تاوقتیکہ اس نظام کی سالمیت کو یقینی بنایا جا سکے، مستقبل میں غیر یقینی کیفیت کا باعث بن سکتی ہیں[29]۔

ج۔ انتخابات کے لئے قومی قانونی فریم ورک

قانونی فریم ورک بین الاقوامی معیار کے مطابق انتخابات کرانے کے لئے ایک موزوں بنیاد فراہم کرتا ہے۔ حالیہ قانونی اصلاحات نے پاکستان کے قوانین اور بین الاقوامی معاہدوں میں مزید ہم آہنگی پیدا کی ہے۔ قانونی فریم ورک بنیادی طور پر آئین اور حال میں منظور ہونے والے الیکشن ایکٹ 2017 پر مبنی ہے۔ ای سی پی کے 2017 کے انتخابی قوانین اور انتخابی عمل کے شراکت داروں کے لئے چھ مختلف ضوابطِ اخلاق اس کو مزید تقویت دیتے ہیں[30]۔ پاکستان کے کوڈ آف کریمنل پروسیجر اور پینل کوڈ کے کچھ حصوں کا اطلاق اجتماع کے حق اور کچھ انتخابی جرائم پر ہوتا ہے[31]۔

انتخابات کے عرصے میں ای سی پی قانوناً واجب التعمیل اعلانات کرتا رہا۔ یہ اعلانات مختلف معاملات پر تحریری ہدایات کی صورت میں تھے جس میں الیکشن افسران کی تعیناتی، انتخابی ڈیڈ لائنز کے متعلق ہدایات، اور قانون کی تشریح اور نفاذ کے متعلق ہدایات کی صورت میں

26 آئین کا آرٹیکل 184(3) سپریم کورٹ کو خود سے مقدمات کے آغاز کا اختیار دیتا ہے (سوؤ موٹو)

27 سپریم کورٹ نے آبادی پر قابو پانے کے لئے گزشتہ حکومت کی کارروائی پر سوال کیا۔ پیٹرول ٹیکس کے متعلق انکوائری کا آغاز بھی کیا گیا اور دیامر بھاشا اور مہمند ڈیم کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کی مہم شروع کی جو پی ٹی آئی کے منشور میں ترجیحی حیثیت رکھتا ہے۔

28 اگست میں اس نے بیرونِ ملک رائے دہی کی التوا کے شکار کئی درخواستوں پر فیصلہ کیا۔ اس نے ای سی پی کو ہدایت کی کہ اکتوبر میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں بیرونِ ملک رائے دہی کے لئے نئی بننے والی انٹرنیٹ ووٹنگ ایپلیکیشن کو نافذ کیا جائے۔

29 صفحہ دس پر آئینی درخواست نمبر74-79\2015، 49-56\2016، 2\2018، سی ایم اے نمبر4292\2017 اور162\2018

30 انتخابی قواعد 2017، پولنگ عملے کے لئے ضابطِہ اخلاق (اردو)، مشاہدہ کاروں کے لئے ضابطِہ اخلاق، سیاسی جماعتوں، حصہ لینے والے امیدواروں، انتخابی ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں کے لئے ضابطِہ اخلاق، سکیورٹی اہلکاروں کے لئے ضابطِہ اخلاق، میڈیا کے لئے ضابطِہ اخلاق اور بین الاقوامی مشاہدہ کاروں اور میڈیا کے لئے ضابطِہ اخلاق۔

31 ترمیم شدہ کوڈ آف کریمنل پروسیجرز (1898) اور ترمیم شدہ پینل کوڈ (1860)

تھے[32]۔ اگرچہ ان میں سے زیادہ تر اعلانات طریقہِ کار کے متعلق تھے جیسے عملے کی تعیناتی وغیرہ، ان میں سے کچھ زیادہ اہمیت کے حامل تھے۔ ضوابطِ اخلاق اور پولنگ سٹیشنوں کے اندر فوجیوں کی تعیناتی کا اعلان ایسے نوٹیفکیشن ہی کے ذریعے کیا گیا۔ فوج کی موجودگی کے متعلق تصحیح کا ایک نوٹیفکیشن جو فوجی اہلکاروں کو پولنگ سٹیشنوں پر سیاسی مہم کے خلاف کارروائی کرنے کے اختیار کو منسوخ کرتا تھا، الیکشن سے صرف سات دن پہلے جاری کیا گیا[33]۔

الیکشن ایکٹ 2017 کو 2 اکتوبر کو نافذ کیا گیا اور پھر یکے بعد دیگرے اس میں دو ترامیم کی گئیں[34]۔ یہ ترامیم احمدیوں کو عام انتخابی فہرستوں سے نکالنے اور ان کے لئے ایک ضمنی فہرست بنانے کے متعلق تھیں۔ اس ایکٹ کے مطابق ای سی پی کو نئی انتخابی حلقہ بندیاں بھی کرنی تھیں۔ نئی حلقہ بندیوں پر عملدرآمد 26 دسمبر کو کی جانے والی ایک آئینی ترمیم کے بعد ہی ممکن تھا، جس کے ذریعے مردم شماری کے عبوری نتائج کو استعمال کیا جا سکتا تھا۔ اگرچہ ای سی پی نے اس کے فوراً بعد حلقہ بندی پر کام شروع کر دیا تھا تاہم حلقہ جات کی حتمی فہرست مئی 2018 میں جاری کی گئی۔ اس سلسلے میں کئی عدالتی مقدمات ابھی بھی زیرِ سماعت ہیں۔

کچھ ضوابطِ اخلاق بھی دیر سے جاری کئے گئے۔ میڈیا اور سیکیورٹی اہلکاروں کے متعلق ضوابطِ اخلاق امیدواروں کی حتمی فہرست جاری ہونے کے بعد بالترتیب دو اور چھ دن کے وقفے سے جاری کیے گئے۔ ای سی پی کے کئی دیگر اہم نوٹیفکیشن جن کا تعلق سیاسی مہم، سیکیورٹی اور الیکشن کے دن پولنگ سٹیشنوں تک رسائی سے تھا، تاخیر سے جاری کیے گئے۔ کچھ معاملات میں شراکت داروں سے مشاورت نہیں کی گئی[35]۔ کئی نوٹیفکیشن ای سی پی کی ویب سائٹ پر بروقت شائع نہیں کیے گئے[36]۔

26 جولائی کو الیکشن ایکٹ میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے دوبارہ ترمیم کی گئی[37]۔ اس سے پہلے ای سی پی کم از کم تین کمشنروں پر مبنی ایک بینچ کے ذریعے شکایات کی سماعت کر سکتا تھا۔ اس طرح سے ای سی پی کی شکایات کی دادرسی کی صلاحیت ناکافی تھی۔ دیر سے ہونے والی اس ترمیم کے بعد ای سی پی دو کمشنروں پر مبنی دو بینچوں کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہو گیا۔

---

32 ای سی پی نے اپنی ویب سائٹ پر انتخابات سے ایک ماہ پہلے 50 کے قریب نوٹیفکیشن شائع کیے۔

33 10 جولائی 2017 کو جاری ہونے والا ای سی پی کا نوٹیفکیشن سیکیورٹی اہلکاروں کو کچھ جرائم پر گرفتاری اور سرسری مقدمہ چلانے کا اختیار دیتا تھا جس میں پولنگ سٹیشنوں پر مہم چلانے جیسے سیاسی اقدام بھی شامل تھے۔ بعد میں جاری کیے جانے والے ایک نوٹیفکیشن میں ان اختیارات کو منسوخ کر دیا گیا اور فوج کے اختیارات کو پولنگ سٹیشنوں میں تلبیسِ شخصی اور پولنگ سٹیشن پر قبضے جیسے جرائم پر مقدمہ چلانے تک محدود کر دیا گیا۔

34 الیکشن ایکٹ (دوسری ترمیم) 2017. ایک مہینے کے اندر ایکٹ میں دو بار ترامیم کی گئیں۔ دونوں ترامیم کا تعلق غیر مسلموں کے بطور رائے دہندہ اندراج سے تھا۔ اس کا مطلب ہی کہ ایسے اقدامات جو پہلے ایکٹ کا حصہ نہیں تھے، شامل کیے گئے۔

35 الیکشن ایکٹ، سیکشن 233۔ سیاسی جماعتوں، حصہ لینے والے امیدواروں، انتخابی ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں کے ضابطہِ اخلاق کی تیاری کے لئے ای سی پی صرف سیاسی جماعتوں سے مشاورت کا پابند ہے، دیگر شراکت داروں کے ساتھ نہیں۔ ای سی پی کی طرف سے میڈیا کے لئے ایک ضابطہِ اخلاق جاری کیا گیا جس کے لئے میڈیا سے کوئی مشاورت نہیں کی گئی۔

36 ای سی پی نے اپنی ویب سائٹ پر سرچ کی سہولت کو ختم کر دیا جس سے دستاویزات تک رسائی کم ہو گئی۔ ای سی پی کا کہنا تھا کہ یہ اقدام ہیکنگ کے امکان کو کم کرنے کے لئے کیا گیا۔

37 آئین کا آرٹیکل 89(1)۔ جب پارلیمان کا سیشن نہ ہو رہا ہو تو صدر ضروری سمجھنے پر مخصوص آرڈیننس جاری کر سکتا ہے۔

قوانین کے بارے میں تیقّن اور شراکت داروں کی آگاہی میں اضافہ کے لئے یقینی بنایا جائے کہ انتخابی قوانین میں کوئی اہم ترمیم (اِلّا کہ وہ شراکت داروں کی مشاورت سے بہتری کی خاطر کی جائے) الیکشن سے کم از کم چھ ماہ سے ایک سال قبل کے عرصے کے دوران کی جائے۔

د- آئین

آئین پارلیمنٹ کو انتخابی قوانین بنانے کا اختیار دیتا ہے۔ حالیہ آئینی ترامیم نے ای سی پی کو تقویت دی ہے اور وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقے (فاٹا) کے شہریوں کی براہِ راست نمائندگی میں اضافہ کیا ہے[38]۔ دسمبر 2017 میں ہونے والی چوبیسویں ترمیم نے 2018 کے انتخابات سے پہلے انتخابی حلقہ بندی کے لئے مردم شماری کے عبوری نتائج کے استعمال کی اجازت دی[39]۔ آئین انتخابات سے متعلق معاملات کو منظّم بھی بناتا ہے جس میں انتخابات کرانے کا فیصلہ، ای سی پی کا نظم ونسق اور انتخابی نتائج کو چیلنج کرنے کی بنیاد بھی شامل ہے۔

الیکشن ایکٹ انتخابی معاملات میں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے کردار پر بڑی حد تک خاموش ہے[40]۔ قانوناً کسی الیکشن پر سوال نہیں اٹھایا جاسکتا بجز اس کے کہ ایسا ایک الیکشن ٹربیونل کے ذریعے ہو[41]۔ ایسے ٹربیونل ای سی پی کی زیرِ نگرانی کام کرتے ہیں۔ بہر حال، انتخابات کے دوران عدالتوں میں کئی بار درخواستیں دی گئیں۔ عملی طور پر عدالتوں نے انتخابی انصاف فراہم کرنے کے لئے ای سی پی کے متوازی نظام کا کام کیا۔ لہٰذا انتخابی معاملات میں عدالتوں کے دائرۂ کار اور اختیار کے حد کے متعلق غیر یقینی کیفیت رہی۔ اس معاملے کو حال ہی میں سپریم کورٹ اپیل کیس میں اٹھایا گیا[42]۔ بہر حال عدالتیں انتخابات کے متعلق درخواستیں نمٹاتی رہیں۔

آئین انتخابات میں حصہ لینے کے بارے میں تفصیل بیان کرتا ہے تاہم کئی مقرّرہ شرائط مبہم اور غیر معروضی ہیں۔ مثال کے طور پر ان شرائط میں اچھے کردار کا حامل ہونا، نیک اور عقلمند ہونا اور صادق اور امین ہونا شامل ہیں[43]۔ امیدواروں کی چھان بین کے دوران اور اپیل کی عدالت میں درخواست دینے پر انہیں اس معیار پر پرکھا جاتا ہے۔ سپریم کورٹ نے اس معیار کی کئی مقدمات کے دوران تشریح کی ہے[44]۔ کچھ مقدمات میں امیدواروں کو اس معیار کے مطابق نکالنے سے انکار کیا گیا تاوقتیکہ ان کے ایماندار نہ ہونے کا ثبوت کسی عدالتی حکم کی صورت میں پیش کیا جائے[45]۔ کئی دوسرے مقدمات میں ایسے دستاویزی ثبوت کی عدم موجودگی کے باوجود امیدواروں کو خارج کر

---

38 آئین (بائیسویں ترمیم) ایکٹ 2016 ای سی پی کمشنروں کی تعیناتی اور میعاد کے بارے میں ہے۔ آئین (پچیسویں ترمیم) ایکٹ 2018 میں ای یو ای او ایم پاکستان 2013 کی پچاسویں سفارش کا عکس نظر آتا ہے۔ فاٹا کو خیبر پختونخواہ میں ضم کیا گیا۔ صوبائی اسمبلی کی اضافی نشستوں کے لئے انتخابات 2019 کے پہلے چھ ماہ کے دوران کرائے جائیں گے۔

39 آئین (چوبیسویں ترمیم) ایکٹ 2017۔

40 کچھ معاملات (مثلاً نتائج کو چیلنج) میں سپریم کورٹ میں اپیل کے حقوق بیان کیے گئے ہیں مگر انتخابی تنازعات کے تناظر میں ہائی کورٹس میں اپیل کے حق کی وضاحت نہیں کی گئی۔

41 آئین کا آرٹیکل 225۔

42 سپریم کورٹ، سول اپیل 467\2018۔

43 آئین کے آرٹیکل 62 اور 63۔

44 عدالت نے پانامہ کیس میں "ایمانداری" کے مضمرات پر طویل غور کیا۔

45 19 جولائی کو عدالت نے پی ٹی آئی کے رائے حسن نواز کو ایک پرانے عدالتی حکم کی بنیاد پر نااہل قرار دیا۔ ملاحظہ کیجیے سپریم کورٹ، سول اپیل 467\2018۔

دیا گیا[46]۔ موجودہ معیار پر پورا نہ اترنے کی صورت میں پارلیمنٹ کا ممبر بننے پر تاحیات پابندی بھی لگائی جا سکتی ہے۔ کچھ امیدواروں کو "صادق اور امین" نہ ہونے پر نااہل قرار دیا گیا[47]۔ ان معاملات سے نمٹنے کے لئے ایک یکساں طریقہِ کار وضع کرنے اور اس کے نفاذ کی ضرورت ہے[48]۔

حال ہی میں دیے جانے والا سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ مدلّل انداز میں یہ کہتا ہے کہ "[۔۔۔] آرٹیکل 62 اور 63 کی مختلف شقوں میں استعمال ہونے والی مبہم، غیر یقینی، غیر واضح اور متضاد اصطلاحات۔۔۔ رائے دہندگان کو الجھن میں ڈالتی ہیں، امیدواروں اور ان کے ووٹروں کا پیچھا کرتی ہیں، کاغذاتِ نامزدگی کی جانچ پڑتال کے وقت ریٹرننگ افسران کو شرمندہ کراتی ہیں، انتخابی ٹربیونلز کو درہم برہم کر دیتی ہیں اور پھر سالوں تک عدالتوں اور وکلا کے لئے ایک ڈراونا خواب بن جاتی ہیں۔"[49]

انتخابات میں حصہ لینے کے حق کے لئے قانونی تیقّن فراہم کیا جائے۔ آئین اور الیکشن ایکٹ کا جائزہ لیا جائے تاکہ لاگو ہونے والی پابندیاں مبہم، اخلاقی اور من مانے معیار کے تابع نہ ہوں اور عملی طور پر بین الاقوامی معیار کے مطابق ہوں۔ ای سی پی کو چاہیئے کہ امیدواروں پر لاگو ہونے والی شرائط کے یکساں اطلاق کے لئے ہدایات وضع کرے۔

ہ- قانونی اصلاحات: الیکشن ایکٹ 2017

2013 کے انتخابات کے بعد پاکستان نے انتخابی اصلاحات کا جراتمندانہ عمل شروع کیا۔ الیکشن ایکٹ کئی شراکت داروں اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ مشاورت کے ایک طویل دورانیے کے بعد وجود میں آیا۔ اس نے آٹھ قوانین کو منسوخ کیا اور ایک یکجا قانون تخلیق کیا[50]۔ اب پہلی دفعہ یہ قانون عبوری حکومتوں کو باقاعدہ بنانے کے لئے انتخابات کے دوران غیر جانبدار حکومت کا فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ خواتین کی شمولیت کے لئے یہ ایکٹ ای سی پی کو اختیار دیتا ہے کہ ایسے انتخابات کے نتائج کو منسوخ کیا جا سکے جہاں رائے دہندگان میں خواتین کی تعداد کم از کم دس فیصد نہ ہو۔ مجموعی طور پر ای سی پی کے اختیارات کو وسعت دی گئی اور اس کے احکامات کو ہائی کورٹ کے

46 نواز شریف کو سپریم کورٹ کی طرف سے ان کے مالیاتی معاملات کی تفتیش کے بعد 28 جولائی 2017 کو نااہل قرار دیا گیا۔

47 آئین یہ تقاضا کرتا ہے کہ ایمانداری کی پرکھ کے ثبوت کے لئے اس کے برعکس عدالتی حکم موجود ہو۔ مثال کے طور پر بلوچستان کی اپیل کی عدالت نے پی ٹی آئی کے امیدوار یار محمد رند کو مسترد کر دیا۔ ان نے ہائی کورٹ میں درخواست دی جس نے فیصلہ برقرار رکھا۔ مزید اپیل کرنے پر انہیں سپریم کورٹ کی طرف سے انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت مل گئی۔ لاہور ہائی کورٹ نے پی ایم ایل۔ن کے امیدوار رانا زاہد حسین کو دیانتدار نہ ہونے (اثاثوں کے اخفا) پر نااہل قرار دیا۔ اسی عدالت نے اپیل کی عدالت کی طرف سے پی ٹی آئی کے فواد احمد کی نااہلی کو منسوخ کر دیا مگر پی ٹی آئی کے غلام عباس کے فیصلے کو برقرار رکھا۔

48 اکرم بنام غفور و دیگران (سول اپیل 616 اور 617\2014) پیرا نمبر 13۔ اور دیکھیئے ملک بنام اسوان و دیگران (سول اپیل 669-L\-2013) پیرا نمبر 4 "اس موقع پر اس بات پر زور دینا اہم ہے کہ انتخابی معاملات میں جیتنے والے امیدوار کی نااہلی کے متعلق کسی بات کا علم ہونے پر ضروری ہے کہ وہ بات اثباتی شہادت پر مبنی ہو اور تصور، استدلال یا قیاس پر مبنی نہ ہو" متذکرہ محمد صدیق بلوچ بنام جہانگیر خان (پی ایل ڈی 2016 ایس سی 97)

49 سعید و دیگران (سول اپیل 467\2015) (20 مارچ 2018) پیرا نمبر 26 متذکرہ اسحاق خان خاکوانی بنام محمد نواز شریف (پی ایل ڈی 2015 سپریم کورٹ 275)

50 اصلاحاتی ایجنڈا کی قیادت کے لئے 2014 میں ایک پی سی ای آر تشکیل دی گئی

برابر اہمیت دی گئی۔ اسے یہ اختیار بھی دیا گیا کہ قوانین بنا سکے، قانون کی وضاحت کر سکے اور ضرورت پڑنے پر کسی خلا کو پُر کرنے کے لئے عبوری طور پر کوئی اصول وضع کر سکے۔ ان اختیارات نے ای سی پی کو انتخابات کا نظام آزادانہ طور پر چلانے کے لئے زیادہ گنجائش فراہم کی۔

اصلاحات کے باوجود قانون کے کئی پہلوؤں میں سقم باقی ہیں[51]۔ امیدواروں کے چناؤ کے لئے سیاسی جماعتوں کے طریقۂ کار غیر موزوں ہے۔ بسا اوقات ان امیدواروں کو قانون کے تقاضے کے مطابق جمہوری انداز سے منتخب کرنے کی بجائے متعین کر دیا جاتا ہے۔ سیاسی جماعتیں اور امیدوار سیاسی مہم پر اخراجات کے متعلق ناکافی قوانین ہونے کا فائدہ بھی اٹھاتے ہیں جس سے مقابلے کے مواقع میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔ قانون سیاسی مہم کے آغاز کی تاریخ مقرر نہیں کرتا۔ اس سے نہ صرف سیاسی مہم کے اخراجات کی رپورٹ دینے کے بارے میں غیر یقینی کیفیت پیدا ہوتی ہے بلکہ بالعموم سیاسی مہم سے متعلق قوانین کے نفاذ میں مشکل پیش آتی ہے۔ الیکشن ایکٹ میں ایک متنازعہ ترمیم احمدی رائے دہندگان سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ یا تو اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم کریں یا اپنے عقائد کے خلاف اعلانیہ حلف اٹھائیں[52]۔ یوں احمدیوں کو آئین کے منافی طور پر اپنی مذہبی شناخت یا اپنے شہری حقوق میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ قانون کے کئی پہلو ایسے بھی ہیں کہ جن کی حکم عدولی پر کوئی سزا نہیں[53]۔

مجموعی طور پر ای سی پی کی طرف سے انتخابی عمل کے اہم مراحل کے بارے میں معلومات کی اشاعت ناکافی تھی۔ اس نے اپنے ماتحت افسران کے خلاف شکایات یا ضوابطِ اخلاق کی پابندی نہ ہونے کی شکایات کے بعد اپنے فیصلے شائع نہیں کیے[54]۔ آئین کے مطابق انتخابی حلقہ بندی کے عمل کے لئے مشاورت ہونا ضروری ہے اور اس سلسلے میں ای سی پی کو نمائندگی کے لئے 1200 درخواستیں وصول ہوئیں۔ تاہم، اس بات کو عوام تک نہیں پہنچایا گیا۔ حلقہ بندی کے عمل کے متعلق عدالتوں کو کئی درخواستیں دی گئیں۔ ان مقدمات کے بارے میں معلومات اور ان کے نتائج کو بھی عوام تک نہیں پہنچایا گیا۔ ایسے فیصلے جن کے نتیجے میں کئی امیدوار نااہل قرار پائے، شائع نہیں کیے گئے۔ مقدمات کا ایک سلسلہ امیدواروں کے جمع کرائے ہوئے حلف ناموں پر سوال اٹھاتا تھا، جس کا فیصلہ بالآخر سپریم کورٹ نے کیا۔ کئی

---

51 جن معاملات میں بہتری آئی، وہاں بھی مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔ نگران حکومتوں کی ذمہ داریوں کی حد اکثر غیر واضح ہوتی ہے، جیسے متنازعہ فیصلوں پر مبہم پابندی۔

52 الیکشن (دوسری ترمیم) ایکٹ 2017 (23 نومبر 2017)۔ احمدی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آئین کا آرٹیکل 260(1)(b) اس کا انکار کرتا ہے۔

53 الیکشن ایکٹ سیکشن 230(3) میں نگران حکومت کے ارکان کی طرف سے ای سی پی کو حکومت سنبھالنے کے تین دن کے اندر اپنے اثاثوں کی تفصیل نہ جمع کرانے کی صورت میں کوئی سزا مذکور نہیں۔

54 الیکشن ایکٹ سیکشن 15 یہ تقاضا کرتا ہے کہ فیصلے اور احکامات شائع کیے جائیں۔ اس میں اس اشاعت کی ڈیڈ لائن مذکور نہیں۔ الیکشن قواعد 2017 میں اس عمل کے مختلف پہلوؤں کے لئے کئی فارم موجود تھے مگر شکایات کے لئے کوئی فارم نہیں تھا۔

عدالتی فیصلے جن کے نتیجے میں ای سی پی پر دباؤ بڑھ گیا اور جن کی وجہ سے امیدواروں کی چھان بین کے شیڈول میں تبدیلیاں کرنی پڑیں، شائع نہیں کیے گئے[55]۔

قانونی نظام الاوقات اور پولنگ سٹیشنوں سے عبوری نتائج کی اشاعت کے متعلق تفصیلات بھی غیر صحیح تھیں۔ اس وجہ سے انتخابی عمل پر اعتماد میں کمی آئی۔

قانون میں کسی کمی کو پورا کرنے کا اختیار رکھنے کے باوجود ای سی پی نے معلومات کی بروقت اور قارئین کی سہولت کے مطابق اشاعت کے لئے قوانین کی کوئی وضاحت نہیں کی[56]۔ اثاثوں کے گوشوارے پی ڈی ایف فائلوں کی صورت میں جس حالت میں وصول ہوئے، ویسے ہی شائع کر دیے گئے۔ ان کا تجزیہ کرنا سہل نہیں تھا۔ پولنگ سٹیشنوں سے وصول ہونے والے نتائج بھی یوں ہی شائع کیے گئے جس میں کچھ ڈیٹا پڑھا بھی نہیں جا سکتا تھا اور یوں اس معلومات کا تجزیہ کرنا بھی مشکل تھا۔

الیکشن ایکٹ، الیکشن قواعد اور ضوابطِ اخلاق پر نظرِ ثانی کی جائے تاکہ شفافیت کے لئے ٹھوس طریقہِ کار وضع کیا جا سکے۔ اس میں عوامی دلچسپی کی معلومات کی اشاعت، جس میں آن لائن اشاعت بھی شامل ہے، کا طریقہِ کار اور نظام الاوقات بھی شامل ہیں۔ حکم عدولی کی صورت میں لاگو ہونے والی سزا کا تعین بھی کیا جانا چاہیئے۔

و۔ انتخابی نظام

قومی اسمبلی کے ارکان کی کُل تعداد 342 ہے جو پانچ سال کی مدت کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ اس میں جنرل نشستوں کی تعداد 272 ہے، 60 نشستیں خواتین کے لئے جبکہ 10 نشستیں غیر مسلموں کے لئے مخصوص ہیں[57]۔ تمام ارکان پانچ سال کی مدت کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ 272 ارکان کا انتخاب براہِ راست یک رُکنی حلقوں میں سادہ اکثریت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کا انتخاب بھی قومی اسمبلی کے طریقے سے ہی ہوتا ہے لیکن ان کا سائز اور نشستوں کی تعداد مختلف ہیں[58]۔

---

55 سپریم کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ میں سماعت کے بعد الیکشن شیڈول میں بالترتیب 3 جون اور 8 جون کو تبدیلی

56 الیکشن ایکٹ سیکشن 4۔ ای سی پی قانون کے نفاذ کے لئے ہدایات اور احکامات جاری کر سکتا ہے۔

57 قومی اسمبلی کی 272 جنرل نشستوں کی تقسیم یوں ہے: پنجاب 141، سندھ 61، خیبر پختونخواہ 39، بلوچستان 16، فاٹا 12، دارالحکومت اسلام آباد 3. خواتین کے لئے مخصوص 60 نشستوں کی تقسیم یوں ہے: پنجاب 32، سندھ 14، خیبر پختونخواہ 10، بلوچستان 4۔ غیر مسلموں کے لئے مخصوص دس نشستیں پورے ملک کو ایک حلقے کو طور پر تفویض ہوتی ہیں۔

58 صوبائی اسمبلی کی نشستیں: پنجاب-297 جنرل نشستیں، 66 خواتین اور 8 غیر مسلموں کے لئے مخصوص؛ سندھ-130 جنرل نشستیں، 29 خواتین اور 9 غیر مسلموں کے لئے مخصوص؛ خیبر پختونخواہ-99 جنرل نشستیں، 22 خواتین اور 3 غیر مسلموں کے لئے مخصوص؛ بلوچستان-51 جنرل نشستیں، 11 خواتین اور 3 غیر مسلموں کے لئے مخصوص۔

مخصوص نشستوں پر ارکان کا انتخاب ایک کلوزڈ پارٹی لسٹ سسٹم کے تحت بالواسطہ متناسب نمائندگی کے ذریعے ہوتا ہے۔ یہ نشستیں سیاسی جماعتوں کو جنرل نشستوں پر ان کی کارکردگی کے مطابق تفویض ہوتی ہیں۔ خواتین کے لئے مخصوص نشستیں سیاسی جماعتوں کو ہر صوبے میں جیتی ہوئی نشستوں کے تناسب سے تفویض کی جاتی ہیں۔ غیر مسلموں کے لئے مخصوص نشستیں قومی سطح پر جیتی ہوئی جنرل نشستوں کے تناسب سے سیاسی جماعتوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔ الیکشن ایکٹ میں ایک نئی شرط بھی رکھی گئی ہے کہ سیاسی جماعتیں مخصوص نشستوں کے لئے اپنے امیدواروں کی فوقیت کے لحاظ سے بنائی ہوئی فہرست مہیا کریں تاکہ اسے ای سی پی کی ویب سائٹ پر شائع کیا جا ئے۔ تاہم ای سی پی نے یہ فہرستیں شائع نہیں کیں اور اس قانون کا مقصد پورا نہ ہو سکا جن کا مقصد عوام کو اپنی نمائندگی کرنے والوں کے بارے میں یقینی معلومات فراہم کرنا تھا[59]۔

ای سی پی نے قانونی ڈیڈلائن پوری کرتے ہوئے 7 اگست کو حتمی نتائج کا اعلان کیا[60]۔ قومی اسمبلی کی 272 نشستوں میں سے 14 اور صوبائی اسمبلیوں کی 577 نشستوں میں سے 23 کے نتائج مختلف وجوہات کی بنا پر روک لیے گئے، جن میں بڑی وجہ دوبارہ گنتی کے لئے عدالتی تنازعات تھے[61]۔ تمام جنرل نشستوں کے نتائج کے اعلان سے پہلے 11 اگست کو ای سی پی نے مخصوص نشستیں حاصل کرنے والے امیدواروں کے نام شائع کر دیے۔

الیکشن ایکٹ یا قواعد میں مخصوص نشستوں کی تقسیم کے لئے انتخابی فارمولے کی کوئی وضاحت موجود نہیں اور ای سی پی نے اس کے لئے جو طریقہِ کار اختیار کیا وہ بھی غیر واضح ہے۔ صوبوں کے لئے خواتین کی مخصوص نشستوں کا حاصلِ تقسیم معلوم کرنے کی خاطر ہر صوبے میں جیتی گئی نشستوں کی تعداد کو اس صوبے کی مخصوص نشستوں کی تعداد سے تقسیم کیا گیا۔ جواب میں حاصل ہونے والے عدد کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کرنے کے لئے صوبے میں ہر جماعت کی جیتی ہوئی نشستوں کی تعداد پر تقسیم کیا گیا۔ قومی اسمبلی میں غیر مسلموں کے لئے مخصوص نشستوں کا حاصلِ تقسیم جنرل نشستوں کی کُل تعداد کو غیر مسلم نشستوں کی تعداد پر تقسیم کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔

حتمی نتائج کے اعلان کے تین دن کے اندر جیتنے والے آزاد امیدواروں کو قانوناً کسی جماعت میں شامل ہونا ہوتا ہے۔ ایسا کر لینے والوں کو اس جماعت کی جیتی ہوئی کُل نشستوں میں گنا گیا اور پھر اس تعداد کی مناسبت سے خواتین اور غیر مسلموں کی مخصوص نشستوں کی تقسیم کا

59 الیکشن ایکٹ سیکشن 104 (1) سیاسی جماعتوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ خواتین اور غیر مسلموں کے لئے مخصوص نشستوں کے لئے اپنے امیدواروں کی فہرست بلحاظِ فوقیت مہیا کرے اور ای سی پی انہیں شائع کرے۔ ای سی پی کی ویب سائٹ پر شائع ہونے والی اقلیتوں کی فہرستیں نہ تو جماعت سے تعلق کو واضح کرتی تھیں اور نہ ہی ہر جماعت کی فوقیتی ترتیب کو ظاہر کرتی تھیں۔

60 حتمی نتائج کے اعلان کی ڈیڈلائن 8 اگست 2018 تھی۔

61 قومی اسمبلی کے لئے 8 اعلان عدالتی مقدمات کا فیصلہ ہونے تک روکے گئے؛ ای سی پی کی طرف سے ضابطہِ اخلاق کی 5 خلاف ورزیوں کے فیصلے زیرِ غور؛ اور ایک اخراجات کی تفصیل جمع نہ کرانے کے باعث۔ اس کے علاوہ ایک امیدوار کی وفات اور پی ایم ایل۔ن کے ایک امیدوار کو سزا ہونے کی وجہ سے قومی اسمبلی کی 2 نشستوں پر انتخابات ملتوی ہوئے۔ 8 اور 15 اگست کے درمیان ای سی پی نے قومی اسمبلی کی 9 اور صوبائی اسمبلیوں کی 12 نشستوں کے نتائج کا اعلان کیا۔

حساب لگایا گیا۔ اس کے علاوہ کئی امیدواروں نے ایک سے زیادہ حلقوں سے انتخابات میں حصہ لیا تھا اور جیتے تھے کیونکہ قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔ اگرچہ جیتنے والے امیدوار قانوناً صرف ایک ہی نشست اپنے پاس رکھ سکتے ہیں، لیکن ان کی جیتی ہوئی ایک سے زیادہ نشستیں بھی مخصوص نشستوں کی تقسیم کے لئے شمار میں لی گئیں[62]۔ اس طرح سے نمائندگی کا تناسب بگڑ جاتا ہے[63]۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ رائے دہندگان نے اپنا ووٹ ان امیدواروں کو دیا جن نے وہ نشست رکھی ہی نہیں۔ یوں رائے دہندگان کو اپنے ووٹ کے نتیجے کا یقین نہیں رہتا۔

نتائج پر اعتماد کے لئے قانون میں مخصوص نشستوں کی تقسیم اور نمائندگی کے تناسب کے بگاڑ کو روکنے کے لئے واضح انتخابی فارمولا ترتیب دیا جائے۔ یہ یقینی بنایا جائے کہ مخصوص نشستوں کو جنرل نشستوں کی حتمی تقسیم کے بعد جماعتوں کو تفویض کیا جائے۔

VII- انتخابات کا انتظام

لاجسٹکس کے حوالے سے تیاری اچھی تھی لیکن قانونی فریم ورک کے نفاذ میں واضح کمزوریاں نظر آئیں۔ رائے دہندگان کو محدود تعلیم دی گئی، ڈاک کے ذریعے رائے دہی کا نظام ناقص تھا، اور حلقہ بندیوں اور نتائج کی ترسیل کے عمل میں شفافیت کی کمی کی وجہ سے انتخابی بدعنوانی کے الزامات لگے۔

ا۔ انتخابی انتظامیہ کا ڈھانچہ، ساخت اور اختیارات

الیکشن کمیشن آف پاکستان ایک آئینی ادارہ ہے جو انتخابات کے انعقاد کا مجاز اور ذمہ دار ہے۔ ای سی پی کے چار ارکان اور چیف الیکشن کمیشنر (سی ای سی) کا تقرر صدرِ پاکستان پارلیمانی کمیٹی کی نامزدگیوں کی بنیاد پر کرتا ہے[64]۔ چیف الیکشن کمشنر کے عہدے کے امیدوار کے لئے سپریم کورٹ کا سابق جج، یا سابق سنیئر سول سرونٹ یا سینئیر ٹیکنوکریٹ اور 68 سال کی عمر سے کم ہونا ضروری ہے[65]۔ ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج، سینئیر سول سرونٹ اور سینئیر ٹیکنوکریٹ ای سی پی کے رکن بننے کے اہل ہیں۔ چیف الیکشن کمشنر کی تقرری پانچ سال کے لئے

62 آئین کا آرٹیکل 51(6)(d) اور (e) اور آرٹیکل 223(1)۔

63 مثال کے طور پر پی ٹی آئی نے قومی اسمبلی کی 110 نشستیں جیتیں اور تین دن کے اندر 9 آزاد امیدواروں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی جس سے ان کی کُل نشستوں کی تعداد 119 ہو گئی۔ ان میں سے 67 نشستیں پنجاب میں جیتی گئیں۔ اس تعداد میں ایک سے زیادہ حلقوں میں ایک ہی امیدوار کی جیتی ہوئی نشستیں بھی شامل تھیں اور 7 آزاد امیدواروں کی نشستیں بھی جو نتائج کے اعلان کے بعد تین دن میں جماعت میں شامل ہوئے۔ پنجاب کی 67 نشستوں کی بنیاد پر حساب کر کے قومی اسمبلی کی خواتین کے لئے مخصوص پنجاب کی 32 نشستوں میں سے 16 پی ٹی آئی کو تفویض ہوئیں۔ اگر آزاد امیدواروں اور ایک سے زائد حلقوں میں جیتی ہوئی نشستوں کو شمار نہ کیا جاتا تو جماعت کے حصے میں 15 نشستیں آتی۔

64 تقرری کے طریقہِ کار کے مطابق وزیرِ اعظم قائدِ حزبِ اختلاف کی مشاورت کے ساتھ تین نام سماعت اور منظوری کے لئے کراس چیمبر پارلیمانی کمیٹی کو بھیجتا ہے۔

65 چیف الیکشن کمشنر کے عہدے کے لئے صرف صوبائی یا وفاقی حکومت میں 20 سال کا تجربہ رکھنے والا سابق بیوروکریٹ یا 20 سالہ تجربے کا حامل سینئیر ٹیکنوکریٹ اہل ہے۔

ہوتی ہے جبکہ چار میں سے صرف دو ارکان پانچ سال کی مدت کے لئے متعین ہوتے ہیں۔ دیگر دو ارکان کو نصف مدت پوری ہونے پر تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ ای سی پی کی موجودہ ساخت میں پہلی دفعہ ایک ریٹائرڈ سول سرونٹ اور ایک خاتون شامل ہیں[66]۔

ای سی پی کی ذمہ داریوں میں انتخابی حلقہ بندی اور انتخابی فہرستوں کی تیاری سمیت انتخابات کا انتظام کرنا شامل ہے۔ ای سی پی اپنے کاموں اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے عملے کی بھرتی کا انتظامی اور مالیاتی اختیار رکھتا ہے۔ یہ ادارہ انتخابات کے بخوبی انتظام کے لئے احکام اور ہدایات جاری کرنے میں ہائی کورٹ کے برابر اختیار کا حامل ہے۔ وفاقی اور صوبائی سطح پر تمام انتظامی ادارے ای سی پی کے ساتھ انتخابات کے انعقاد میں تعاون کرنے کے پابند ہیں[67]۔

2018 کے انتخابات کے لئے ای سی پی نے اپنی سرگرمیوں کے لئے انتخابی قواعد، ضوابطِ اخلاق اور عملی ڈیڈلائنز کے ساتھ ایکشن پلان ترتیب دیئے۔ قانونی تقاضوں کے مطابق انتخابات کی تاریخ، کاغذاتِ نامزدگی داخل کرانے اور واپس لینے کی ڈیڈلائن اور امیدواروں کی فہرستوں کی اشاعت، انتخابی نشانوں کی تفویض اور انتخابات کی تاریخ کے لئے انتخابی شیڈول بنایا گیا۔ ای سی پی نے اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے دو دفعہ انتخابی شیڈول میں ترمیم کی جس سے امیدواروں کی نامزدگی اور اپیلوں کی ڈیڈلائن آگے بڑھ گئی۔

وفاقی، صوبائی، ڈویژنل اور ضلعی دفاتر پر مشتمل ای سی پی کی مستقل ساخت کو تقویت دینے کے لئے 131 ضلعی ریٹرننگ افسران، 859 ریٹرننگ افسران، 1,740 اسسٹنٹ ریٹرننگ افسران، 132 ضلعی مانیٹرنگ افسران اور592 کمپین مانیٹرنگ ٹیموں پر مشتمل ایک عارضی ڈھانچہ بھی ترتیب دیا گیا۔ چند ایک کے علاوہ زیادہ تر ضلعی ریٹرننگ افسران اور ریٹرننگ افسران کا تعلق عدلیہ سے تھا۔ عدلیہ کے اہلکاروں کے ذریعے انتخابات کا انتظام کرنے پر ماضی میں تنقید ہوتی رہی ہے کیونکہ ای سی پی نے واضح چین آف کمانڈ اور نظرِ ثانی کے لئے مؤثر طریقہ کار ترتیب نہیں دیا جس کی وجہ سے ریٹرننگ افسر طریقہِ کار پر یکساں انداز سے عمل نہیں کر سکے۔ وفاقی اور صوبائی انتظامیہ سے تقریبا800,000 کی تعداد میں عارضی پولنگ عملہ بھی بھرتی کیا گیا۔

ای سی پی نے انتخابی مواد کی تقسیم کی سکیورٹی کے لئے فوج کو کہا اور انہیں پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر تعیناتی کی اجازت بھی دی[68]۔ الیکشن کے دن 370,000 فوجی اہلکار تعینات کیے گئے جن میں سے کئی کا تعلق ریزرو دستوں سے تھا۔ 2013 کے انتخابات میں تعینات ہونے

---

66 موجودہ چیف الیکشن کمشنر سردار محمد رضا نے 6 دسمبر 2014 کو عہدہ سنبھالا۔ پہلی خاتون رکن ریٹائرڈ جسٹس عشرت قیصر سمیت چار ارکان نے 27 جولائی 2016 کو عہدہ سنبھالا۔

67 ای سی پی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے تمام انتظامی اداروں سے مدد کا مطالبہ کر سکتا ہے، الیکشن ایکٹ، سیکشن 5(2)۔ سیکشن 8(c) ای سی پی کو یہ اختیار دیتا ہے کہ انتخابات کے "ایماندارانہ، منصفانہ اور بلاتعصبانہ" انعقاد کے لئے قانون اور قواعد کے مطابق ایسے احکامات جاری کرے۔

68 الیکشن ایکٹ یا قواعد میں پولنگ سٹیشنوں کے اندر سکیورٹی اہلکاروں کی تعیناتی کے بارے میں کوئی واضح قانون موجود نہیں۔ سیکشن 233 یہ تقاضا کرتا ہے کہ سکیورٹی اہلکار ضابطہِ اخلاق کی پابندی کریں جو پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر ان کی تعیناتی کے متعلق ہے۔

والے فوجی اہلکاروں کی تعداد 70,000 تھی[69]۔ فوج کے علاوہ 450,000 پولیس اہلکار بھی متعین کیے گئے۔ ای سی پی نے فوج، رینجرز اور پولیس میں سے لئے گئے ماسٹر ٹریزز کی تربیت کا بندوبست کیا۔ ان ماسٹر ٹرینرز نے پھر اپنے سکیورٹی اہلکاروں کو تربیت دی۔ پاک فوج کے انٹر سروسز پبلک ریلیشنز نے پولنگ سٹیشنوں پر تعینات فوجی عملے کے لئے بیس منٹ کی ایک تربیتی ویڈیو بنائی۔ 6 جولائی کو ای سی پی کے جاری کردہ سکیورٹی عملے کے ضابطہِ اخلاق نے پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر تعینات سکیورٹی عملے کے کردار اور اختیارات میں اضافہ کیا۔ اس میں ایک متوازی ڈھانچہ بھی شامل تھا جس کے تحت وہ پیش آنے والی بے قاعدگیوں پر پریزائڈنگ افسر کی طرف سے کوئی اقدام نہ کرنے پر خود اطلاع دے سکتے تھے۔ اس سے انتخابی عمل کے سول انتظام و انصرام کی نفی ہوئی۔

اگرچہ رائے دہندگان، امیدواروں اور پولنگ عملے کے لیے ایک محفوظ ماحول کی فراہمی ضروری ہے لیکن پولنگ سٹیشنوں کے اندر اضافی اختیارات کے ساتھ سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد کی موجودگی رائے دہندگان کو خوفزدہ کر سکتی ہے[70]۔ ای یو ای او ایم نے جن لوگوں کو انٹرویو کیا ان میں سے کئی ایک نے پولنگ سٹیشنوں میں موجود فوجیوں کے کردار پر، بالخصوص ووٹوں کی گنتی اور نتائج کی ترسیل کے دوران ان کی مداخلت پر سوال اٹھایا۔ کچھ لوگوں کے مطابق پولنگ سٹیشنوں کے اندر فوجیوں کی موجودگی خوف کا باعث تھی اور کچھ جگہوں پر پریزائڈنگ افسر کی بجائے فوجی اہلکار انچارج تھے۔ ای سی پی نے ای یو ای او ایم کو یہ بتایا کہ پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر فوجیوں کی تعیناتی سیاسی جماعتوں کی درخواست پر کی گئی۔ جبکہ سیاسی جماعتوں نے ای یو ای او ایم کو یہ بتایا کہ ان نے صرف پولنگ سٹیشن کے باہر فوج کی تعیناتی پر رضامندی دی تھی۔ ای سی پی نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ ان نے صرف پولنگ سٹیشنوں کے باہر فوجی عملے کی تعیناتی کے اصل منصوبے سے روگردانی کیوں کی۔

انتخابات کے انعقاد کے سول انتظام کی ضمانت دی جائے۔ سکیورٹی اداروں بشمول فوج کی موجودگی صرف پولنگ سٹیشنوں کے باہر ہونی چاہئیے اور انہیں انتخابی عمل میں مداخلت نہیں کرنی چاہئیے۔

ب۔ انتخابات کا انتظام

زیادہ تر لاجسٹک تیاریاں اپنی ڈیڈلائن تک مکمل ہوئیں۔ انتخابی مواد اور واٹر مارک والے بیلٹ پیپر بروقت خرید لئے گئے تھے۔ تاہم تقریبا 100 حلقوں کے لئے بیلٹ پیپر کی چھپائی میں تاخیر ہوئی جس کی وجہ ہائی کورٹ میں امیدواروں کی نامزدگی کے متعلق دی گئی درخواستیں

69 مجموعی طور پر 2013 کے انتخابات کے دوران سکیورٹی صورتحال ابتر تھی۔ انتخابات سے پہلے چار ہفتے کے دوران تشدد کے 130 واقعات پیش آئے اور الیکشن کے دن 64 لوگ ہلاک ہوئے (حوالہ: ای یو ای او ایم 2013 کی حتمی رپورٹ۔ صفحہ نمبر 25 اور 33)۔

70 ہیومن رائٹس کمیٹی (ایچ آر سی) جی سی 25 پیرا 19. "رائے دہی کے اہل اشخاص [۔۔۔] کسی ناجائز اثر یا کسی بھی طرح کے دباؤ کے بغیر، جو رائے دہندہ کی رضا کے آزادانہ اظہار کو بگاڑے یا پابند کرے"

تھیں۔ امیدواروں کی نامزدگی کے فارموں کے متعلق عدالتی فیصلوں کی وجہ سے ای سی پی کو دوبار انتخابی شیڈول پر نظرِ ثانی کر کے نامزدگی کی تاریخ کو آگے بڑھانا پڑا۔

ای سی پی نے 85,000 میں سے 20,831 پولنگ سٹیشنوں کو سکیورٹی وجوہات کی بنیاد پر "حساس" قرار دیا۔ ضلع ریٹرننگ افسر قانون کی رو سے الیکشن سے 30 دن قبل پولنگ سٹیشنوں کی حتمی فہرست عوام تک پہنچانے کے پابند تھے۔ تاہم پولنگ سٹیشنوں کی فہرستوں میں الیکشن سے ایک ہفتہ پہلے تک تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ نتیجتاً عوام کو ان کے پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں بروقت مطلع نہیں کیا جا سکا۔ الیکشن کے دن ای سی پی کی ایس ایم ایس انفارمیشن سروس تکنیکی مسائل کا شکار ہوگئی اور رائے دہندگان کو ان کے مقررہ پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے کوئی ہنگامی طریقہِ کار موجود نہیں تھا۔ سیاسی جماعتوں نے رائے دہندگان کے لئے اپنی معلومات کی فراہمی سے اس خلا کو پُر کیا[71]۔

ای سی پی کو الیکشن کے دن سے کافی پہلے پولنگ سٹیشنوں کا محلِ وقوع متعین کر لینا چاہیئے اور رائے دہندگان کو ان کے پولنگ سٹیشن کے متعلق بروقت اور قابلِ اعتماد طریقے سے اطلاع دے دینی چاہیئے۔ الیکشن کے دن یہ صرف ای سی پی کی ذمہ داری ہونی چاہیئے کہ وہ رائے دہندگان کو ان کے مقررہ پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں بتائیں۔

پولنگ عملے کی تربیت مارچ میں شروع ہوئی اور 20 جولائی کو اختتام کو پہنچی۔ پریزائڈنگ افسران کے لئے اہم معاملات بشمول ووٹوں کی گنتی اور رزلٹ فارموں کی تکمیل کی تربیت کے لئے دو دن رکھے گئے۔ تربیتی کتابچے اور ویڈیو کارآمد ذرائع تھے لیکن ان میں سکیورٹی اہلکاروں کی پولنگ سٹیشنوں میں تعیناتی اور ان کے کردار کے متعلق ای سی پی کے تاخیر سے ہونے والے فیصلوں کا ذکر نہ تھا۔ ای یو ای او ایم نے الیکشن کے دن ووٹوں کی گنتی کے عمل اور نتائج کے فارم بھرنے میں پریزائڈنگ افسران کی فہم میں کمی محسوس کی۔

ای سی پی نے انتخابی عمل کے مختلف مراحل میں کارکردگی اور شفافیت میں اضافے کے لئے نئی ٹیکنالوجی متعارف کرائی۔ اس میں پولنگ سٹیشنوں کی جی آئی ایس میپنگ، رزلٹ ٹرانسمشن سسٹم (آر ٹی ایس)، رزلٹ مینیجمنٹ سسٹم (آر ایم ایس)، 8300 ایس ایم ایس سروس، کلک ای سی پی موبائل ایپلیکیشن[72] اور ای سی پی کی ویب سائٹ شامل ہیں۔ چونکہ ان میں سے کچھ اجزا دوسروں پر انحصار کرتے تھے سو ایک میں معلومات داخل کرنے میں تاخیر دوسرے جزو کی آؤٹ پُٹ میں تاخیر کا باعث بنتی رہی۔ مثلاً پولنگ سٹیشنوں کی جی آئی ایس میپنگ میں کافی تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے رائے دہندگان کو بذریعہ ایس ایم ایس پولنگ سٹیشنوں کا محلِ وقوع بتانے میں بھی تاخیر

71 سیاسی جماعتوں کے کارکنان پولنگ سٹیشنوں کے باہر موجود تھے اور رائے دہندگان میں پرچیاں بانٹ رہے تھے جن پر انتخابی فہرستوں میں ان کا انتخابی فہرست کا نمبر درج تھا۔ پی ٹی آئی نے ایک ڈیٹابیس اور ایک موبائل ایپلیکیشن تیار کی جو رائے دہندگان کو ان کے پولنگ سٹیشن سے ملاتی تھی۔ پورے ملک میں جماعت کے کیمپوں میں اسے مؤثر طریقے سے استعمال کیا گیا۔

72 کلک ای سی پی اینڈرائڈ پر چلنے والی ایک ایپلیکیشن تھی جو ای سی پی کے دفاتر اور پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتی تھی۔

ہوئی۔ کسی امکانی صورتحال سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کی عدم موجودگی اور آر ٹی ایس کی پرکھ نہ ہونے کے باعث انتخابی نتائج کی ترسیل تاخیر سے اور شفافیت کے بغیر ہوئی[73]۔

ای سی پی اپنی ویب سائٹ بھی چلاتا ہے جس کی وجہ سے کسی حد تک انتخابی عمل کی شفافیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ای سی پی از روئے قانون پابند ہے کہ اپنی ویب سائٹ پر پولنگ سٹیشنوں کا محلِ وقوع، پولنگ سٹیشنوں کے نتائج، شکایات پر فیصلے اور احکامات، حلقہ بندیوں کی رپورٹ اور ترمیم کی تجاویز، نامزد امیدواروں کے نام، انتخابی جرائم کی سزادہی اور سالانہ رپورٹوں کی بروقت اشاعت کرے۔ تاہم ای سی پی رائے دہندگان کو بروقت معلومات اور انتخابی عمل کے شراکت داروں کو اہم پہلوؤں کے بارے میں واضح ہدایات دینے میں ناکام رہا۔ اس میں پولنگ سٹیشنوں کے محلِ وقوع کے متعلق معلومات، امیدواروں کے نام، بذریعہ ڈاک رائے دہی کا انتظام، مشاہدہ کاروں کے لئے منظوری کا طریقۂ کار، دوبارہ گنتی، پولنگ سٹیشنوں پر خواتین پولنگ ایجنٹ اور پولنگ سٹیشنوں کے اندر موبائل فون کے استعمال کی ممانعت شامل ہے۔ ای سی پی کا ایکشن پلان، حلقہ بندیوں کی حتمی رپورٹ اور انتخابی جرائم کی سزادہی کی رپورٹ ای سی پی کی ویب سائٹ پر موجود نہیں تھی اور عوامی دلچسپی کی دیگر معلومات بالخصوص امیدواروں کی چھان بین کے نتائج یا تو موجود نہیں تھے، یا غیر یکساں انداز سے شائع کیے گئے یا ایسی صورت میں دستیاب تھے جسے پڑھنا آسان نہیں تھا۔

ای سی پی پر عوام کا اعتماد بڑھانے کے لئے ای سی پی کو شفافیت اور مشمولیت میں اضافے کے اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس میں طریقہ کار، فیصلوں اور عوامی دلچسپی کی دیگر معلومات کی بروقت اشاعت اور سول سوسائٹی سمیت انتخابی عمل کے شراکت داروں سے باقاعدہ ملاقاتیں اور مشاورت شامل ہیں۔

سرکاری ملازمین، فوجی ملازمین جو ان علاقوں میں تعینات تھے جہاں ان کے ووٹ رجسٹر نہ تھے اور ان کے اہلِ خانہ، پولنگ عملے اور الیکشن ڈیوٹی پر مامور سکیورٹی اہلکاروں، معذور افراد اور قیدیوں کے لئے ڈاک کے ذریعے پیشگی رائے دہی کی سہولت موجود تھی۔ تاہم قانون میں اس سہولت کے حصول کی درخواست، ڈیڈ لائنز اور پوسٹل بیلٹ کے ذریعے رائے دہی کے لئے وضاحت موجود نہیں. اس کے علاوہ اس نظام میں دھوکہ دہی کے امکان یا رائے دہی کی رازداری کو لاحق خطرات کے تدارک کا کوئی بندوبست نہیں۔

ای سی پی نے قانون میں موجود اس کمی کو دور کرنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کیے۔ پولنگ عملے اور معذور افراد نے بتایا کہ انہیں درخواستوں کی آخری تاریخ کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی لہٰذا وہ رائے دہی کے حق سے محروم رہ گئے۔ پوسٹل بیلٹ پیپر پر ایک منفرد سیریل نمبر چھپا ہوتا تھا جو کہ کاؤنٹر فوئل اور اور رائے دہندہ کے حلف نامے پر بھی اس کے نام کے ساتھ چھپا ہوتا تھا۔ اس طرح ووٹ کی رازداری متاثر ہوتی تھی کیونکہ بیلٹ پیپر پر ووٹر کے انتخاب کو اس سیریل نمبر کے ذریعے رائے دہندہ کی شناخت سے ملایا جا سکتا

73 ملاحظہ کیجیے الیکشن ایکٹ، سیکشن XVII(b). عبوری نتائج کا اعلان۔

تھا۔ ریٹرننگ افسران کے پاس پوسٹل بیلٹ کی درخواستوں کے اندراج، پوسٹل بیلٹ جاری کرنے اور ان کی گنتی کے متعلق کوئی ہدایات نہیں تھیں[74]۔

رائے دہی بذریعہ ڈاک کے نظام کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے تا کہ اس کی سالمیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ مؤثر اقدامات میں اہل رائے دہندگان کی آگاہی میں اضافہ، درخواستوں کے لئے موزوں عرصہ متعین کرنا، اور ہر مرحلے پر ووٹ کی رازداری کی ضمانت دینا ہے۔

ج۔ رائے دہندگان کی تعلیم

الیکشن ایکٹ یہ تقاضا کرتا ہے کہ ای سی پی انتخابی طریقۂ کار کے متعلق عوام کی آگاہی میں اضافے کے لئے اقدامات کرے۔ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ رائے دہندگان کے اندراج اور انتخابات میں شمولیت، اور رائے دہی کے طریقۂ کار کے بارے میں معلومات میں اضافے کے لئے عوامی آگاہی کے پروگرام اور میڈیا مہم چلانا شامل ہے[75]۔ الیکشن قواعد اور ای سی پی کا ایکشن پلان شہریوں اور رائے دہندگان کو معلومات فراہم کرنے کے موضوع پر خاموش ہیں[76]۔ ای سی پی کے سٹریٹیجک پلان 2018 - 2014 کے مطابق ضلعی رائے دہندہ تعلیمی کمیٹیوں کے ذریعے بنیادی سطح پر شہریوں اور رائے دہندگان کی تعلیم میں اضافے کی سرگرمیوں کا انعقاد کیا گیا۔ یہ سرگرمیاں سماجی تنظیموں کے تعاون سے ضلعی الیکشن کمشنروں کی زیرِ نگرانی ہوئیں تا کہ انتخابات میں خواتین، نوجوانوں، اقلیتوں اور معذور افراد سمیت تمام طبقات کی شمولیت میں اضافہ کیا جاسکے۔

ای سی پی کی رائے دہندگان کو معلومات فراہم کرنے کی میڈیا مہم الیکشن سے صرف ایک ہفتہ پہلے نظر آنا شروع ہوئی[77]۔ یہ میڈیا مہم رائے دہی کے عمل کی وضاحت کر رہی تھی اور عوام کو عملی طور پر انتخابات میں شمولیت کی ترغیب دے رہی تھی۔ وزارتِ اطلاعات و نشریات نے بھی اس سے ملتی جلتی "گو آؤٹ اینڈ ووٹ" میڈیا مہم کا آغاز کیا۔ افواجِ پاکستان کے میڈیا ونگ نے الیکشن کے دن فوج کے کردار کی وضاحت کے لئے ایک ویڈیو چلائی۔ سماجی تنظیم الف اعلان نے نشریاتی اداروں کے ساتھ جون کے آخر میں رائے دہندگان کی آگاہی کی مہم چلائی جو انتخابات کے متعلق معاملات کے وسیع تر سلسلے کی طرف توجہ دلاتی تھی۔ الف اعلان سیاسی جماعتوں کی تعلیمی پالیسیوں کو پرکھنے کی بات کر رہا تھا جبکہ نشریاتی ادارے عوام کو شخصیات کی بجائے پالیسیوں کو ووٹ دینے، حکومت کے دوران سیاسی جماعتوں کی کارکردگی اور ان کے منشور پرکھنے کا مشورہ دے رہے تھے۔

---

74 ایچ آر سی، جی سی 25 پیرا20۔ "ریاستوں کو چاہئیے کہ انتخابات کے دوران ووٹ کی رازداری کی شرط کی ضمانت دیں، بشمول غیر حاضر رائے دہی کے، جہاں ایسا نظام موجود ہو[---]"

75 الیکشن ایکٹ کا سیکشن 12(c)(b)

76 ایچ آر سی، جی سی 25 پیرا11۔ "ایک آگاہ آبادی کے آرٹیکل 25 کے حقوق کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانے کے لئے رائے دہندگان کی تعلیم اور اندراج کی مہمیں ضروری ہیں"۔

77 ریاست کے زیرِ انتظام چلنے والے پی ٹی وی پر ای سی پی کی طرف سے رائے دہندگان کی تعلیم کے اشتہار 11 جولائی کو چلنا شروع ہوئے۔ 19 جولائی سے یہ مہم پرائم ٹائم کے دوران زیادہ نظر آنے لگی۔ ای یو ای او ایم کی مانیٹرنگ کے دوران میڈیا پر ای سی پی کے کُل 133 اشتہار ریکارڈ کیے گئے۔

مجموعی طور پر ای سی پی کی رائے دہندگان کو تعلیم فراہم کرنے کی مہم ناکافی تھی اور بروقت نہیں چلائی گئی۔ رائے دہی کے طریقۂ کار اور پولنگ سٹیشنوں کے اندر ممنوعہ سرگرمیوں کے متعلق معلومات مؤثر طریقے سے نہیں دی گئی۔ رائے دہندگان کو دی جانے والی تعلیم معذور افراد سمیت کسی کمزور طبقے کو ذہن میں رکھ کر نہیں فراہم کی گئی۔ سماجی تنظیموں اور میڈیا نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی لیکن الیکشن کے دن رائے دہندگان کی رائے دہی کے طریقۂ کار سے ناواقفی دیکھی جاسکتی تھی۔

الیکشن ایکٹ میں ترمیم کر کے رائے دہندگان کو انتخابی عمل کے تمام مراحل کے بارے میں تعلیم فراہم کرنا شامل کیا جائے۔ رائے دہندگان کی تعلیم کے پروگرام فیلڈ کی سرگرمیوں، اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور آن لائن میڈیا پر چلائے جاسکتے ہیں۔ ای سی پی کو سماجی تنظیموں کے تعاون کے ساتھ یہ پروگرام ترتیب دینے چاہئیں اور کمزور طبقات پر بطورِ خاص توجہ دی جانی چاہیئے۔

د۔ انتخابی حلقہ بندی

2018 کے انتخابات سے پہلے، 2002 کے بعد پہلی دفعہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے دوبارہ حلقہ بندی کی گئی۔ ایک آئینی ترمیم کے ذریعے 2017 کی مردم شماری کے عبوری نتائج کو استعمال کرتے ہوئے صرف ایک دفعہ انتخابی حلقوں کی حدود کا دوبارہ تعین کرنے کی اجازت دی گئی۔ قومی اسمبلی کی نشستوں کی تعداد میں کوئی فرق نہیں پڑا لیکن صوبوں کے لئے نشستوں کی تقسیم کو ان کی آبادی میں تبدیلی کی مناسبت سے ترتیب دیا گیا[78]۔

15 جنوری 2018 کو حلقہ بندی کمیٹی قائم کی گئی اور 5 مارچ کو نئی حلقہ بندیوں کی رپورٹ کا مسودہ عوامی جائزے کے لئے پیش کیا گیا۔ کُل 1,285 نمائندگیاں وصول کی گئیں۔ پیش کردہ نمائندگیوں کی سماعت کے بعد 3 مئی کو قومی اسمبلی کے 272 اور صوبائی اسمبلیوں کے 577 حلقوں کی حتمی فہرست شائع کی گئی۔ ای سی پی نے اپنی ویب سائٹ پر حلقوں کی حدود کے نقشوں کے ساتھ ابتدائی رپورٹ، پیش کردہ نمائندگیوں کی تفصیلات اور نقشوں کے ساتھ حتمی فہرست شائع کیں۔ تاہم ای سی پی نے ایسی کوئی رپورٹ شائع نہیں کی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ فیصلے کیسے کیے گئے اور پیش کردہ نمائندگیوں سے کیسے نمٹا گیا۔

ای یو ایم کو کراچی سے سیاسی جماعتوں کی طرف سے مردم شماری کے ڈیٹا کے درست نہ ہونے کے بارے میں کئی شکایات وصول ہوئیں۔ انٹرویو کیے جانے والے لوگوں کے مطابق اس میں کراچی کی آبادی کم ظاہر کی گئی ہے۔ حلقہ بندی کے عمل کی شفافیت کے بارے میں شکایات اس بات پر مرتکز تھیں کہ یہ ناکافی مشاورت کے ساتھ کیا گیا۔

78 پنجاب کی جنرل نشستوں کی تعداد 148 سے گھٹ کر 141 رہ گئی۔ بلوچستان میں یہ تعداد 14 سے بڑھ کر 16 ہو گئی۔ خیبر پختونخواہ میں یہ تعداد 35 سے بڑھ کر 39 ہو گئی اور دارالحکومت اسلام آباد میں یہ تعداد 2 سے بڑھ کر 3 ہو گئی۔ سندھ کی نشستوں کی تعداد بدستور 61 رہی۔

الیکشن ایکٹ حلقوں میں آبادی کے فرق پر دس فیصد کی حد مقرر کرتا ہے۔ کسی غیر معمولی صورتحال میں اس حد سے آگے جایا جاسکتا ہے لیکن اس کی وجوہات قلم بند کی جانی چاہئیں۔ ڈیموکریسی رپورٹنگ انٹرنیشنل نے ابتدائی حلقہ بندی کا تجزیہ کرنے پر یہ دریافت کیا کہ قومی اسمبلی کے ایک تہائی حلقے اس فرق کی حد سے آگے تھے جس کی بڑی وجہ انتظامی اضلاع میں آبادی کا نمایاں فرق ہے۔ مثال کے طور پر این اے-37 (ٹانک) کی آبادی اور رجسٹرڈ رائے دہندگان کی تعداد این اے-35 (بنوں) کی آبادی اور رائے دہندگان کی تعداد کا ایک تہائی ہے[79]۔ لہٰذا اضلاع کی موجودہ سرحدوں کے اندر کی جانے والی حلقہ بندی ووٹ کی برابری کے اصول کا احترام نہیں کرتی[80]۔

الیکشن ایکٹ میں ترمیم کر کے انتخابی حلقہ بندی کے مخصوص اور واضح اصول اور بین الاقوامی معیار کے مطابق میعادی جائزہ شامل کیے جائیں تاکہ ووٹ کی برابری کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ عمل وسیع عوامی مشاورت کے بعد ہونا چاہیئے اور اس میں مقامی آبادی، سماجی تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کو شامل کیا جائے۔ مؤثر طور پر عدالتی دادرسی کے حصول کے لئے مناسب وقت دیا جائے۔

VIII- رائے دہندگان کا اندراج

انتخابی فہرستوں کی تیاری کا مشمولی نظام عمومی طور پر رائے دہی کے حق کو ثابت کرتا ہے لیکن ابھی بھی مرد اور خواتین رائے دہندگان میں بڑا تفاوت باقی ہے اور پسماندہ طبقات کے اندراج کی راہ میں رکاوٹیں ہیں۔ احمدیوں کے لئے ضمنی انتخابی فہرستوں کی تیاری بین الاقوامی معیار کے خلاف ہے۔

ا۔ رائے دہی کا حق

آئین اور الیکشن ایکٹ ہر اس شہری کو رائے دہی کا حق دیتے ہیں جس کی عمر کم از کم 18 سال ہو، اس کا نام انتخابی فہرست میں موجود ہو اور اسے کسی مجاز عدالت نے "فاترالعقل" قرار نہ دیا ہو[81]۔ انتخابی فہرست میں شمولیت کا انحصار اس شہری کے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ (سی این آئی سی) حاصل کرنے پر ہے۔ ایسے شہری جن کے پاس سی این آئی سی ہے اور وہ بیرونِ ملک مقیم ہیں، رائے دہی کا حق رکھتے ہیں جس کے

---

79 2017 کی مردم شماری کے غیر سرکاری ڈیٹا کے مطابق ضلع بنوں کی آبادی 1,167,892 ہے جبکہ ضلع ٹانک کی آبادی 391,885 ہے۔ دونوں اضلاع میں قومی اسمبلی کا ایک ایک حلقہ پڑتا ہے۔ این اے 35 بنوں میں درج رائے دہندگان کی تعداد 578,872 ہے جبکہ این اے 37 ٹانک میں درج رائے دہندگان کی تعداد 180,872 ہے۔

80 ایچ آر سی، جی سی 25 پیرا 21۔ "ایک فرد ایک ووٹ کے اصول کا اطلاق لازمی ہے اور ہر ریاست کے انتخابی نظام کے فریم ورک میں ایک رائے دہندہ کا ووٹ دوسرے رائے دہندہ کے برابر ہونا چاہیئے۔ انتخابی حدود کے تعین اور ووٹوں کی تفویض کے عمل سے رائے دہندگان کے پھیلاو میں بگاڑ یا کسی طبقے کے خلاف امتیاز پیدا نہیں ہونا چاہیئے اور شہریوں کے لئے اپنے نمائندگان کے آزادانہ انتخاب کے حق پر بے جا پابندی یا اس کا اخراج نہیں ہونا چاہیئے۔"

81 آئین کا آرٹیکل 51(2). انتخابی فہرستوں کی تکمیل کی آخری تاریخ 30 اپریل 2018 تھی۔ ایسے شہری جو اس تاریخ کے بعد اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچے، فہرست میں شامل نہیں کیے جاسکتے تھے اور یوں ان کا رائے دہی کا حق چھن گیا۔ اگرچہ ایچ آر سی، جی سی 25 پیرا 4 ذہنی معذوری کو اخراج کی ممکنہ بنیاد کا حوالہ دیتا ہے، اس کے بعد کا طریقہِ کار اس کے برعکس ہے مثلاً سی آر پی ڈی آرٹیکل 29۔ اس کے علاوہ ملاحظہ کیجیے یو این جنرل اسمبلی کی قرارداد A/RES/46/119

لئے انہیں پاکستان میں اپنے پتے والے حلقے میں واپس آنا پڑتا ہے[82]۔ الیکشن ایکٹ سے پہلے کچھ بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں نے عدالتوں میں درخواست دی کہ انہیں بیرونِ ملک سے رائے دہی کی اجازت دی جائے[83]۔ ای سی پی نے کئی مقامات پر بیرونِ ملک رائے دہی کو پرکھا لیکن ان کوششوں کو ناکام قرار دیا گیا[84]۔

الیکشن ایکٹ ضمنی انتخابات میں بیرونِ ملک رائے دہی کے طریقہ کار کو آزمانے کی اجازت دیتا ہے تاکہ بیرونِ ملک رائے دہی کی عمل پذیری اور حفاظت کا اندازہ لگایا جاسکے[85]۔ 2018 کے اوائل میں سپریم کورٹ نے نادرا کو ہدایت کی کہ ای سی پی کے تعاون کے ساتھ بیرونِ ملک رائے دہی کا طریقہِ کار وضع کرے[86]۔ مجوّزہ نظام کے نفاذ کو 25 جولائی کے انتخابات کے بعد تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا کیونکہ اسے پوری طرح آزمایا نہیں گیا تھا۔ اس کے بعد سے اس موضوع کی کئی درخواستوں پر دوبارہ نظر کرنے کے بعد سپریم کورٹ نے نوٹ کیا کہ الیکٹرانک رائے دہی کے بارے میں ای سی پی نے نئے قواعد ترتیب دئے ہیں اور انٹرنیٹ کے ذریعے رائے دہی کا نظام پرکھ کے لئے تیار ہے[87]۔ عدالت نے ہدایت کی کہ یہ پرکھ 14 اکتوبر کو ہونے والے ضمنی انتخابات میں کی جائے[88]۔ اگر بیرونِ ملک رائے دہی کا نظام کامیاب ثابت ہوا تو یہ بیرونِ ملک پاکستانیوں میں، جن کی تعداد اندازاً 80 لاکھ کے قریب ہے، مشمولیت میں اضافہ کرے گا[89]۔

ب۔ رائے دہندگان کا اندراج

2013 میں ای سی پی نے انتخابی فہرستوں کے لئے نادرا کے ساتھ عارضی انتظام کیا۔ ان انتظامات کو الیکشن ایکٹ میں رسمی شکل دی گئی اور ای سی پی نے مجموعی طور پر کمپیوٹرائزڈ انتخابی فہرستوں کی تیاری اور دیکھ بھال کی ذمہ داری لی۔ یہ فہرست نادرا کے ڈیٹابیس کے ساتھ منسلک ہے جس میں رائے دہندہ کی ذاتی اور بائیومیٹرک معلومات، تصویر اور 13 ہندسوں پر مشتمل انفرادی شناختی کارڈ نمبر محفوظ ہیں۔ رائے دہندگان کے پاس نادرا کا جاری کردہ قومی شناختی کارڈ ہونا لازمی ہے چاہے اس کی میعاد گزر بھی چکی ہو، جس سے یہ پتہ چلے کہ وہ ایک انتخابی

82 سپریم کورٹ نے تعلق سازی کے حق پر آئین کے آرٹیکل 17 کی تشریح کرتے ہوئے بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کے حقِ رائے دہی کی توثیق کی (چوہدری ناصر اقبال و دیگران بنام وفاقِ پاکستان و دیگران)، (پی ایل ڈی 2014 ایس سی 72)

83 2015 اور 2018 کے درمیان بیرونِ ملک رائے دہی کے بارے میں 15 متعلقہ درخواستیں دائر کی گئیں۔

84 ای سی پی کی رپورٹ روڈ ٹو جنرل الیکشنز: پری پیرڈنس صفحہ 11۔ پرکھے جانے والے طریقہ ہائے کار کے مسائل میں لاجسٹکس، سکیورٹی اور اخراجات شامل تھے۔

85 الیکشن ایکٹ، سیکشن 94۔ بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کے بارے میں شہریوں یا قومی شناختی کارڈ کے حاملین کے طور پر حوالہ دیتے ہوئے، اور چھ ماہ سے زائد بیرونِ ملک رہتے یا کام کرتے ہوئے۔

86 جنوری 2018 میں بیرونِ ملک رائے دہی کے بارے میں ایک درخواست کی سماعت کرتے ہوئے ہدایت جاری کی گئی

87 آئینی درخواست نمبر 74-79\2015، 49-56\2016، 2\2018 اور متفرق سول درخواست نمبر 4292\2017 اور 162\2018 (آئین کے آرٹیکل 184 کے تحت)، 17 اگست 2018۔

88 ای سی پی نے 17 اگست 2018 کو ضمنی انتخابات کا اعلان کیا

89 منسٹری آف اوورسیز پاکستانیز اینڈ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ، ایئر بک 2013-2014، صفحہ 8

علاقے کے مستقل یا عارضی رہائشی ہیں۔ قانون انتخابی فہرست میں شمولیت کے لئے اندراج، پتے کی منتقلی، اعتراضات اور اپیلوں کے لئے ایک جامع طریقہ کار فراہم کرتا ہے۔

2018 کے آغاز میں ای سی پی نے انتخابی فہرستوں کی معلومات کی تصدیق کے لئے گھر گھر جانے کی مہم چلائی۔ 26 مارچ سے 14,487 مقامات پر ابتدائی انتخابی فہرستوں کی نمائش کی گئی تاکہ ان کا معائنہ، اعتراضات اور تصحیح کی جاسکے۔ رائے دہندگان ای سی پی کی 8300 ایس ایم ایس سروس پر اپنا شناختی کارڈ نمبر بھیج کر بھی اندراج کے ڈیٹا کو پرکھ سکتے تھے۔ رائے دہندگان کو ایک خودکار جواب کے ذریعے ان کے انتخابی علاقے کا نام، بلاک کوڈ اور انتخابی فہرست پر ان کا سیریل نمبر بھیج دیا جاتا تھا۔ رائے دہندگان کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ ضلعی الیکشن کمشنر کے دفتر جاکر فہرست پر اپنے اندراج کو اپنے عارضی یا مستقل پتے پر منتقل کرا سکتے تھے۔ 30 اپریل کو فہرست بند کر دی گئی اور اس کے بعد 25 جولائی کے انتخابات کے لئے نئے رائے دہندگان کا اندراج نہیں ہو سکتا تھا۔

حتمی انتخابی فہرست پر رائے دہندگان کی تعداد 105,955,407 تھی جو کہ 2013 کے مقابلے میں 23 فیصد زیادہ تھی۔ خواتین رائے دہندگان کی تعداد بڑھ کر 46,731,145 ہو گئی۔ مرد اور خواتین رائے دہندگان کی تعداد میں فرق کچھ کم ہوا اور خواتین کی تعداد کُل رائے دہندگان کا 44 فیصد ہو گئی[90]۔ ای سی پی نے یو این ڈی پی، نادرا اور سماجی تنظیموں کے تعاون سے 79 اضلاع میں خواتین رائے دہندگان کے اندراج میں اضافے کی مہم چلائی[91]۔

ای یو ای او ایم کے انٹرویو کئے گئے لوگوں نے بتایا کہ انتخابی فہرست میں کئی ایسے رائے دہندگان کا ڈیٹا بھی موجود ہے جن کا انتقال ہو چکا ہے جس کی ممکنہ وجہ مقامی حکومت کے اداروں میں ان کے صداقت نامہِ فوتیدگی کا اندراج نہ کرایا جانا ہے۔ 33 لاکھ سے زائد معذور افراد میں سے صرف 165,927 رائے دہی کے لئے رجسٹر ہوئے کیونکہ معذور افراد کے لئے خصوصی شناختی کارڈ کے حصول کا طریقہِ کار زحمت طلب ہے اور بہت وقت لیتا ہے۔ چونکہ احمدیوں کا اندراج ایک ضمنی انتخابی فہرست پر ہی ہوتا ہے لہٰذا احمدی جماعت نے اعلان کیا کہ وہ انتخابات میں شامل نہیں ہوں گے[92]۔ انتخابی فہرست کی درستگی کا اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ اس کی جامع جانچ پڑتال اور اس میں موجود کسی سقم کے لئے تجزیے کا کوئی نظام موجود نہیں۔

90 فاٹا میں خواتین کے اندراج میں 66 فیصد اضافہ ہوا

91 ایچ آر سی، جی سی 25 پیرا 11۔ "ریاستوں کو یقینی بنانا چاہیئے کہ وہ تمام لوگ جو رائے دہی کے اہل ہیں، اس حق کو استعمال کر سکیں۔ جہاں رائے دہندگان کے اندراج کی ضرورت ہو وہاں اس سلسلے میں سہولت پیدا کی جائے اور اس اندراج کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے"۔

92 صرف احمدیوں کے لئے علیحدہ انتخابی فہرست میں شمولیت کی شرط ہے۔

ایسے شہریوں کے نام جن کا انتقال ہو چکا ہے یا جنہیں قانونی طور پر رائے دہی کا حق نہیں (مثلاً وہ لوگ جنہیں عدالت نے فاطر العقل قرار دیا ہو) مؤثر طریقے سے انتخابی فہرست سے نکالے جائیں تاکہ اس کی درستی اور مشمولیت کو یقینی بنایا جاسکے، اور شناختی کارڈ کے حصول کی راہ میں حائل قانونی اور طریقہ کار کی رکاوٹیں ختم کی جائیں۔

ضمنی انتخابی فہرستوں کی شرط ختم کر کے یکجا انتخابی فہرست اختیار کی جائے تاکہ بین الاقوامی معیار کے مطابق تمام شہری برابری کی سطح پر رائے دہی کے لئے اندراج کرا سکیں۔

IX-سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کا اندراج

جماعتوں اور امیدواروں کی چھان بین کا معیار غیر یکساں تھا۔ اپیل سننے والی عدالتوں کے فیصلے، جو قانون کی رو سے حتمی ہوتے ہیں، کئی بار ہائی کورٹ میں کامیابی سے چیلنج کیے گئے۔

ا۔ سیاسی جماعتوں کا اندراج

کسی سیاسی جماعت کو ای سی پی میں اندراج کے لئے کم از کم 2000 لوگوں کی رکنیت ظاہر کرنی ہوتی ہے، رجسٹریشن فیس کی مد میں 200,000 روپے جمع کرانے ہوتے ہیں[93] اور کئی معاملات کی تصدیق کرنی ہوتی ہے جس میں بیرونِ ملک سے فنڈ نہ وصول کرنا بھی شامل ہے[94]۔ اس کے بعد کوئی سیاسی پارٹی انتخابات میں حصہ لینے کے لئے انتخابی نشان حاصل کر سکتی ہے[95]۔ سیاسی جماعتیں قانوناً منافرت اور تشدد کو فروغ نہ دینے کی پابند ہیں لیکن استناد کے طریقہ کار میں کمی ہے۔ مثال کے طور پر اندراج کی خواہشمند کسی جماعت کے لئے جماعت کے اندر انتخابات اور فنڈنگ کی تصدیق تو ضروری ہے لیکن جمہوری طرزِ عمل کی تصدیق کے لئے کوئی سند طلب نہیں کی جاتی[96]۔ الیکشن ایکٹ کوئی واضح طریقہ کار فراہم نہیں کرتا جس کے ذریعے ایسی جماعتوں کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جاسکے جن کا تعلق مسلح تنظیموں یا تشدد اور انتہاپسندی کو فروغ دینے والوں کے ساتھ ہے۔

---

93 1 یورو = 146.50 پاکستانی روپے۔ 1 اکتوبر 2018 کی سرکاری شرح مبادلہ

94 الیکشن ایکٹ کے تحت سیاسی جماعتوں کے آئین کو رُکنیت کی فیس سے لے کر امیدواروں کے چناؤ تک تمام معاملات شفاف اور جمہوری طریقے سے طے کرنے چاہئیں۔ الیکشن ایکٹ 2017 سے پہلے قائم ہونے والی تمام سیاسی جماعتوں کو ای سی پی میں اپنے آئین، پارٹی کے اندر انتخابات اور فنڈنگ کے ذرائع کے بارے میں جدید معلومات فراہم کرنے پر درج شدہ تصور کیا گیا۔

95 الیکشن ایکٹ، سیکشن 215۔ انتخابی نشان کے قانون کا اطلاق کسی دوسرے قانون کے بغیر ہوتا ہے۔

96 الیکشن ایکٹ سیکشن 200 کے مطابق کوئی سیاسی جماعت نفرت، مسلک پرستی یا تشدد کی ترویج نہیں کرے گی، آئین کے خلاف آرا ترویج نہیں کرے گی، دہشت گردی میں ملوّث نہیں ہو گی اور امنِ عامہ یا اخلاق میں خلل نہیں ڈالے گی۔ ان میں سے کسی اصول کی خلاف ورزی کرنے پر کسی سزا کا ذکر نہیں۔

کچھ سیاسی جماعتوں نے، جو تشدد استعمال کرتی رہیں یا اس کی وکالت کرتی رہیں، انتخابات میں حصہ لیا[97]۔ مثال کے طور پہ ای سی پی نے جنگجو تنظیموں سے تعلق رکھنے والی ملّی مسلم لیگ (ایم ایم ایل) کو انتخابی نشان جاری نہیں کیا کیونکہ انہیں وزارتِ داخلہ نے کلیئرنس نہیں دی[98]۔ لیکن اس کے بعد ایم ایم ایل کے ارکان نے اللہ اکبر تحریک (اے اے ٹی) کے جھنڈے تلے انتخابات میں حصہ لیا کیونکہ اس جماعت کا اندراج ہو چکا تھا۔ ای سی پی نے ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوئی فیصلہ کن کوشش نہیں کی۔

انتہا پسندوں سے تعلق، فرقہ واریت، نفرت انگیز تقاریر اور تشدد کے پرچار کے خلاف چھان بین کا یکساں طریقہ کار وضع کر کے سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی جمہوری اصولوں سے وابستگی میں اضافہ کیا جائے۔

121 رجسٹرڈ جماعتوں میں سے 95 نے انتخابات میں حصہ لیا۔ 7 جماعتوں نے اپنے نامزد کردہ امیدواروں میں 5 فیصد خواتین کی موجودگی کی شرط کو پورا نہیں کیا[99]۔ اس قانونی تقاضے کو انتخابات میں حصہ لینے کی شرط نہیں بنایا گیا جس کی وجہ سے اس کوٹے کی پابندی کرانے سے پہلے تمام جماعتوں کی انتخابی نشان جاری کر دیے گئے۔ حکم عدولی کی صورت میں کوئی سزا نہیں تھی[100]۔

ب۔ انتخابات میں حصہ لینے کا حق

کوئی بھی ایسا شہری جس کے پاس دوہری شہریت نہ ہو، اس کی عمر کم از کم 25 سال ہو اور وہ بطور رائے دہندہ اندراج کرا چکا ہو، انتخابات میں حصہ لینے کا حق رکھتا ہے۔ امیدواروں کو صوبائی اور قومی اسمبلی کی نشست کے لئے بالترتیب 20,000 اور 30,000 روپے زرِ ضمانت جمع کرانا تھا۔ یہ رقم 2013 کے مقابلے میں تقریباً آٹھ گُنا زیادہ ہے۔ زرِ ضمانت صرف اس صورت میں واپس ہو سکتا تھا کہ امیدوار اپنے حلقے سے کم از کم 25 فیصد ووٹ حاصل کرے۔ یہ شرائط غیر سنجیدہ درخواستوں کی حوصلہ شکنی کے لئے رکھی گئیں[101]۔ تاہم 2018 کے انتخابی امیدواروں میں سے 80 فیصد کی ضمانت ضبط ہو گئی۔ زرِ ضمانت کی مقررہ رقم خواتین اور ٹرانس جینڈر امیدواروں کی راہ کی رکاوٹ بنی۔

انتخابات میں حصہ لینے کا حق کچھ قانونی پابندیوں کی زد میں بھی آتا ہے۔ دیوالیہ پن انتخابات میں حصہ لینے کی راہ میں مانع ہے اور کچھ سرکاری ملازمین کو انتخابات میں حصہ لینے سے دو سال پہلے تک مستعفی ہونا پڑتا ہے[102]۔ ایسے افراد جنہیں کسی عدالت نے "فاتر العقل"

---

97 اے اے ٹی، پی آر ایچ پی اور ٹی ایل پی

98 الیکشن ایکٹ میں وزارتِ داخلہ سے کلیئرنس حاصل کرنے کا طریقہ کار مذکور نہیں

99 ٹی ایل پی، پی آر ایچ پی، اے اے ٹی، پی ٹی آئی۔ این، جے یو آئی۔ ایس، پی بی اور پی ایم اے

100 نئے ایکٹ سے پہلے اندراج کرانے والی یا نیا اندراج کرانے والی جماعتوں کے لئے خواتین کے کوٹے کی خلاف ورزی کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ جماعتی ڈھانچوں کے اندر عہدیداروں میں خواتین کی نمائندگی کا کوئی قانونی کوٹا نہیں۔

101 2013 کے مقابلے میں امیدواروں کی کُل تعداد میں 24 فیصد کمی آئی

102 ایچ آر سی، جی سی 25 پیرا 4۔ "ان حقوق کے استعمال پر جنہیں آرٹیکل 25 کے ذریعے تحفظ دیا گیا ہے، لاگو ہونے والی کسی بھی پابندی کو معروضی اور معقول ہونا چاہیئے۔"

قرار دیا ہو، بطور امیدوار اندراج نہیں کرا سکتے[103]۔ نامزدگی کرانے کے عرصے کے دوران بین الاقوامی معیار کے برخلاف انتخابات میں حصہ لینے پر مبہم آئینی شرائط کا اطلاق غیر یکساں طریقے سے کیا گیا[104]۔

ج۔ امیدواروں کا اندراج

امیدوار اپنے حلقے کے کوئی سے دو رائے دہندگان سے نامزد ہونے پر کسی سیاسی جماعت کی طرف سے یا بطور آزاد امیدوار انتخابات میں حصہ لے سکتے تھے۔ رائے دہندگان امیدوار کے لئے پانچ تک علیحدہ نامزدگیاں کر سکتے تھے۔ نامزد امیدواروں کو ریٹرننگ افسران کے پاس کئی دستاویزات جمع کرانی تھیں جس میں انتخابات میں حصہ لینے کے لئے آئینی شرائط پورا کرنے کا حلف نامہ بھی شامل تھا[105]۔ اس کے بعد امیدواروں کو چھان بین کے مرحلے سے گزرنا تھا۔ ریٹرننگ افسر کا فیصلہ بڑی حد تک کاغذاتِ نامزدگی میں فراہم کی گئی معلومات تک محدود تھا[106]۔ مثال کے طور پر ریٹرننگ افسر کسی امیدوار کے آئینی تقاضوں کے پورا کرنے پر سوال نہیں کر سکتا تھا اِلّا کہ "ریکارڈ پر اس کے خلاف مواد" موجود ہوتا۔ اس طرح ریٹرننگ افسران کے فیصلے ایک حد تک محدود تھے۔ یکساں عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے چھان بین کے متعلق ہدایات بھی موجود نہیں تھیں۔

اگرچہ الیکشن ایکٹ یہ کہتا ہے کہ سیاسی جماعتوں کو اپنے امیدوار اندرونی جمہوری اور شفاف طریقے سے چُننے چاہئیں لیکن کسی کم از کم معیار اور نگرانی کے طریقۂ کار کی عدم موجودگی میں اس کی ضمانت نہیں دی جاسکتی[107]۔ جماعت کے ٹکٹوں کی من مانی تقسیم بھی ممکن تھی کیونکہ قانون صوبائی اور قومی سطح پر بیک وقت امیدواروں کے ایک سے زائد حلقوں میں اندراج کی اجازت دیتا ہے۔ نہ صرف یوں رائے دہندگان کو یقین دہانی نہیں ہو سکتی کہ ان کا ووٹ لینے والا امیدوار ان کے حلقے کی نمائندگی کرے گا، بلکہ اس سے جماعتوں کے اندر تنازعات کو ہوا بھی ملتی ہے[108]۔ اضافی حلقوں کو چھوڑنے سے ضمنی انتخابات کے اخراجات میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

---

103 ملاحظہ کیجیئے سی آر پی ڈی، آرٹیکل 29 اور جی سی 1 (2017)، پیرا 48۔ "[۔۔۔] کسی شخص کی فیصلہ سازی کی صلاحیت کسی اخراج کا جواز نہیں بن سکتی [۔۔۔]"۔

104 ملاحظہ کیجیئے قانونی فریم ورک کے صفحہ نمبر 17 پر مذکور سفارش

105 دستاویزات میں سی این آئی سی کی تصدیق شدہ نقل، اثاثوں کی تفصیلات (بشمول ازواج و منحصر افراد) اور سیاسی مہم کے لئے مخصوص بینک اکاؤنٹ کی تفصیلات شامل ہیں۔

106 الیکشن ایکٹ، سیکشن 62(9)(d)(i)

107 الیکشن ایکٹ، سیکشن 201(f)۔ ایچ آر سی، جی سی 25، پیرا 26۔ "سیاسی جماعتیں اور ان جماعتوں میں شمولیت عوامی معاملات چلانے اور انتخابی عمل کے لئے بہت اہم ہیں۔ ریاستوں کو چاہیئے کہ وہ یقینی بنائیں کہ ان کے اندرونی انتظام میں سیاسی جماعتیں آرٹیکل 25 کے لاگو ہونے والے قوانین کا احترام کریں تاکہ شہری اس ضمن میں اپنے حقوق استعمال کر سکیں"۔ امیدواروں کی طرف سے بھرے جانے والے فارم اے میں سیاسی جماعتوں کی طرف سے امیدواروں کے انتخاب کے جمہوری طریقۂ کار کی واضح تصدیق کی گنجائش نہیں تھی۔

108 نام نہاد "الیکٹیبلز" میں ٹکٹوں کی تقسیم کی وجہ سے پی ٹی آئی کے کارکنان نے جون 2018 میں عمران خان کی رہائش گاہ کے باہر احتجاج کیا۔ پی ایم ایل۔ این کے 54 فیصد اور پی پی پی کے 12 فیصد امیدواروں نے یا تو اپنی جماعت چھوڑ دی، آزاد امیدوار بن گئے یا انتخابات سے دستبردار ہو گئے۔ ای سی پی نے پی ٹی آئی کے خلاف پارٹی ٹکٹوں کے امیدواروں سے "وفاداری" کے حلف نامے مانگے جانے کی شکایت کی سماعت کی جو یہ کہتے تھے کہ یہ امیدوار ٹکٹ نہ ملنے کی صورت میں انتخابات میں بطور آزاد امیدوار حصہ لیں گے اور نہ ہی جماعت چھوڑیں گے۔ دیگر مثالوں میں "الیکٹیبلز" کو ٹکٹ جاری ہونے کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو انتخابات میں بطور آزاد امیدوار حصہ لینا پڑا۔

سیاسی جماعتوں کے اندر جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے امیدواروں کے چناؤ کے جمہوری اور شفاف طریقہِ کار کے قانون کے نفاذ کے ذریعے حقیقی امیدواروں کو آگے لایا جائے۔ ای سی پی کی زیرِ نگرانی اور تصدیق کے ساتھ جماعتوں کے اندر ابتدائی انتخابات کرانے پر غور کیا جاسکتا ہے۔

کسی بھی انتخاب میں امیدواروں کو صرف ایک حلقے سے حصہ لینے کی اجازت دے کر حقیقی انتخابات، نتائج پر تیقّن اور ضمنی انتخابات کے اخراجات میں کمی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

چھان بین کے بعد کچھ امیدواروں کو ایک حلقے میں مسترد کیا گیا مگر کسی دوسرے حلقے میں قبول کر لیا گیا[109]۔ کچھ کو معمولی تکنیکی غلطیوں مثلاً ادھوری دستاویزات کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا[110]۔ نامزدگی کے کسی حد تک نظرِ ثانی شدہ طریقہِ کار اور اپیل کی عدالتوں کے ذریعے نامزدگی کی اہلیت کو مربوط طریقے سے جانچنے کی کوشش کی گئی[111]۔ تاہم ریٹرننگ افسران کی زیرِ نگرانی چھان بین اور اپیل کے فیصلوں کے مطابق چھان بین کے طریقہِ کار میں فرق تھا۔ کچھ امیدواروں کو ایسی وجوہات پر مسترد کیا گیا جن کا ان کی موزونیت بطور امیدوار سے کچھ خاص تعلق نہیں تھا[112]۔ اگرچہ قانون کے مطابق اپیل کی عدالتوں کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے پھر بھی کئی امیدواروں نے نامزدگی کے متعلق فیصلوں کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیلیں بھی دائر کیں۔ ان درخواستوں کے مختلف نتائج نکلے۔ کئی مقدمات کا تعلق کسی امیدوار کی دیانت کو جانچنے کے قانونی طریقہِ کار کی پیچیدگیوں سے تھا۔

امیدواروں کی نامزدگی اور چھان بین کے مرحلے میں پی ایم ایل۔ن واضح طور پر متاثر ہوئی۔ اس عمل کے دوران تاخیر سے امیدواروں کو مسترد کیے جانے سے یکساں مقابلے کے مواقع پر برا اثر پڑا۔ پنجاب میں پی ایم ایل۔ن کے کئی امیدوار کاغذاتِ نامزدگی داخل کرانے کی آخری تاریخ کی شام کو جماعت چھوڑ گئے۔ پی ایم ایل۔ن کی ارکان کی طرف سے یک دم جماعت کی رُکنیت ترک کرنے کے عمل نے جماعت کے لئے بہت مشکل صورتحال پیدا کر دی کیونکہ متبادل امیدوار دستیاب نہیں تھے۔ پنجاب کے 297 حلقوں میں سے 29 میں پی ایم ایل۔ن کے امیدوار نہیں تھے اور کئی دوسرے حلقوں میں انہیں عبوری طور پر غیر تجربہ کار امیدوار نامزد کرنے پڑے۔

29 جون کو امیدواروں کی حتمی فہرست شائع کی گئی۔[113] کُل 11,855 امیدواروں نے انتخابات میں حصہ لیا (قومی اسمبلی کے لئے 3,459 اور

---

109 ان میں عمران خان (پی ٹی آئی)، شاہد خاقان عباسی (پی ایم ایل۔این) اور فاروق ستار (ایم کیو ایم۔پی) شامل تھے۔

110 مثلاً این اے 53 میں ریٹرننگ افسران نے معمولی بھول چُوک کی وجہ سے عمران خان سمیت چار امیدواروں کی نامزدگی کو مسترد کر دیا۔ پرویز مشرف کے کاغذاتِ نامزدگی عدالتی سماعت پر حاضر نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کیے گئے۔ این اے 248 سے منتخب ہونے والے پی پی پی کے عبد القادر پٹیل نے کراچی میں ریٹرننگ افسر کی طرف سے مسترد کیے جانے کے خلاف اپیل کی۔

111 الیکشن ایکٹ کے تحت امیدواروں کے فارموں اور حلف نامے میں کچھ ترامیم کی گئیں۔ پچھلے قانونی فریم ورک کے مقابلے میں ریٹرننگ افسران کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالوں کی حد مقرر کی گئی۔

112 سندھ کی صوبائی اسمبلی کے ایک امیدوار نثار کھوڑو کے کاغذاتِ نامزدگی اس لئے مسترد کیے گئے کہ انہوں نے اپنے منحصرین میں تین کی بجائے دو بیویوں کا ذکر کیا تھا۔

113 پی ڈی ایف کی شکل میں ملنے والی فہرست کے ڈیٹا تک رسائی اور اس کا تجزیہ مشکل تھا۔ کاغذاتِ نامزدگی 4 سے 11 جون تک داخل کرائے گئے۔ کاغذات واپس لینے کی آخری تاریخ 28 جون تھی۔

صوبائی اسمبلیوں کے لئے 8,396)، جن میں سے 55 فیصد نے انتخابات میں بطور آزاد امیدوار حصہ لیا۔ ای یو ای او ایم کے انٹرویو کیے گئے لوگوں نے آزاد امیدواروں کی اتنی بڑی تعداد کو فوجی اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے سیاسی جماعتوں کو کمزور کرنے کی کوشش کا نتیجہ قرار دیا۔ سیاسی جماعتوں نے قومی اسمبلی کی مخصوص نشستوں کے لئے 172 خواتین اور 44 غیر مسلموں، اور صوبائی اسمبلیوں کی مخصوص نشستوں کے لئے 386 خواتین اور 113 غیر مسلموں کو نامزد کیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے نامزد ہونے والے کُل امیدواروں میں سے 8 فیصد انتہا پسند جماعتوں کی نمائندگی کر رہے تھے[114]۔

x- سیاسی مہم کا ماحول

ا۔ انتخابی مہم

کئی پُر تشدد حملوں کا نشانہ بننے والی ایک مسابقانہ مہم میں اجتماع کے حق کو کچھ پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مہم کے غیر مقررہ دورانیے، جماعتوں کے پولنگ کیمپوں کے کردار، مہم کی خاموشی سے انحراف، مہم کے دوران امیدواروں کی نااہلی اور میڈیا پر کچھ پابندیوں نے بھی مقابلے کے مواقع یکساں نہیں رہنے دیے۔

الیکشن کے دن تک سکیورٹی کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے باوجود انتخابی مہم مسابقانہ تھی اور سیاسی رہنما ملک بھر کے دورے کرتے رہے۔ سیاسی مہم میں چار جماعتوں نے زیادہ سرگرمی دکھائی: پی ٹی آئی، پی ایم ایل۔ن، پی پی پی اور ایم یم اے۔ پی ٹی آئی کے قائد کی پُر زور شخصیت اس جماعت کی مہم میں بہت نمایاں رہی۔ دوسرے مدّ مقابل یا تو کم سرگرم تھے یا مخصوص صوبوں میں سرگرم رہے۔

مجموعی طور پر مواقع میں یکسانیت کا واضح فقدان تھا۔ اثر و رسوخ رکھنے والے جاگیر دار اور بڑے خاندانوں کی نمائندگی کرنے والے نام نہاد "الیکٹیبل" وسیع سیاسی کشش اور مالی وسائل کے ساتھ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہے[115]۔ کئی علاقوں میں ووٹ خریدے جانے کے الزامات بھی لگتے رہے[116]۔ پی ٹی آئی کے تشہیری پیغامات مالی بدعنوانی کے خاتمے اور ملک کے بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری کے بارے میں تھے۔ جبکہ حکمران اتحاد سرمایہ کاری میں اضافے اور نئے منصوبوں کا وعدہ کر رہا تھا۔ مہم چلانے کے انداز میں ذات برادری کو استعمال کرنے کے روایتی طریقے سے لے کر سوشل میڈیا کے استعمال کے جدید طریقے دیکھے گئے۔ سیاسی مہم کے دوران پی ایم ایل۔ن

---

114 اے اے ٹی، ٹی ایل پی اور پی آر ایچ پی سے تعلق رکھنے والے 925 امیدوار۔

115 الیکٹیبل وہ شخص ہوتا ہے جس کے پاس ووٹوں کی ایک بڑی تعداد ہو۔ اصولی طور پر، وہ پہلے منتخب ہو چکا ہوتا ہے، یا اس کا تعلق کسی بارسوخ خاندان سے ہوتا ہے۔ ای یو کے مشاہدہ کاروں نے ایسے امیدواروں کے اثر کو ایبٹ آباد، جہلم، گجرات، سکھر، نوابشاہ، جھنگ، سرگودھا، شیخوپورہ اور حیدرآباد میں نوٹ کیا۔

116 ای یو کے مشاہدہ کاروں نے راولپنڈی، گجرات، ساہیوال، نوابشاہ اور کراچی میں ووٹ خریدے جانے کے الزامات نوٹ کیے۔

اور پی پی کی قیادت کے خلاف چلنے والے مشہور مقدمات کی وجہ سے عدلیہ کے سیاسی ہونے کے تاثر میں اضافہ ہوتا رہا[117]۔ عوامی مسلم لیگ (اے ایم ایل) کے امیدوار کے بنائے ہوئے ہسپتال میں چیف جسٹس کے دورے سے اس تاثر کو اور بھی تقویت ملی۔ اس امیدوار کی کامیابیوں کی کھلے عام تعریف سیاسی مہم کے دوران ترقیاتی منصوبوں کے تذکرے پر پابندی کے اصول سے متصادم نظر آتی تھی[118]۔

سیاسی مہم کے آغاز کا وقت قانون کے ذریعے متعین نہیں کیا گیا۔ ای سی پی کے مطابق سیاسی مہم کا آغاز 30 جون کو ہوا جب امیدواروں کی حتمی فہرست شائع کی گئی۔ انتخابات کے اعلان کے گیارہ دن بعد 11 جون کو ای سی پی نے سیاسی مہم کی نگرانی کرنے والی 592 دو رُکنی ٹیمیں تعینات کیں[119]۔ ضلعی نگران افسران، جن کی نگرانی میں ٹیمیں کام کر رہی تھیں، سیاسی مہم کے قوانین توڑنے پر جرمانہ عائد کر سکتے تھے[120]۔ تاہم تب تک بڑی سیاسی جماعتوں کی مہم کو چلتے ہوئے کافی وقت ہو چکا تھا۔ ای یو کے مشاہدہ کاروں نے ضلعی نگران افسران کو ضابطۂ اخلاق کی مبیّنہ خلاف ورزیوں کا ڈیٹا اکٹھا کرتے ہوئے تو دیکھا لیکن اس پر عملدرآمد کی تفصیلات وسیع پیمانے پر شائع نہیں کی گئیں۔

الیکشن سے 48 گھنٹے پہلے سیاسی مہم کے خاموش ہو جانے کے وقفے نے آن لائن مہم اور پولنگ سٹیشنوں کے قریب قائم کیے گئے سیاسی جماعتوں کے پولنگ کیمپوں پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ ان پولنگ کیمپوں پر سیاسی جماعتوں کے کارکن رائے دہندگان میں ان کے ناموں، پولنگ سٹیشن کے نمبر اور اپنی جماعت کے انتخابی نشان والی پرچیاں بانٹ رہے تھے اور انہیں اپنے پولنگ سٹیشنوں کی طرف بھیج رہے تھے۔ پولنگ کیمپوں کے بارے میں 2012 میں سپریم کورٹ کے ایک مقدمے میں فیصلہ ہو چکا ہے جب عدالت نے ای سی پی کو یہ ہدایت کی تھی کہ ان پر فوراً پابندی لگائی جائے اور ای سی پی رائے دہندگان کو ان کے پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں خود اطلاع دے۔

سیاسی مہم کو خاموش کئے جانے کے قوانین کی وضاحت کی جائے اور انہیں یکجا کیا جائے بشمول الیکشن کے دن۔ سیاسی مہم کی خاموشی کا دائرہ سیاسی جماعتوں کے پولنگ کیمپوں تک بڑھایا جائے۔

---

117 نواز شریف اور ان کی صاحبزادی کی واپسی کے سلسلے میں ریلی کا انتظام کرنے کے بعد پی ایم ایل۔ این کے دیگر رہنماؤں کے خلاف مقدمات درج کیے گئے جن میں شہباز شریف بھی شامل تھے۔ پی ایم ایل۔ این کے دیگر رہنما پہلے ہی نااہل قرار دیے جا چکے تھے جن میں دانیال عزیز اور سابق وزیرِ خارجہ خواجہ آصف شامل تھے۔ حنیف عباسی کو منشیات کے ایک متنازعہ کیس میں سزا سنائی گئی۔ پی پی پی کے امیدوار ہمایوں خان کو بھی نااہل قرار دیا گیا۔

118 چیف جسٹس آف پاکستان نے 30 جون کو اے ایم ایل کے امیدوار شیخ رشید کی دعوت پر مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کا دورہ کیا۔ شیخ رشید اس ہسپتال کے ٹرسٹی ہیں۔ اس دورے کو میڈیا نے وسیع طور پر کور کیا اور سیاسی جماعتوں اور سی ایس اوز نے تنقید کا نشانہ بنایا۔ ملاحظہ کیجیے سیاسی جماعتوں، حصہ لینے والے امیدواروں، الیکشن ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں کے لئے ضابطۂ اخلاق، جزو 1، d، 43۔

119 الیکشن ایکٹ، سیکشن 234۔ مرکزِ نگاہ الیکشن ایکٹ اور سیاسی جماعتوں، حصہ لینے والے امیدواروں، الیکشن ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں کے لئے ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزیاں تھیں۔

120 ضلعی مانیٹرنگ افسران زیادہ تر ضلعی انتظامیہ سے بھرتی کیے گئے جن کے پاس امنِ عامہ کی اجتماعی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جرمانوں کی زیادہ سے زیادہ حد 50,000 روپے تھی۔

بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں ہونے والی دہشت گردی کی کئی وارداتوں نے مخصوص جماعتوں اور ان کی سیاسی مہم پر اثر ڈالا[121]۔ بڑی جماعتوں کے رہنما ملک بھر میں سفر کرتے رہے لیکن سیاسی جماعتوں کا کہنا تھا کہ ان کی سیاسی مہم میں رکاوٹ آئی۔ مثال کے طور پر اسلام آباد میں بین الاقوامی معیار کے برخلاف عوامی اجتماع کے حق پر وسیع طور پر پابندی لگائی گئی[122]۔ پُر تشدد حملوں کی وجہ سے لگائی جانے والی پابندیاں جمہوری انتخابات کے اصولوں کے منافی تھیں؛ ان سے سیاسی مہم چلانے کی آزادی متاثر ہوئی؛ اور کسی حد تک امیدواروں اور رائے دہندگان کو انتخابات میں بلاخوف وخطر شمولیت سے روکا۔

اسلام آباد کی اینٹی کرپشن عدالت سے سزا پانے کے بعد 13 جولائی کو نواز شریف اور ان کی صاحبزادی مریم نواز کی پاکستان واپسی نے پی ایم ایل۔ن کو ایک بڑے سیاسی جلسے کا موقع فراہم کیا۔ پولیس امن امان برقرار رکھنے کی خاطر 10,000 کے قریب اہلکاروں کو حرکت میں لے آئی۔ پی ایم ایل۔ن کے رہنماؤں نے بتایا کہ طاقت کا بے جا استعمال کیا گیا؛ لاہور، فیصل آباد اور پنجاب کے دیگر شہروں میں ان کے سینکڑوں حامی زخمی اور گرفتار کئے گئے؛ اور جماعت کے سرکردہ رہنماؤں کو نظر بند کر دیا گیا۔ پی ایم ایل۔ن نے پانچ دن کے لئے پنجاب میں اپنی سیاسی مہم روک دی۔ حکام نے کسی سیاسی بدامنی سے بچاؤ کے لئے ریلی کے دوران لاہور کے بیشتر حصوں میں موبائل سروس بند کر دی۔

سیاسی مہم کے آخری دو ہفتوں کے دوران میڈیا کا کردار بڑھ گیا کیونکہ تشدد میں اضافے کی وجہ سے امیدواروں کے رائے دہندگان کے ساتھ براہِ راست رابطہ کم ہو گیا تھا۔ ناظرین کی بڑی تعداد تک رسائی کے لئے سیاسی جماعتوں کے جلسوں سے ہونے والی نشریات کے علاوہ قیمتاً حاصل کئے گئے اشتہار بھی استعمال کیے گئے۔ پی ٹی آئی، پی پی پی اور پی ایم ایل۔ن نے سب سے زیادہ دیکھے جانے والے ٹی وی چینلوں پر پرائم ٹائم کے دوران 30 گھنٹے تک کا وقت خریدا[123]۔ تاہم میڈیا کے نگران ادارے نے پی ایم ایل۔ن کے ایک اشتہار پر پابندی لگا دی اور دو کو دوبارہ ایڈٹ کرنے کا حکم دیا، پی ٹی آئی کے ایک اشتہار[124] پر اور پی پی پی کے اقلیتوں کی شمولیت والے اشتہار پر پابندی لگا دی اور یوں ٹی وی پر سیاسی مہم کی صورت بدل دی۔ براہِ راست نشریات پر بھی پابندیاں لگائی گئیں جس کے نتیجے میں کئی بار سیاسی رہنماؤں کے بیانات بغیر آواز کے چلائے گئے۔ سیاسی مہم کے اخراجات اور نشر ہونے والے مواد پر پابندیوں کا نتیجہ محدود تکثیریت کی صورت میں

121 22 جولائی کو خیبر پختونخواہ کی صوبائی اسمبلی کے ایک امیدوار کو ڈیرہ اسماعیل خان میں ان کے قافلے پر حملہ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ 13 جولائی کو مستونگ، بلوچستان میں ایک بی اے پی کے ایک جلسے پر بم حملہ کر کے جماعت کے امیدوار سمیت 149 لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اسی دن بنوں، خیبر پختونخواہ میں جے یو آئی۔ ایف کے ایک قافلے پر حملے میں 4 افراد ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ 10 جولائی کو پشاور میں اے این پی کے ایک جلسے پر حملے میں جماعت کے رہنما ہارون بلور سمیت 20 افراد ہلاک ہوئے۔

122 کوڈ آف کریمنل پروسیجر (1898)، سیکشن 144، آئی سی سی پی آر آرٹیکل 21 اور ایچ آر سی، جی سی 25 پیرا 25 کے برعکس ہے۔

123 ای یو ای او ایم کے مانیٹر کیے گئے 7 ٹی وی چینلوں پر پی ٹی آئی نے 35 گھنٹے ایئر ٹائم پر مشتمل 3,169 اشتہاروں کے لئے قیمت ادا کی، پی پی پی نے 32 گھنٹوں پر مشتمل 1,275 اشتہاروں کے لئے اور پی ایم ایل۔ این نے 29 گھنٹوں پر مشتمل 2,486 اشتہاروں کے لئے ادائیگی کی۔

124 پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی نے 16 جولائی کو مذکورہ اشتہاروں میں غیر قانونی زبان (نہ کہ نفرت انگیز زبان) کا حوالہ دیتے ہوئے فوری پابندی لگائی۔ براہِ راست نشریات پر 180 سیکنڈ کی تاخیر لاگو تھی اور میڈیا کو ایسے سیاسی بیانات کی آواز بند کر دینی تھی جن میں ناپسندیدہ زبان استعمال کی گئی ہو۔

نکلا اور حقیقی سیاسی مباحث کے بین الاقوامی طریقہ کار کے خلاف گیا[125]۔ چھوٹی سیاسی جماعتوں نے یہ شکایت کی کہ وہ بالخصوص مہنگی سیاسی تشہیر کی وجہ سے بڑی جماعتوں کا مقابلہ نہیں کر پائے، اگرچہ قانون غیر منصفانہ فائدہ اٹھانے کے امکان کو روکنے کی کوشش کرتا ہے۔

سوشل میڈیا کو وسیع طور پر استعمال کیا گیا اور پی ٹی آئی، پی پی پی اور پی ایم ایل۔ن کی موجودگی سب سے زیادہ نظر آئی[126]۔ تاہم بڑے سیاسی رہنماؤں کے علاوہ امیدواروں میں سے صرف ایک تہائی نے انفرادی مہم کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال کیا[127]۔ ای یو ای او ایم کے مشاہدہ کیے ہوئے 181 حلقوں میں کامیاب ہونے والے 69 فیصد امیدوار آن لائن میڈیا پر سرگرم تھے جس سے انٹرنیٹ پر سیاسی مہم چلانے کے فائدے کا اندازہ ہوتا ہے۔ زیادہ تر سوشل میڈیا کو اپنی تشہیر کے لئے استعمال کیا گیا مگر کسی حد تک مخالفین کو نشانہ بنانے والی منفی مہم بھی دیکھنے میں آئی[128]۔ سیاسی مخالفین کو بدنام کرنے کے لئے غیر متعلق اکاؤنٹ استعمال کیے گئے[129] اور پی ٹی آئی کے قائد نے دہشت گردی کے حملے سے فائدہ اٹھانے کے لئے ٹوئیٹر کا استعمال کیا[130]۔ مجموعی طور پر آن لائن مہم نے سیاسی مہم کے ماحول کو اضدادی رنگ دے دیا۔

ب۔ سیاسی مہم کے اخراجات

نامکمل قوانین، اخراجات کی نگرانی نہ ہونے اور سیاسی جماعتوں پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے مقابلے کے غیر یکساں مواقع کو تقویت ملتی ہے اور چھان بین کا طریقۂ کار کمزور پڑتا ہے۔

سیاسی اور مہم کے اخراجات کے متعلق قوانین نامکمل ہیں اور نگرانی ناکافی سطح پر ہوتی ہے۔ سیاسی جماعتوں پر مہم کے اخراجات کی حد مقرر نہیں کی گئی۔ ان پر صرف یہ شرط لگائی گئی کہ وہ سیاسی مہم کے اخراجات کے لئے یکمشت 100,000 روپے سے زیادہ رقم چندے میں حاصل کرنے پر ای سی پی کو اطلاع دینے کے پابند تھے[131]۔ سیاسی جماعتوں کی انتخابات کے عمومی اخراجات کی تفصیلات کی رپورٹ بھی دینی

125 ایچ آر سی، جی سی 34 پیرا 3. "شہریوں، امیدواروں اور منتخب نمائندگان کے مابین عوامی اور سیاسی معاملات پر تبادلۂ خیال ضروری ہے"۔

126 پی ٹی آئی اور عمران خان کو فیس بُک پر بالترتیب 62 لاکھ اور 88 لاکھ، جبکہ ٹوئیٹر پر بالترتیب 36 لاکھ اور 84 لاکھ لوگ فالو کرتے ہیں۔ پی ایم ایل۔این اور اس کے قائد کو فیس بُک پر 28 لاکھ اور 21 لاکھ جبکہ ٹوئیٹر پر 9 لاکھ اور 40 لاکھ لوگ فالو کرتے ہیں۔ پی پی پی کو فیس بُک پر 251,449 اور بلاول بھُٹو زرداری کو 152,396 لوگ فالو کرتے ہیں جبکہ ٹوئیٹر پر بالترتیب 579,000 اور 2,880,000 لوگ فالو کرتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں نمائندگی رکھنے والی دیگر جماعتوں میں اے این پی آن لائن پر واضح موجودگی رکھتی ہے جس میں فیس بُک پر 124,000 اور ٹوئیٹر پر 47,000 فالوور شامل ہیں۔

127 ای یو ای او ایم نے 181 حلقوں سے حصہ لینے والے 1,907 امیدواروں کا جائزہ لیا۔ ان میں سے 55 فیصد سیاسی جماعتوں کی نمائندگی کرتے تھے اور 45 فیصد آزاد امیدوار تھے۔ 94 فیصد امیدوار مرد تھے۔ جائزہ لیے گئے کُل امیدواروں میں سے 35 فیصد کے پاس مخصوص فیس بُک پیج یا ٹوئیٹر اکاؤنٹ تھا۔ جائزہ لیے جانے والی خواتین امیدواروں میں سے 6 فیصد سوشل میڈیا استعمال کر رہی تھیں۔

128 7 فیصد امیدوار اپنے انفرادی سوشل میڈیا اکاؤنٹس (فیس بُک، ٹوئیٹر یا دونوں) کو منفی مہم چلانے کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ مزید 11 فیصد امیدواروں نے اپنے فیس بُک پیج پر اپنے قریب ترین مخالف کو نشانہ بنانے والی پوسٹس لگائیں۔

129 ای یو مشاہدہ کاروں کو کراچی، لاہور، ملتان اور بلوچستان کے ایک امیدوار سے ایسی اطلاعات ملیں۔

130 پی ٹی آئی کے قائد نے نواز شریف اور ان کی صاحبزادی کی پاکستان واپسی کو دہشت گرد حملوں سے منسلک قرار دیا۔ اس بیان کو بعد میں پی ٹی آئی سے ہمدردی رکھنے والے ٹی وی چینلوں نے پی ایم ایل۔این کے خلاف استعمال کیا۔

131 الیکشن ایکٹ، سیکشن 211۔

چاہئیے۔ تاہم چھان بین اور پابندی کے لئے کوئی واضح طریقۂ کار موجود نہیں تھا۔ سیاسی جماعتوں کے لئے اخراجات کی رپورٹ دینے کی شرائط ناکافی ہیں: سالانہ گوشوارے جمع کرانے کی آخری تاریخ الیکشن کے ایک ماہ بعد پڑتی تھی؛ الیکشن ایکٹ میں الیکشن کے دن سے پہلے رپورٹ دینے کی کوئی شق نہیں؛ اور فارم یکساں رپورٹنگ کو یقینی نہیں بناتے۔

جماعتوں کے برخلاف، امیدواروں پر سیاسی مہم کے اخراجات سے متعلق پابندیاں نامزدگی کے مرحلے پر بھی لاگو ہوتی تھیں اور انتخابات کے بعد بھی[132]۔ اس میں سیاسی مہم کے لئے مخصوص بینک اکاؤنٹ کا استعمال اور سیاسی مہم پر اخراجات کی حد شامل تھے[133]۔ ای سی پی قانوناً پابند ہے کہ امیدواروں کے اخراجات کے گوشواروں کی چھان بین کرے۔ اس میں امیدوار کے براہِ راست اخراجات بھی شامل ہیں اور وہ اخراجات بھی جو ان کی جماعت کی طرف سے ان کے لئے کئے جائیں[134]۔ ای سی پی 30 جون کو سیاسی مہم کے آغاز کی تاریخ تصور کر رہا تھا مگر کئی امیدوار اپنی سیاسی مہم اور اخراجات کا آغاز اس سے کہیں پہلے کر چکے تھے۔ اگرچہ امیدوار تمام اخراجات کی اطلاع دینے کے پابند ہیں چاہے وہ کبھی بھی ہوئے ہوں لیکن اخراجات کے فارم یکساں رپورٹنگ کو یقینی نہیں بناتے۔ انتخابات میں 11,000 سے زائد امیدواروں نے حصہ لیا جو 1,000 روپے سے زائد ہر خرچ کی رپورٹ دینے کے پابند تھے۔ یوں ای سی پی کے سامنے چھان بین کے لئے اتنا زیادہ کام موجود تھا کہ جس کو پورا کرنا ناممکن تھا[135]۔

اگر ای سی پی جمع کرائی جانے والی اخراجات کی تفصیل کی جانچ پڑتال نوے دن کے اندر نہ کر سکے تو وہ خود بخود صحیح تصور ہوتی ہیں۔ چونکہ ای سی پی چھان بین کا پابند بھی ہے اور اس کا صوابدیدی اختیار بھی رکھتا ہے، لہٰذا نوے دن کی یہ حد اس مشکل کام کو ہاتھ نہ ڈالنے کا محرک بن سکتی ہے[136]۔ ای سی پی نے ای یو ای او ایم کے سامنے اعتراف کیا کہ ان کی سیاسی ذمہ داریوں میں یہ سب سے پریشان کُن کام ہے۔ اس

---

132 الیکشن ایکٹ، سیکشن 98(3)۔ واپس ہونے والے امیدواروں کو پولنگ کے دس دن کے اندر اکاؤنٹ فائل کرنے ہوتے ہیں۔ سیکشن 134۔ غیر واپس امیدواروں کو واپس ہونے والے امیدواروں کے اعلان کے 30 دن کے اندر گوشوارے جمع کرانے ہوتے ہیں۔

133 قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے اخراجات کی حد بالترتیب 40 لاکھ اور 20 لاکھ روپے ہے۔ ای یو کے مشاہدہ کاروں نے کراچی، حیدرآباد، سکھر اور ساہیوال میں نوٹ کیا کہ انٹرویو کیے گئے لوگ ان حدود کو بہت کم سمجھتے ہیں اور یہ خیال رکھتے ہیں کہ ایک کروڑ روپے کی حد زیادہ حقیقت پسندانہ ہے۔

134 ای یو مشاہدہ کاروں نے جن امیدواروں سے ملاقات کی ان میں سے تقریباً سب کا کہنا تھا کہ وہ اخراجات اپنی جیب سے کر رہے ہیں۔ این اے 122 سے پی ٹی آئی کے امیدوار علی سلمان کا کہنا تھا کہ ان نے اپنی جماعت کو مہم کے اخراجات کے لئے 10 لاکھ روپے ادا کیے۔

135 الیکشن ایکٹ سیکشن 137 کے تحت حاضر اسمبلی کے امیدواروں کے اثاثوں کے سالانہ گوشواروں میں رپورٹنگ کے معیار میں بہت زیادہ فرق دیکھا گیا۔ ایک بڑی مقدار میں معلومات یا تو نامکمل تھی یا پڑھی نہیں جا سکتی تھی۔ کچھ صورتوں میں اثاثوں کی قیمت بیرونی کرنسی میں ظاہر کی گئی۔

136 الیکشن ایکٹ سیکشن 136(1) کے تحت ای سی پی حصہ لینے والے ہر امیدوار کی چھان بین کرے گا جبکہ سیکشن 132(2) کے تحت ای سی پی صرف اس وقت چھان بین کرے گا جب کوئی تنازعہ ہو۔ قانون کے دیگر پہلو بھی غیر واضح ہیں۔ سیکشن 136(4) سیکشن 134 کا حوالہ جیتنے والے امیدواروں کی ذمہ داریوں کے صرف ایک حصے کا ذکر کرتا ہے۔ سیکشن 98(3) میں واپسی کے نظام الاوقات کا کوئی تذکرہ نہیں۔

کے علاوہ سیاسی جماعتوں، انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں، انتخابی ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں کے ضابطہِ اخلاق میں شامل سیاسی مہم کی رپورٹنگ کی شرائط کو نافذ نہیں کیا گیا[137]۔

مجموعی طور پر، سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کے لئے مقابلے کے یکساں مواقع یقینی نہیں۔ سیاسی مہم پر اخراجات سے مستفید ہونے والوں مثلاً میڈیا اداروں پر رپورٹنگ کی عارضی شرط لگائی گئی[138]۔ ایسا کرنا بین الاقوامی معیار کے خلاف ہے اور اس سے شفافیت میں کمی آئی[139]۔ منتخب ہونے والے امیدواروں کے لئے اخراجات کے گوشوارے جمع کرانے کی آخری تاریخ 4 اگست تھی۔ ای سی پی ان تفصیلات کو شائع کرنے کا پابند نہیں۔ حکم عدولی کی بنا پر ایک امیدوار کی جیت کا اعلان روک لیا گیا[140]۔

سیاسی مہم کے اخراجات کی مؤثر نگرانی اور مقابلے کے یکساں مواقع کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی جماعتوں کے اخراجات کی حد مقرر کی جائے اور اس کے اظہار اور رپورٹنگ کے لئے یکساں معیار ترتیب دیا جائے جس میں حکم عدولی کی صورت میں اخراجات کے تناسب سے جرمانہ عائد ہو۔ ای سی پی کی چھان بین کی صلاحیت میں اضافے کے لئے میڈیا، اشاعتی اداروں اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں سے مربوط اور بروقت رپورٹ حاصل کی جائے۔

XI۔ ذرائع ابلاغ

آزادیِ اظہارِ رائے پر بے جا پابندیوں کے نتیجے میں میڈیا کے پورے منظرنامے پر خود کو سنسر کرنے کی کوشش طاری رہی اور انتخابات کی کوریج غیر جانبدارانہ صحافتی چھان بین کے بغیر ہوئی۔

ا۔ میڈیا کا ماحول

پاکستانی میڈیا پہلی نظر میں بہت متحرک نظر آتا ہے اور یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ آزادانہ اور اشتمالی طور پر تبادلہِ خیال کے لئے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ تاہم میڈیا پر نشر ہونے والے مواد کے تفصیلی تجزیے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مدیرانہ پالیسی کو یوں ترتیب دیا گیا کہ فوج، سکیورٹی اداروں اور عدلیہ سے متعلق معاملات کو دبا دیا جائے۔ خبر رسانی کے ماحول کو دبانے کی متحدہ کوششیں دیکھنے میں آئیں جس میں

---

137 ضابطہِ اخلاق کا پیرا نمبر 13 سیاسی مہم کے دوران ہر دو ہفتے کے بعد اخراجات کی تفصیلات جمع کرانے کا مطالبہ کرتا ہے

138 12 جولائی کو پیمرا نے تمام کمرشل نشریاتی اداروں سے سیاسی اشتہار بازی سے ہونے والی آمدن کی رپورٹیں جمع کرانے کی درخواست کی، اگرچہ اس ضمن میں کوئی قانون موجود نہیں۔ رپورٹیں شائع نہیں کی گئیں جس کی وجہ سے اس حکم کے مقصد اور سیاسی مہم میں شفافیت کے اضافے سے اس کے تعلق کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔

139 یو این سی اے سی کا آرٹیکل 7.3 ریاستوں پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ " قانونی اور انتظامی اقدامات کرنے پر غور کریں،[۔۔۔] عوامی عہدے پر انتخاب کے لئے امیدواروں کی فنڈنگ کی شفافیت میں اضافہ ہو، اور جہاں لاگو ہو وہاں سیاسی جماعتوں کی فنڈنگ میں بھی"۔

140 این اے 271، ای سی پی کی جانب سے حتمی نتائج کا اعلان، 8 اگست 2018۔

سینیئر مدیران کو دھمکی آمیز کالیں، اخبارات اور نشریاتی اداروں کی ترسیل کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا اور خبر نویسوں کو ڈرانا دھمکانا شامل تھا۔ ایسے ماحول میں نشرواشاعت جاری رکھنے کے لئے خود کو سختی سے سنسر کرنا ہی واحد محفوظ راستہ تھا۔

شہروں میں خبروں کا بڑا ذریعہ ٹی وی ہے جبکہ دیہی رائے دہندگان تک رسائی کے لئے ریڈیو بہت اہم ہے۔ زمینی نشریات پر ریاست کی اجارہ داری ہے لہٰذا ریاست کے زیرِ انتظام چلنے والا پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن (پی ٹی وی) ملک بھر میں نشریات کرنے والا واحد ادارہ ہے[141]۔ کمرشل نشریاتی سیکٹر بہت متنوّع ہے اور اس میں ناظرین کی تعداد اور آمدن کے لحاظ سے جیو ٹی وی سب سے آگے ہے[142]۔ 160 پرائیویٹ ریڈیو سٹیشنوں میں سے صرف چند ایک ادارے کے ملازم صحافیوں کے تیار کیے ہوئے پروگرام نشر کرتے ہیں۔ ریڈیو کے زیادہ تر نیوز بلیٹن سرکاری خبر رساں ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان (اے پی پی) کے تیار کردہ مواد کی ہی نقل کرتے ہیں جس سے انتخابات سمیت عوامی دلچسپی کے معاملات کی یکساں کوریج ہوتی ہے۔

اردو اور سندھی اخبار کافی مقبول ہیں اور ایک اندازے کے مطابق روزانہ اخبارات کی 60 لاکھ کاپیاں تقریباً 2 کروڑ بالغ قارئین کے مطالعے میں آتی ہیں۔ بڑے نشریاتی اداروں کے ملکیتی درجن بھر اخبار مالی لحاظ سے خود کفیل ہیں اور اچھی رپورٹنگ کی کاوشوں میں مصروفِ عمل ہیں۔ اس کے مقابلے میں مقامی اخبارات مالی مشکلات اور عملے کی کمی کا شکار رہتے ہیں[143]۔ ایف ایم ریڈیو سٹیشنوں کی طرح مقامی اخبارات بھی اے پی پی کی خبروں پر انحصار کرتے ہیں جس کے نتیجے میں بڑے شہروں سے باہر تکثیریت اور کم ہوتی ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری اور اس کے استعمال میں بتدریج اضافے نے آن لائن میڈیا کو ریاستی اداروں، سیاسی جماعتوں، میڈیا اور عوام کے لئے ایک اہم ذریعۂ ابلاغ کی حیثیت دے دی ہے۔ فیس بُک مقبول ترین سوشل نیٹ ورک ہے جس کے صارفین کی تعداد 3 کروڑ 30 لاکھ کے قریب ہے۔ لوگوں کو متحرک کرنے اور پراپیگنڈا کرنے کے لئے وٹس ایپ بھی استعمال کیا گیا جبکہ انگریزی اخباروں کی طرح ٹویٹر شہروں میں آباد تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے خبروں کے تبادلے کا ایک پُرکشش پلیٹ فارم ہے۔

ب۔ میڈیا کے لئے قانونی اور نگران فریم ورک

میڈیا پر لگائی جانے والی قدغنوں کا تعلق آئین کے آرٹیکل 19[144] سے ہے جو آزادیِ اظہارِ رائے کو "قانون کی طرف سے کسی بھی معقول پابندی" کے تابع کرتا ہے، جو کہ بین الاقوامی معیار کے مطابق نہیں۔ ذرائع ابلاغ سے متعلق قانونی فریم ورک سکیورٹی، مذہبی اور اخلاقی

141 پی ٹی وی کے 8 چینلوں میں سے 2 ملک میں سب سے زیادہ دیکھے جانے والے چینلوں میں شامل ہیں۔ تمام کمرشل چینلوں کی طرح پی ٹی وی کے چینل بھی کیبل اور سیٹلائٹ کے ذریعے دستیاب ہیں۔

142 کیبل اور سیٹلائٹ کے ذریعے کُل 100 کمرشل ٹی وی چینل دستیاب ہیں۔

143 ای یو مشاہدہ کاروں نے اٹک، ڈگری، میرپور خاص، ساہیوال اور سکھر کے اضلاع میں ایسے واقعات کی اطلاع دی

144 ایچ آر سی، جی سی 34 پیرا22۔ "پابندیاں لگائی جاسکتی ہیں اور [۔۔۔] ضرورت اور تناسب کی سخت پرکھ پر پوری اترنی چاہئیں۔

وجوہات کی وجہ سے نشریاتی مواد پر پابندیوں سے بھرا پڑا ہے جس کے نتیجے میں میڈیا بہت سے معاملات کے بارے میں خبر نہیں دے سکتا۔ اس میں ایسے مواد کی اشاعت بھی شامل ہے جسے عدلیہ کی حرمت، مسلح افواج، سیاسی جماعتوں اور انتخابی عمل یا نظریہ پاکستان کے خلاف سمجھا جاسکے[145]۔ پریونشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ سوشل میڈیا سمیت آن لائن مواد پر بھی پابندی لگاتا ہے۔ ہتکِ عزت ایک جرم تصور کیا جاتا ہے جو بین الاقوامی معیار کے خلاف ہے[146]۔ توہینِ مذہب کی سزا موت ہے اور آزاد خیال لوگوں کو ان کے عقائد کی وجہ سے بے خوفی سے تکلیف پہنچائی جاتی ہے[147]۔ عمومی طور پر ایسا قانونی فریم ورک آزادیِ اظہارِ رائے کے لئے سازگار نہیں[148]۔

سیاسی مہم کی کوریج کے دوران میڈیا کو عمومی قانونی فریم ورک اور ای سی پی اور میڈیا کے نگران ادارے کی طرف سے جاری کردہ ضمنی قواعد کی پابندی کرنی تھی۔ ان پابندیوں کے نفاذ کی تعریف مبہم انداز میں کی گئی جس سے اختیارات کے من مانے استعمال کی گنجائش پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ باقاعدہ یا بے قاعدہ سنسرشپ کے تدارک کے لئے کوئی انتظام نہیں تھا۔ نتیجتاً مخصوص سیاسی جماعتوں کی جامع کوریج کو روکنے کے لئے آرٹیکل 19 اور دیگر قوانین کے حوالے دیے جاتے رہے۔ قومی سطح پر تمام اہم واقعات اور سیاسی مہم پر اثر انداز ہونے عدالتی فیصلوں سے پہلے لبرل میڈیا کے سینئیر مدیروں کو ریاستی اداکاروں کی طرف سے فون کرکے ہدایات دی گئیں کہ کس معاملے کے کس پہلو پر توجہ دی جائے اور کس کو نظر انداز کیا جائے۔ مقامی سطح پر ضلعی انفارمیشن افسران اور دیگر ریاستی اداکار میڈیا کو اکثر "مشورے" دیتے رہے کہ کس سیاسی جماعت کو کس انداز میں کور کیا جائے[149]۔ بنیادی طور پر یوں پی پی پی اور پی ایم ایل۔ن کی کوریج کو کم کیا گیا، جس سے رائے دہندگان کو مکمل باخبری کے ساتھ کوئی فیصلہ کرنے میں دشواری ہوئی۔

امن وامان برقرار رکھنے کی آڑ میں آن لائن اطلاعات اور آرا کی ترسیل پر بھی پابندیاں لگائی گئیں۔ 13 جولائی کو لاہور کے بیشتر حصوں میں موبائل سروس بند کی گئی جس سے میڈیا کے لئے نواز شریف اور ان کی صاحبزادی کی پاکستان واپسی کی جامع رپورٹنگ کرنے میں مشکل

145 پیمرا شیڈول-اے ضابطۂ اخلاق برائے الیکٹرانک میڈیا 2015 میں زیادہ تر امتناعات مذکور ہیں لیکن سب نہیں۔

146 ایچ آر سی، جی سی 34 پیرا 47۔ "توہین کے قوانین کو احتیاط سے تخلیق کیا جانا چاہیئے [۔۔۔] کہ وہ باعث نہ بنیں [۔۔۔] آزادیِ اظہارِ رائے کی گھٹن کا۔ رکن ریاستوں کو توہین کے جرم ہونے کی حیثیت کے خاتمے پر غور کرنا چاہیئے۔"

147 مثال کے طور پر جب این اے 247، کراچی کے آزاد امیدوار اور ایکٹیوسٹ جبران ناصر نے احمدیوں پر "غیر مسلم" ہونے کا ٹھپہ لگانے سے انکار کیا تو اُن پر کھلے عام توہینِ مذہب اور کافر ہونے کا الزام لگایا گیا۔ الزام لگانے والوں میں ایک مذہبی شخصیت بھی شامل تھی جس نے کراچی میں 13 جولائی کو جمعے کے خطبے میں حاضرین کی ایک بڑی تعداد کی موجودگی میں یہ الزام لگایا۔ بعد میں انہیں اور ان کے کارکنان کو کئی مواقع پر زبانی اور جسمانی طور پر ہراساں کیا گیا۔ پولیس کی طرف سے اس معاملے کی کوئی تفتیش نہیں کی گئی۔

148 ایچ آر سی، جی سی 34 پیرا 13۔ "معلومات اور خیالات کے آزادانہ تبادلے کا مطلب ایک آزاد [۔۔۔] میڈیا ہے جو عوامی معاملات پر سنسرشپ یا پابندی کے بغیر بات کرسکتا ہے"۔

149 ای یو کے مشاہدہ کاروں کو ایسے واقعات کے بارے میں ایبٹ آباد، ڈگری، کراچی، لاہور، ساہیوال، سیالکوٹ اور سکھر سے اطلاعات ملیں۔

پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ20 جولائی کو بلوچستان کے تین اضلاع میں الیکشن کے بعد تک کے لئے موبائل سروس معطل کر دی گئی[150]۔ یہ فیصلے غیر شفاف انداز میں کیے گئے اور ان سے آزادیِ اظہارِ رائے اور تعلق رکھنے کے حق میں غیر ضروری طور پر کمی آئی[151]۔

میڈیا اور آن لائن مواد کے قانونی فریم ورک کا جائزہ لیا جائے تا کہ آزادیِ اظہارِ رائے کے بین الاقوامی معیار سے مطابقت پیدا کی جاسکے اور میڈیا کے کام پر لگنے والی بے جا پابندیاں ختم کی جائیں۔ توہین کو مجرمانہ کارروائی تصور نہ کرنے پر غور کیا جائے، توہینِ مذہب کی واضح تعریف کی جائے اور آن لائن مواد پر پابندی لگانے کا غیر مبہم معیار ترتیب دیا جائے۔

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کے پاس میڈیا کی نگرانی اور اسے باضابطہ بنانے کا اختیار ہے۔ اس ادارے کو حقیقی خود مختاری اور شفافیت حاصل نہیں کیونکہ اس کے ممبران کا تقرر صدرِ پاکستان کرتا ہے اور اس کا سالانہ بجٹ حکومت دیتی ہے۔ الیکشن کے معاملات سمیت شکایات کے فیصلے عوام کے سامنے نہیں لائے جاتے[152]۔ اگرچہ پیمرا کے صدر دفتر سے ملک بھر کے میڈیا کی نگرانی کی جاتی ہے، علاقائی چینلوں اور کیبل آپریٹروں کی نگرانی اس کے علاقائی دفاتر کے ذریعے ہوتی ہے[153]۔ ذیلی سطح پر عملے اور رائج طریقہِ کار سے مؤثر نگرانی نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ ذیلی دفاتر میں سے کوئی بھی نگرانی کے طریقہ کار یا اپنا ریکارڈ ظاہر کرنے پر رضامند نہیں تھا[154]۔ نگرانی کا ایسا نظام معلومات تک عوام کی رسائی کے حق کے خلاف ہے، اختیارات کے من مانے استعمال کا رجحان رکھتا ہے اور مؤثر تدارک کے حق میں کمی کا باعث ہے[155]۔

پورے نظام کو متاثر کرنے والی یہ خامیاں انتخابات سے پہلے بھی ظاہر تھیں اور بعد میں بھی۔ اول، پیمرا نے نشریاتی اداروں کو کئی ہدایات جاری کیں جس میں مبہم وضاحت والی پابندیوں کا ذکر تھا جس سے کمرشل اداروں پر ادارتی دباؤ اور خود کو سنسر کرنے کا امکان پیدا ہوا[156]۔

---

150 پاکستان ٹیلی کام اتھارٹی نے وزارتِ داخلہ کی درخواست پر 31 جولائی کو مستونگ، پشین اور قلعہ عبداللہ کے اضلاع میں موبائل سروس معطل کر دی۔ فروری 2018 میں بلوچستان کے آواران، قلات اور کیچ کے اضلاع میں انٹرنیٹ سروس بند کر دی گئی تھی۔

151 پی ٹی اے کی ویب سائٹ پر فیصلے شائع نہیں کیے گئے۔ ایچ آر سی، جی سی 34 پیرا15۔ "رکن ریاستوں کو تمام ضروری اقدامات کرنے چاہئیں [---] کہ وہاں (آن لائن میڈیا) تک انفرادی رسائی ہو"۔ انٹرنیٹ پر انسانی حقوق کی ترویج، تحفظ اور استعمال کی ایچ آر سی قرارداد20\8 (2012) تائید کرتی ہے کہ "لوگوں کے آف لائن حقوق کا آن لائن تحفظ کی بھی حفاظت کی جائے، بالخصوص آزادیِ اظہارِ رائے"۔

152 مثلاً غیر مساوی میڈیا کوریج کے بارے میں پی پی پی کی شکایت۔ فیصلہ پیمرا کی ویب سائٹ پر شائع نہیں کیا گیا۔ ای یو ای او ایم کو بتایا گیا کہ ایسی دستاویزات "خفیہ" ہوتی ہیں۔

153 ای یو مشاہدہ کاروں نے لاہور اور کراچی کے علاقائی دفاتر اور گوجرانوالہ، حیدرآباد، ملتان، راولپنڈی، سرگودھا اور سکھر کے ذیلی دفاتر کا دورہ کیا۔ اوسطاً ہر دفتر میں 30 ملازمین ہیں جو ایک درجن کے قریب لوکل میڈیا آؤٹ لیٹ اور 300 کیبل آپریٹرز کی نگرانی کرتے ہیں۔

154 صرف پیمرا کے لاہور کے علاقائی دفتر نے تنازعات کے تصفیے کے طریقہِ کار کی تفصیلات کے بارے میں بتایا اور مانیٹرنگ کی گنجائش محدود ہونے کا اعتراف کیا۔ تمام ذیلی دفاتر نے کہا کہ کسی شکایت کو مسترد کرنے کے فیصلے کا کوئی عدالتی ریویو نہیں ہوتا اور ایسی صورتوں میں کوئی دفتری ریکارڈ بھی موجود نہیں ہوتا۔

155 ایچ آر سی، جی سی 34 پیرا39 نگرانی کے ایسے فریم ورک کی شرط عائد کرتا ہے جو آزادیِ اظہارِ رائے کا احترام کرے، "ایک ضروری شرط [---] شفافیت اور جوابدہی کے لئے"۔ مزید ملاحظہ کیجیے پیرا19 "[---] رکن ریاستوں کو چاہیئے کہ عوامی دلچسپی کی سرکاری معلومات کو پوری کوشش کی ساتھ عوامی رسائی میں لائے"۔

156 12 جولائی کو پیمرا نے ایک عبوری تنبیہہ جاری کی جس میں نشریات معطل کرنے کی شرط لگائی گئی "بغیر پیشگی اطلاع یا دوبارہ شنوائی کے موقع کے "اگر کوئی ٹی وی چینل ایسا مواد نشر کرے کہ جو "عدلیہ، مسلح افواج، دیگر اداروں، افراد، سیاسی جماعتوں یا انتخابی عمل کی تقدیس میں کمی کا باعث ہو"۔

دوئم، پابندیاں لگانے کی متضاد پالیسی کے استعمال سے پیمرا نے جانبداری کا مظاہرہ کیا۔ سیاسی مہم کی خاموشی کی خلاف ورزی کرنے پر چھ ٹی وی چینلوں پر جرمانہ عائد کیا گیا جبکہ ای سی پی کی لگائی ہوئی پابندی کی واضح خلاف ورزی کر کے انتخابات کے دن دو چینلوں نے شام سات بجے سے پہلے پی ٹی آئی کی جیت کی خبر نشر کی اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی[157]۔ سوئم، جب کیبل آپریٹروں نے کینٹونمنٹ کے علاقوں میں اپنے چینلوں کی فہرست میں سے جیو نیوز کو نکال کر اور ڈان ٹی وی کو فہرست میں نیچے بھیج کر الیکشن سے فوراً پہلے ان کے ناظرین کی تعداد گھٹا دی، تو کیبل آپریٹروں کے خلاف کوئی اثباتی کارروائی نہیں کی گئی۔ لاہور اور کراچی کے رہائشی علاقوں میں بھی 3 اور 4 اگست کو کیبل نیٹ ورک جیو نیوز کی نشریات نہیں دکھا رہے تھے[158]۔ ایسے اقدامات اور بے عملی کی وجہ سے اس ادارے کے محرکات پر سوال اُٹھے۔ اس کے علاوہ پیمرا کے فیصلے ان اصولوں پر بھی پورے نہیں اترتے جو آزادیِ اظہارِ رائے کی حفاظت کے مجاز بین الاقوامی اداروں کی طرف سے میڈیا اور انتخابات کے حوالے سے مئی 2009 میں جاری کردہ ایک مشترکہ بیان میں مذکور ہیں[159]۔

ایک حقیقی طور پر خود مختار نگران ادارہ قائم کیا جائے جس کے اختیارات واضح ہوں اور وہ فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور شفافیت، جوابدہی اور کارگزاری کو یقینی بنا سکے۔

ریاستی نشریاتی ادارے کا قانونی فریم ورک ادارتی اور مالیاتی خود مختاری کے لئے ناکافی ہے۔ پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان وزارتِ اطلاعات و نشریات کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ دونوں اداروں کے چیئرمین وزارت میں اہم عہدوں پر فائز سول سرونٹ ہیں جس کی وجہ سے مفادات کے تصادم کا خدشہ ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کی مسلح افواج کے میڈیا ونگ کا ڈائریکٹر جنرل ان دونوں اداروں کے بورڈ کا ممبر ہے۔ نتیجتاً پبلک سروس میڈیا اور سرکاری اداروں کے درمیان کوئی واضح تفریق نہیں جو کہ بین الاقوامی معیار کے خلاف ہے[160]۔

پبلک سروس کے نشریاتی اداروں کی ادارتی اور مالیاتی خود مختاری کے لئے نگران اور قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔ قانون کی طرف سے سرکاری اداروں اور عوامی نشریاتی اداروں کے بیچ تفریق ہونی چاہیئے۔

---

157 سب سے زیادہ دیکھے جانے والے چینلوں میں دوسرے نمبر کے چینل اے آر وائے نیوز اور بول نیوز نے شام چھ اور ساڑھے چھ کے درمیان عبوری نتائج نشر کیے۔ چیئرمین پیمرا نے ای یو ای او ایم کو بتایا کہ ٹی وی چینلوں کو اُن کی ٹیلی فون کال کے بعد نتائج کی نشریات روک دی گئیں اور پابندی لگانا ضروری نہ رہا۔

158 جیو نیوز نے اس کو تنبیہہ تصور کیا اور کسی بھی ایسے واقعے کو، جس سے انتخابات کے سرکاری مثبت بیانیے کو چیلنج ہوتا ہو، رپورٹ نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کراچی میں ای یو کے مشاہدہ کاروں کو کلفٹن، گزری، لیاری، لیاقت آباد، سمن آباد اور ضلع غربی اور نیو کراچی کے کچھ علاقوں میں جیو کی نشریات میں رخنہ اندازی کے بارے میں بتایا گیا۔

159 یو این کے نمائندہ خصوصی برائے آزادیِ رائے و اظہار، آرگنائزیشن فار سکیورٹی اینڈ کوآپریشن اِن یورپ (او سی ایس ای) کے نمائندہ برائے میڈیا کی آزادی، آرگنائزیشن آف امیریکن سٹیٹس کے نمائندہ خصوصی برائے آزادیِ اظہارِ رائے، اور افریقن کمیشن آن ہیومن اینڈ پیپلز رائٹس (اے سی ایچ پی آر) کے نمائندہ خصوصی برائے آزادیِ اظہارِ رائے اور معلومات تک رسائی کا انتخابات اور میڈیا پر مشترکہ بیان یہ کہتا ہے کہ "میڈیا اور انتخابات سے متعلق قواعد کی نگرانی کسی خود مختار انتظامی ادارے کے پاس ہونی چاہیئے جو شکایات کا فوری ازالہ کر سکے۔ اس ادارے کے فیصلے عدالتی معائنے کے تابع ہونے چاہئیں۔"

160 ایچ آر سی، جی سی 34، پیرا 16۔ "رکن ریاستوں کو چاہیئے کہ وہ یقینی بنائیں کہ عوامی نشریاتی سروسز آزادانہ انداز میں کام کریں [---] ضمانت دی جائے [---] مدیرانہ آزادی [---] فنڈنگ اس انداز سے فراہم کی جائے کہ ان کی خود مختاری متاثر نہ ہو"۔

ج۔ ای یو ای او ایم کی طرف سے میڈیا کی جانچ پرکھ

ای یو ای او ایم[161] کے مشاہدے کے مطابق انتخابات کی میڈیا کوریج وسیع تو تھی لیکن غیر جانبدارانہ اور صحافتی جانچ پڑتال کے بغیر تھی[162]۔ الیکشن کمیشن سمیت ریاستی اداروں کے متنازعہ فیصلے جن کا انتخابات پر اثر پڑا، عوام کے سامنے زیر بحث نہیں آئے۔ قیمتاً حاصل کیا گیا مواد اور جانبدارانہ مباحثے چھائے رہے اور خبروں کا ایک بڑا حصہ غیر مطمئن رائے دہندگان اور پارٹی رہنماؤں کی ایک دوسرے پر تنقیدی بیانات پر مشتمل تھا جس کی وجہ سے انتخابات کی غیر جانبدارانہ کوریج کے لئے بہت کم گنجائش باقی رہی[163]۔

انتخابات میں حصہ لینے والوں کو مقابلے کے یکساں مواقع میسر نہیں تھے اور ریاستی ٹی وی چینل پر بھی یہی صورتحال تھی[164]۔ میڈیا کی توجہ پی ٹی آئی، پی پی پی اور پی ایم ایل۔ن کے بیچ ہونے والی تین گھوڑوں کی دوڑ پر مرکوز رہی، جس کی کوریج کو عدالتی فیصلوں سے مہمیز ملی اور مالی بدعنوانی کے سکینڈل اسے داغدار کرتے رہے۔ ان تینوں جماعتوں کو مشترکہ طور پر کُل میڈیا کوریج کا 81 فیصد حصہ ملا، اور اس میں انتخابی معاملات پر خبریں بھی شامل تھیں[165]۔

مجموعی طور پر پی ایم ایل۔ن کو سب سے زیادہ توجہ دی گئی[166]۔ تاہم اسے ملنے والی کوریج دو تہائی حد تک منفی نوعیت کی تھی اور اس میں جماعت کے قائدین کے خلاف عدالتی مقدمات اور جماعت کو چھوڑ جانے والے نمایاں لوگ شامل تھے۔ اس کے علاوہ ان کے لئے عوام کی حمایت کا اندازہ لگانے کے لئے ان کے بڑے جلسوں سے خبروں کی ترسیل کی بجائے ان کے بارے میں جانبدارانہ مباحثے دکھائے جاتے رہے[167]۔ پی پی پی کی زیادہ تر کوریج غیر جانبدارانہ یا مثبت رہی اور اس کا موضوع زیادہ تر اس کی سیاسی مہم کی سرگرمیاں تھیں۔ پی ٹی آئی کو بھی غیر جانبدارانہ یا مثبت انداز میں توجہ دی گئی۔ تاہم ان کے بڑے جلسوں کے علاوہ ان کے قائد کی طرف سے پی ایم ایل۔ن کے بارے میں سخت منفی بیانات جن کی زد میں کسی حد تک پی پی پی بھی آتی رہی، خبروں کے قابل سمجھے گئے۔ میڈیا کے پورے منظرنامے میں

---

161 ای یو ای او ایم نے 27 جون سے 23 جولائی 2018 تک نے ریاست کی ملکیت پی ٹی وی سمیت سات چینلوں اور تقریباً ملک گیر اشاعت کے حامل چار اخباروں کی کیفیتی اور مقداری میڈیا مانیٹرنگ کی۔ نشریاتی میڈیا کی مانیٹرنگ روزانہ پرائم ٹائم (شام 6 بجے سے رات 12 بجے تک) کے دوران کی گئی۔ اخبارات کی مانیٹرنگ بھی روزانہ کی بنیاد پر کی گئی۔ میڈیا مانیٹرنگ کی تفصیلات کے لئے انیکس III ملاحظہ کیجیے۔

162 ٹی وی چینلوں کے پرائم ٹائم کے پروگراموں کا 56 فیصد تک انتخابات کے لئے وقف تھا۔ پروگراموں کا 20 فیصد تک خبروں پر مبنی تھا جبکہ قیمتاً گیا پرائم ٹائم 37 فیصد کے قریب تھا۔

163 انتخابات کے متعلق اخباری پروگراموں کا 33 فیصد تک براہِ راست خطاب پر مبنی تھا۔ پی ٹی وی پر سیاسی اداکاروں کے براہِ راست بیانات 41 فیصد کے قریب تھے۔

164 انتخابات میں حصہ لینے والی 95 سیاسی جماعتوں میں سے صرف 12 کو پی ٹی وی پر نمایاں تشہیر ملی جبکہ کمرشل چینلوں پر تشہیر پانے والی جماعتوں کی تعداد 9 تھی۔

165 انفرادی چینلوں اور اخبارات کی مانیٹرنگ کے غیر اجتماعی نتائج کے لئے انیکس III ملاحظہ کیجئے۔

166 انتخابی معاملات کی خبروں کا 29 سے 50 فیصد پی ایم ایل۔این پر مرکوز تھا۔

167 مثال کے طور پر نواز شریف اور ان کی صاحبزادی کی واپسی۔ اگرچہ سوشل میڈیا پر ہزاروں حمایتی نظر آ رہے تھے، ٹی وی چینلوں نے براہِ راست مناظر دکھائے بغیر اس موضوع پر گفتگو کی۔ اسلام آباد، کراچی اور لاہور میں میڈیا کے کئی اداروں نے ای یو ای او ایم کو بتایا کہ انہیں ریاستی اداروں نے اس واقعے کی کوریج کیسے کرنے کے بارے میں "مشورے" دیے۔

پی ٹی آئی کے قائد کے بیانات سب سے زیادہ چلائے گئے جو کہ اس حد تک تقسیم شدہ سیاسی ماحول میں ان کے لئے بہت فائدہ مند رہا[168]۔ سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے مابین کوئی مباحثہ نہیں ہوا جس کی وجہ سے رائے دہندگان ان کے براہ راست تقابل سے محروم رہے۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتوں کے منشور کے تجزیے کا کوئی پروگرام نہیں ہوا جس میں ان کے قابلِ عمل ہونے کا جائزہ لیا جاتا۔

دیگر جماعتیں صرف چند ایک معاملات میں شہ سُرخیوں میں آسکیں[169] یا انہیں توجہ تب ملی جب ان نے پی پی پی، پی ایم ایل۔ن یا پی ٹی آئی کے رہنماؤں کو چیلنج کیا۔ آزاد امیدواروں میں صرف پی ایم ایل۔ن کو چھوڑ جانے والے چند نمایاں لوگ جن نے جیپ کے انتخابی نشان کے ساتھ انتخابات میں حصہ لیا، کچھ توجہ حاصل کر سکے[170]۔ اس کے علاوہ کراچی سے تعلق رکھنے والے انسانی حقوق کے ایکٹیوسٹ اور آزاد امیدوار جبران ناصر لبرل رجحان رکھنے والے تین چینلوں پر پرائم ٹائم کے دوران عوام سے براہِ راست مخاطب ہو پائے۔ پشتون تحفظ موومنٹ سے تعلق رکھنے والے دو امیدواروں کو، جو وزیرستان سے منتخب ہوئے، عملی طور پر میڈیا بلیک آؤٹ کا سامنا کرنا پڑا[171]۔ نیتجتاً رائے دہندگان کو تمام سیاسی متبادل پیش ہی نہیں ہوئے[172]۔

اخبارات کی مدیرانہ پالیسی ٹی وی ہی کا عکس تھی۔ کُل 77 جماعتوں کا تذکرہ ہوا لیکن صرف 10 کو قابلِ ذکر توجہ دی گئی۔ پی ایم ایل۔ن، پی پی پی اور پی ٹی آئی کا مشترکہ حصہ اوسطاً 76 فیصد رہا۔ ٹی وی چینلوں کے مقابلے میں پی ایم ایل۔ن کے لئے اخبارات کا رویہّ کم منفی تھا۔ مجموعی طور اس کوریج سے بڑے سیاستدان ہی مستفید ہوئے۔ انتخابی خبروں میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی تصویر عمران خان کی تھی۔

د۔ سوشل میڈیا

سوشل میڈیا سیاسی جماعتوں کے پراپیگنڈا کی ترویج کے کام بھی آیا اور سرکاری بیانیے کے برعکس خبروں اور تجزیوں کے پلیٹ فارم کے طور پر بھی استعمال ہوا۔ صحافیوں اور حقوق کے ایکٹیوسٹ لوگوں نے سوشل میڈیا کو مختلف امیدواروں، جماعتوں کے منشور اور ریاستی

---

168 مانیٹرنگ کے دورانیے میں پرائم ٹائم خبروں میں عمران خان کو براہِ راست خطاب کے لئے سات گھنٹے ملے۔ شہباز شریف اور بلاول بھٹو زرداری کو بالترتیب چار اور تین گھنٹے ملے۔

169 مثال کے طور پر اے این پی زیادہ نظر آنے والی جماعتوں میں چوتھے نمبر پر تھی۔ ان کی پہلے سے ہی قلیل کوریج میں سے 85 فیصد پشاور میں 10 جولائی کو اے این پی کی ریلی پر ہونے والے خود کش حملے کے بارے میں تھا۔

170 قومی اسمبلی کے انتخابات میں بطور آزاد امیدوار حصہ لینے والے 100 سے زائد امیدواروں کو جیپ کا انتخابی نشان دیا گیا جس سے یہ تاثر لیا گیا کہ ان امیدواروں کو اسٹیبلشمنٹ کی حمایت حاصل ہے۔ ان میں سے زیادہ تر پی ایم ایل۔ن کو، اور کچھ پی پی پی کو امیدواروں کی نامزدگی سے ذرا پہلے چھوڑ آئے تھے۔ پی ایم ایل۔ن چھوڑنے اور جیپ کا انتخابی نشان پانے والے نمایاں لوگوں میں سابق وزیرِ داخلہ چوہدری نثار علی خان اور پنجاب کے سابق صوبائی وزیر برائے مذہبی امور زعیم قادری شامل تھے۔

171 جون کے مہینے میں اور 2018 کے دوران اس سے پہلے بھی میڈیا کے بڑے اداروں نے پی ٹی ایم کے بڑے مظاہروں کو رپورٹ نہیں کیا، اگر وہ وہاں موجود تھے تب بھی۔

172 یو این، او ایس سی ای، او اے ایس اور اے سی ایچ پی آر کا میڈیا اور انتخابات پر مشترکہ بیان: "ریاستوں کو اقدامات کا ایک تسلسل عمل میں لانا چاہیئے [۔۔۔] کہ ایسا ماحول تخلیق کریں جس میں ایک مشمولی میڈیا کا شعبہ پنپ سکے۔"

اداروں کے کردار پر بحث کے لئے استعمال کیا۔ وہ مضامین، تبصرے اور ویڈیوز جو میڈیا نے مسترد کر دیے، صحافیوں کے ذاتی آن لائن اکاؤنٹس پر شائع ہوئے[173]۔ مجموعی طور پر اس سے تکثیریت کو فروغ ملا لیکن انٹرنیٹ تک محدود رسائی اور آن لائن مواد کو بلاک کیے جانے سے اس کا مثبت اثر کم ہو گیا[174]۔

اس کے ساتھ ساتھ جانبدار سوشل میڈیا سائٹس نے پورے ملک سے غیر مطمئن رائے دہندگان کی ویڈیوز کو نشر کر کے عوام کی بیزاری کو مزید ہوا دی۔ یہ ویڈیوز زیادہ تر پی پی اور پی ایم ایل۔ ن کے عہدیداروں کو نشانہ بناتی رہیں۔ لبرل صحافیوں، حقوق کے ایکٹیوسٹ اور "نیٹیزن" خواتین کو آن لائن ہراساں کرنے کا عمل بھی دیکھا گیا[175]۔

XII-خواتین کی شمولیت

خواتین امیدواروں کی تعداد میں کچھ اضافے کے باوجود بطور رائے دہندگان اور ارکانِ اسمبلی خواتین کی نمائندگی ضرورت سے کم رہی۔

آئین تمام شہریوں کی برابری کی ضمانت دیتا ہے، جنسی امتیاز کو ممنوع قرار دیتا ہے اور قومی دھارے میں خواتین کی بھرپور شمولیت کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ پاکستان سی ای ڈی اے ڈبلیو اور سی پی آر ڈبلیو کو تسلیم کر چکا ہے۔ تاہم ابھی تک پاکستان فیصلہ ساز عہدوں پر 30 فیصد خواتین کی تعیناتی کے کم از کم معیار کو پورا نہیں کر سکا۔ یہ معیار 1995 میں بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن میں طے کیا گیا تھا۔ خواتین کو سیاسی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ضرورت سے کم نمائندگی حاصل ہے۔

ای سی پی کی طرف سے خواتین رائے دہندگان کے اندراج میں اضافے کی متحدہ کوششوں کے باوجود مرد اور خواتین رائے دہندگان کی تعداد میں فرق تقریباً ویسا ہی رہا، سوائے فاٹا کے جہاں خواتین رائے دہندگان کے اندراج میں 66 فیصد اضافہ ہوا[176]۔ اس فرق کی کئی وجوہات ہیں: سماجی اور ثقافتی رکاوٹیں، سیاسی حقوق کے متعلق لاعلمی، اور اس کے علاوہ سی این آئی سی کے حصول کے طریقۂ کار سے لاعلمی ،جو رائے دہندگان کے اندراج کی شرط ہے۔

---

173 ای یو کے مشاہدہ کاروں نے ایبٹ آباد، اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ملتان میں ایسے واقعات ملاحظہ کیے۔ اپریل میں 50 نامور صحافیوں نے اخباری سنسر شپ اور اس کے بعد متنازعہ مضامین اور اداریوں کو ہٹانے کے خلاف ایک کھُلی درخواست پر دستخط کیے۔

174 مثال کے طور پر، 7 اگست کو ریڈیو مشعل (ریڈیو فری یورپ کی پشتو شاخ) کا نتائج کے خلاف احتجاج پر ایک مضمون پاکستان میں بلاک کر دیا گیا۔ یہ مضمون ای سی پی اور فوج کے خلاف اے این پی، جے یو آئی، پی کے ایم اے پی اور پی ایم ایل۔ این کے رہنماؤں کے دھاندلی کے الزامات کا حوالہ دے رہا تھا۔

175 لفظ "نیٹیزن" سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحافی نہیں لیکن سوشل میڈیا پر سرگرم ہوتے ہیں اور سماجی اور سیاسی واقعات پر باقاعدگی سے پوسٹس کرتے ہیں۔

176 ای سی پی نے ایسے مخصوص پروگرام چلائے کہ جن کے ذریعے خواتین رائے دہندگان کی شہری اور سیاسی آگاہی میں اضافہ کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ سماجی تنظیموں کے تعاون سے موبائل رجسٹریشن ٹیمز کے ذریعے خواتین رائے دہندگان کے اندراج میں اضافے کی سرگرمیاں عمل میں لائی گئیں۔ ای سی پی نے نومبر 2017 سے 79 اضلاع میں "خواتین کے قومی شناختی کارڈ اور اندراج" کی مہم چلائی جس کا مقصد 000,880 خواتین کا اندراج تھا۔

الیکشن ایکٹ کے مطابق ان حلقوں کے انتخابی نتائج، جہاں خواتین رائے دہندگان کی شرکت 10 فیصد سے کم رہی ہو، منسوخ کر دیے جانے چاہئیں[177]۔ تاہم ای سی پی نے صرف صوبائی اسمبلی کے ایک حلقے (پی کے-23، شانگلہ I) کے نتائج منسوخ کیے اور دیگر حلقوں میں جہاں خواتین کی شرکت 10 فیصد سے ذرا کم رہی، ایسا نہیں کیا گیا۔ پنجاب اور خیبر پختونخواہ کے کم از کم 8 حلقوں میں امیدواروں اور مقامی عمائدین کی رضامندی سے خواتین کو رائے دہی سے روک دیا گیا[178]۔ ای سی پی نے ریٹرننگ افسران کو ہدایات جاری کیں کہ وہ یقینی بنائیں کہ خیبر پختونخواہ کے چھ اضلاع (بٹہ گرام، دِیر زیریں، دِیر بالا، شانگلہ، صوابی اور سوات) کی خواتین رائے دہی میں حصہ لیں۔

قومی اسمبلی کے لئے 172 میں سے صرف 8 خواتین جنرل نشستوں پر منتخب ہوئیں۔ 2013 میں یہ تعداد 9 اور 2008 میں 16 تھی۔ منتخب ہونے والی خواتین میں سے تین کا تعلق پی پی پی سے، دو کا تعلق پی ٹی آئی سے، ایک پی ایم ایل۔ن سے، ایک گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس (جی ڈی اے) سے اور ایک بی اے پی سے ہے۔ انتخابات میں دلچسپی رکھنے والی کئی خواتین کو اپنی نامزدگی کے لئے زرِ ضمانت کا انتظام کرنے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔

ای سی پی اس بات کو یقینی بنانے کا ذمہ دار تھا کہ ہر سیاسی جماعت جنرل نشستوں کے لئے کم از کم 5 فیصد خواتین کو نامزد کرتی۔ تاہم واضح قانون کی عدم موجودگی اور ای سی پی کی طرف سے اس کی محدود تشریح کی وجہ سے سیاسی جماعتوں کو ایسا نہ کرنے پر کسی پابندی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ انتخابات میں حصہ لینے والی 95 میں سے 7 جماعتیں اس شرط کو پورا کرنے میں ناکام رہیں[179]۔ سیاسی جماعتوں نے خواتین امیدواروں کو ان حلقوں میں نامزد کیا جہاں انہیں جیتنے کی زیادہ امید نہیں تھی۔ 80 خواتین امیدواروں پر مبنی ای یو ای او ایم کے ایک سروے سے یہ پتہ چلا کہ صرف 25 فیصد خواتین امیدواروں کو ان حلقوں سے نامزد کیا گیا جہاں ان کی جماعت پچھلے انتخابات میں جیتی تھی۔

ای سی پی نے ایک جینڈر افیئرز ونگ قائم کیا اور سیاسی جماعتوں، انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں، انتخابی ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق ترتیب دیا۔ یہ ضابطۂ اخلاق سیاسی جماعتوں سے یہ درخواست کرتا تھا کہ انتخابی عمل میں خواتین اور مردوں کو یکساں مواقع فراہم کریں اور ایسے معاہدوں کی ممانعت کرتا تھا جو خواتین کے انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی لگائیں۔ ای سی پی کے 2,280 اہلکاروں میں صرف 42 خواتین شامل تھیں۔ پہلی دفعہ ایک کمشنر بھی خاتون تھیں۔

177 مئی 2015 کے انتخابات کے دوران ای سی پی نے پی کے 95 (دِیر زیریں) کے انتخابات کو منسوخ کر کے دوبارہ انتخابات کرانے کا حکم دیا کیونکہ اندراج شدہ 53,000 خواتین میں سے کوئی بھی ووٹ ڈالنے نہیں نکلی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ ای سی پی نے ایسا کوئی اقدام کیا۔

178 رپورٹ ہونے والے علاقوں میں خیبر پختونخواہ میں دِیر بالا، دِیر زیریں، باجوڑ، مالاکنڈ اور لکی مروت کے اضلاع اور پنجاب میں چکوال، منڈی بہاؤالدین اور سرگودھا شامل تھے۔

179 اے اے ٹی، جے یو پی، پاکستان جسٹس اینڈ ڈیموکریٹک پارٹی (پی جے ڈی پی)، پی ایم اے، پی آر ایچ پی، کیو ڈبلیو پی اور ٹی ایل پی۔

مخصوص نشستوں پر خواتین بالواسطہ طریقے سے ہر جماعت کی جیتی ہوئی جنرل نشستوں کے تناسب سے منتخب ہوتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں خواتین ارکانِ اسمبلی کسی حلقے سے تعلق رکھنے کی بجائے کسی سیاسی جماعت پر انحصار کر رہی ہوتی ہیں۔ خواتین امیدواروں کا تعلق زیادہ تر مضبوط برادری کے سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے خاندانوں سے ہوتا ہے[180]۔ خواتین امیدوار بڑی حد تک میڈیا پر نظر نہیں آئیں اور خبروں میں شاذ و نادر ان کا کوئی بیان چلا۔ نشریاتی میڈیا نے خواتین کو اوسطاً کُل وقت کا 13 فیصد دیا[181]۔ نہ تو سیاسی جماعتوں اور نہ ہی میڈیا نے انتخابات میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کی۔

جنرل نشستوں کے لئے مقابلہ کرنے والی خواتین کی نمائندگی بڑھانے کے لئے اثباتی اقدامات کیے جائیں۔ سیاسی جماعتوں کے لئے 5 فیصد خواتین کی نامزدگی میں دگنا اضافہ کیا جائے۔ حکم عدولی کی صورت میں یکساں انداز سے پابندیاں لگائی جائیں۔ خواتین رائے دہندگان کی شمولیت کے قانونی معیار پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

XIII- معذور افراد کی شمولیت

ای سی پی اور سماجی تنظیموں کی طرف سے مثبت اقدامات کے باوجود انتخابی عمل کے دوران معذور افراد پیچھے ہی رہے۔

پاکستان نے 2011 میں سی پی آر ڈی کو تسلیم کیا[182]۔ تاہم معذور افراد کے قانونی حقوق ابھی تک قومی قانونی فریم ورک کا حصہ نہیں بن سکے جس کے لئے معذوری کے بل کا پیش ہونا ضروری ہے[183]۔

2017 کی مردم شماری کے مطابق 33 لاکھ معذور افراد[184] میں سے صرف 165,927 کا بطور رائے دہندگان اندراج ہوا۔ انہیں سی این آئی سی کے حصول کے لئے کئی انتظامی اور دفتری رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ان میں سے کوئی اگر بذریعہ ڈاک رائے دہی میں حصہ لینا چاہے تو اسے ضلعی ہسپتال سے معذوری کا سرٹیفیکیٹ حاصل کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ مخصوص لوگو والا سی این آئی سی حاصل کر سکے

---

180 80 خواتین امیدواروں کے سیمپل پر مبنی ای یو ای او ایم کے ایک سروے کے مطابق سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے خاندانوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کی جیت کا امکان پانچ گُنا زیادہ ہے (4.3 فیصد کے مقابلے میں کامیابی کی 20.7 فیصد شرح)۔

181 مثال کے طور پر عمران خان کے براہِ راست خطاب کا کُل دورانیہ سات گھنٹے تھا۔ جبکہ سب سے زیادہ مذکور خاتون امیدوار یاسمین راشد (پی ٹی آئی) کے لئے یہ دورانیہ ایک گھنٹہ تھا۔ خواتین امیدواروں کے مقابلے میں میڈیا پر مرد امیدواروں کے بیانات دس گُنا زیادہ تھے۔

182 سی آر پی ڈی، آرٹیکل 29، رکن ریاستوں سے تقاضا کرتا ہے کہ "یقینی بنائیں کہ معذور افراد باقی لوگوں کے برابر سطح پر بھرپور اور مؤثر طریقے سے سیاسی اور عوامی زندگی میں شامل ہو سکیں [---] بشمول معذور افراد کے لئے رائے دہی اور منتخب ہونے کے حق اور مواقع کے"۔ سی آر پی ڈی متعلقہ ای یو ترجیحات کی عمومی سکیم میں شامل نہیں، جن کی پابندی پاکستان پر لازم ہے۔

183 معذوری کے بل کے مسوّدے کا آرٹیکل 23 کہتا ہے کہ حکومت "یقینی بنائے گی کہ معذور افراد کو پاکستان کی سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خصوصی کوٹہ فراہم کیا جائے"۔ آرٹیکل 37-اے (1) پاکستان نیشنل کونسل فار پرسنز وِدھ ڈس ایبیلیٹیز کے قیام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

184 معذور افراد کی اصل تعداد اڑھائی سے تین کروڑ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے گلوبل ہیلتھ سروے 2002-2004 کی بنیاد پر، جس میں حصہ لینے والے ممالک میں پاکستان بھی شامل ہے، پاکستان میں معذور افراد کی تعداد تین کروڑ دس لاکھ کے قریب ہونی چاہیئے۔

جس کے ذریعے رائے دہی بذریعہ ڈاک کی جاسکتی ہے۔ مجموعی طور پر رائے دہی بذریعہ ڈاک کا طریقہِ کار غیر واضح اور بے ڈھنگا تھا اور بر وقت شائع نہیں کیا گیا۔ قومی اسمبلی کے کئی حلقوں میں معذور افراد کی طرف سے کوئی پوسٹل بیلٹ وصول نہیں ہوا[185]۔ انتخابات میں صرف تین معذور امیدواروں نے حصہ لیا اور ان میں کس کوئی بھی منتخب نہیں ہو سکا۔

ای سی پی نے پائلٹ منصوبے کے طور پر محدود مقدار میں نابینا افراد کے لئے معلوماتی مواد بریل میں تیار کیا۔ یہ معلوماتی مواد 300 پولنگ سٹیشنوں پر دستیاب تھا۔ مجموعی طور پر میڈیا پر معذور افراد کے لئے معلوماتی مہم تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ میڈیا کے لئے ای سی پی کے جاری کردہ ضابطہِ اخلاق میں معذور افراد کی انتخابی عمل میں شرکت کو فروغ دینے کے لئے پروگرام تیار کرنے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ ریاستی نشریاتی ادارے نے اپنی خبروں کہ شہ سُرخیاں اشاروں کی زبان میں بھی پیش کیں لیکن تفصیلی خبروں کے ساتھ ایسا نہیں کیا گیا اور نہ ہی رائے دہندگان کی تعلیم یا آگاہی کے لئے کوئی اشتہار بنایا[186]۔ پرائم ٹائم میں ہونے والے مباحث میں معذور افراد کے انتخابی حقوق پر کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔

انتخابات کے دن معذور رائے دہندگان کو پولنگ سٹیشنوں تک رسائی میں دقّت کا سامنا کرنا پڑا باوجودیکہ ای سی پی نے پولنگ سٹیشن نچلی منزل پر قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ ای یو مشاہدہ کاروں نے دیکھا کہ مشاہدہ کیے گئے پولنگ سٹیشنوں میں سے دو تہائی میں رسائی آسان تھی لیکن صرف 12 فیصد میں ریمپ یا دیگر اضافی انتظامات کے ساتھ آزادانہ رسائی فراہم کی گئی[187]۔

پاکستان ڈِس ایبلٹی بل پیش ہو اور عملی طور پر نافذ کیا جائے تاکہ معذور افراد کے سیاسی حقوق کو یقینی بنایا جاسکے اور ان کے لئے مخصوص رائے دہندگان کی تعلیم کو یقینی بنایا جائے۔

XIV- مذہبی اور لسانی اقلیتوں اور کم نمائندگی رکھنے والے دیگر طبقات کی شمولیت

پاکستان نے ابھی تک تمام اقلیتی شہریوں کے انتخابی حقوق کی برابری کے لئے اپنی بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری نہیں کیں۔

185 قومی اسمبلی کے حلقہ 72 تا 76، 88 تا 91، اور 101 تا 110 میں ریٹرننگ افسران نے ای یو مشاہدہ کاروں کو بتایا کہ انہیں رجسٹرڈ رائے دہندہ معذور افراد کی طرف سے کوئی پوسٹل بیلٹ وصول نہیں ہوا۔

186 ریاسی ادارے پی ٹی وی کی صبح اور شام 8 بجے کی تین منٹ کی سرخیاں اشاروں کی زبان میں بھی ترجمہ کی جاتی ہیں۔

187 یہ تخمینہ ای یو مشاہدہ کاروں کے الیکشن کے دن دورہ کیے گئے 497 پولنگ سٹیشنوں کی بنیاد پر ہے۔

پاکستان کی تصویر میں متعدد مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے رنگ بھی شامل ہیں ہیں۔ پاکستان کی 96.3 فیصد آبادی مسلمان ہے جن میں سے 75 فیصد سُنّی اور 25 فیصد شیعہ ہیں۔ 33 لاکھ 30 ہزار ہندو کُل آبادی کا 1.6 فیصد ہیں۔ یہاں 32 لاکھ 90 ہزار عیسائیوں کے علاوہ بہائی، بُدھ، جَین، پارسی اور سکھ مذاہب کے ماننے والے بھی رہتے ہیں[188]۔ پاکستان کے بین الاقوامی معاہدوں اور آئین میں فراہم کیے گئے تحفظ کے باوجود کچھ اقلیتوں مثلاً احمدیوں، ہندووں، عیسائیوں، ہزارہ اور شیعہ[189] برادری کو اکثر تعصب اور مسلکی و مذہبی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے[190]۔

اگرچہ غیر مسلم رائے دہندگان کی تعداد 2013 کے انتخابات میں 20 لاکھ 70 ہزار کے مقابلے میں 30 فیصد اضافے کے ساتھ 36 لاکھ 30 ہزار تک پہنچ گئی، قومی اسمبلی میں غیر مسلموں کے لئے مخصوص 10 نشستوں کے لئے صرف 44 امیدواروں نے مقابلہ کیا[191]، جو کہ 2013 کے مقابلے میں 38 فیصد کم ہے۔ اس کی وجہ آزادیِ اظہارِ رائے اور عقائد کی آزادی میں ہونے والی کمی ہے۔ 2002 کے بعد پہلی دفعہ قومی اسمبلی کی ایک جنرل نشست پر ایک ہندو امیدوار منتخب ہوا (این اے 222، پی پی پی)۔ مخصوص نشستوں کی تقسیم کا نظام غیر مسلموں کی مؤثر نمائندگی کے لئے موزوں نہیں کیونکہ ان پر منتخب نمائندوں کا تعلق کسی حلقے سے نہیں ہوتا۔ نئی قومی اسمبلی میں چھ ہندو اور چار عیسائی ارکان غیر مسلموں کی نمائندگی کر رہے ہیں[192]۔ چترال میں پہلی دفعہ کیلاش کمیونٹی کا ایک فرد مخصوص نشست کے لئے منتخب ہو کر صوبائی اسمبلی میں پہنچا[193]۔ ابھی تک مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے لئے مساوی حقِ انتخاب کو یقینی نہیں بنایا گیا۔

احمدیوں کو سیاسی زندگی سے بے دخل کیا جا چکا ہے۔ قانون انہیں مسلمان تصور نہیں کرتا اور 1985 سے ان کے لئے الگ انتخابی فہرست تیار کی جاتی ہے۔ چونکہ وہ خود کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے لہٰذا وہ انتخابات میں شامل نہیں ہوئے[194]۔

---

188 بہائی، بدھ، جین، پارسی اور سکھ 2017 کی مردم شماری میں شامل نہیں تھے۔ زیادہ تر خیبر پختونخواہ اور پنجاب میں آباد سکھ اور بہائی آبادی کی تعداد تیس تیس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ زیادہ تر کراچی میں آباد پارسی اور پنجاب اور سندھ میں آباد بدھ چند ہزار پر مشتمل چھوٹے گروہ ہیں۔ پاکستان میں آباد جین (ہندو) مذہب کے پیروکاروں کی تعداد نامعلوم ہے۔

189 ہزارہ (زیادہ تر شیعہ) ایک لسانی اکائی ہیں جو زیادہ تر بلوچستان میں آباد ہیں اور ان کی تعداد 650,000 اور 900,000 کے درمیان ہے۔ پاکستان بیورو آف سٹیٹسٹکس کے مطابق احمدی پاکستان کی آبادی کا 0.22 فیصد ہیں۔

190 آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2 تمام شہریوں کے حقوق کی برابری یقینی بناتا ہے "بغیر کسی امتیاز کے، مثلاً نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر آرا، قومی یا سماجی نقطۂ آغاز"۔ آرٹیکل 18 سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی کو یقینی بناتا ہے اور مذہبی جبر کو ممنوع بناتا ہے۔ آئین مذہبی آزادی کو یقینی بناتا ہے اور ریاست کو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری دیتا ہے (آرٹیکل 20 اور 36)۔ آزادیِ گفتار "اسلام کی شان" کے تابع ہے (آرٹیکل 2، 19 اور 41) اور توہینِ مذہب کے قوانین سے گھٹائی جا سکتی ہے۔

191 مخصوص نشستوں کے 44 امیدواروں میں سے 27 عیسائی، 16 ہندو اور ایک پارسی تھے۔ خواتین کی تعداد 7 تھی۔

192 5 مخصوص نشستیں پی ٹی آئی کو، 2 پی پی پی کو، 2 پی ایم ایل۔ این کو اور 1 ایم ایم اے کو تفویض ہوئی۔

193 کیلاش چترال، خیبر پختونخواہ میں آباد ایک مقامی غیر مسلم آبادی ہیں جن کی تعداد 4,000 ہے

194 آئین کا آرٹیکل 260 (3) احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے۔ انتخابی فہرست میں اندراج کے لئے حضرت محمد کے آخری نبی ہونے کا حلف نامہ ضروری ہے (الیکشن ایکٹ 2017، آرٹیکل A48)۔ یہ ایک امتیازی طریقۂ کار ہے کیونکہ احمدیوں کو ایک خصوصی فہرست کی بجائے عام فہرست میں اپنے اندراج کے لئے اپنے ایمان سے پھرنا پڑے گا۔ یہ آئی سی سی پی آر کے آرٹیکل 2 کی واضح خلاف ورزی ہے جو یہ کہتا ہے کہ "موجودہ معاہدے کی رکن ہر ریاست ذمہ داری لیتی ہے کہ وہ اپنی سرحدوں کے اندر آباد اور اس کے دائرہ کار میں شامل تمام افراد کے لئے موجودہ معاہدے میں مذکور تمام حقوق کا احترام کرے گی اور ان کو یقینی بنائے گی بغیر کسی طرح کے امتیاز کے، مثلاً نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب یا دیگر آرا، قومی یا سماجی نقطۂ آغاز، جائیداد، پیدائش یا دیگر حیثیت"۔ احمدیوں نے 17 جولائی کو بذریعہ ٹویٹر انتخابات میں شامل نہ ہونے کا اعلان کیا۔

167,500 احمدیوں کی حق تلفی کے بارے میں نہ تو ریاستی میڈیا پر کوئی بات ہوئی اور نہ ہی سیاسی جماعتوں کے منشور میں اس کا ذکر ہوا۔ مسلکی تشدد سے داغدار اس ماحول میں احمدیوں کو اپنے عقائد کی آزادی اور بطور شہری اپنے سیاسی حقوق میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑتا ہے[195]۔

پاکستان نے ٹرانس جینڈر طبقے کو 2009 میں بطور تیسری جنس کے تسلیم کیا اور 2013 میں انہیں انتخابات میں حصہ لینے اور رائے دہی کا حق ملا۔ مئی 2018 میں ٹرانس جینڈر پرسن ایکٹ (تحفظِ حقوق) نافذ کیا گیا[196]۔ ان قانونی کامیابیوں اور ای سی پی کے مثبت اقدامات[197] کے باوجود ٹرانس جینڈر امیدواروں کو پورے انتخابی عمل کے دوران کئی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا[198]۔ پانچ ٹرانس جینڈر امیدواروں نے انتخابات میں حصہ لیا اور انہیں سوشل میڈیا پر توہین اور شدید خوف وہراس سے گزرنا پڑا[199]۔ ان میں سے کوئی بھی انتخابات میں کامیاب نہیں ہوا۔

جبری مشقت اور اندرونِ ملک وطن بدری جیسی کمزوریوں کا مجموعہ مزید حق تلفیوں کا باعث بنتا ہے۔ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے مطابق پاکستان میں جبری مشقت پر مجبور لوگوں کی تعداد بیس سے اسی لاکھ کے درمیان ہے۔ ان میں زیادہ تر سندھ اور جنوبی پنجاب میں آباد ہندو اور عیسائی ہیں۔ انہیں سی این آئی سی کے حصول کے لئے بہت مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے، ان کی آمدورفت پر پابندیاں ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ سرپرستی کے نظام کی وجہ سے ان کی انتخابی پسند متاثر ہوتی ہے۔

XV- شہری مشاہدہ کار اور بین الاقوامی مشاہدہ کاری

الیکشن کے دن شہری مشاہدہ کار زیادہ متنوّع اور سرگرم لیکن کم تعداد میں نظر آئے۔

ا۔ شہری اور بین الاقوامی مشاہدہ کاری کا قانونی فریم ورک

الیکشن ایکٹ 2017 ای سی پی کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی شہری مشاہدہ کار گروپ یا بین الاقوامی مشاہداتی ادارے کی انتخابی عمل کے مشاہدے کی اجازت دے اور انہیں پولنگ سٹیشنوں، ووٹوں کی گنتی اور نتائج کے مرتب ہونے کے مرحلے تک رسائی فراہم کرے۔ یہ

195 مارچ 2018 سے اب تک پنجاب میں احمدیوں کے خلاف تشدد یا ہراساں کرنے کے چھ واقعات کی رپورٹ ہوئی جن میں سے آخری 25 اگست کو فیصل آباد میں پیش آیا۔

196 ٹرانس جینڈر پرسنز (تحفظِ حقوق) ایکٹ 2018 ٹرانس جینڈر افراد کو رائے دہی کا حق بھی دیتا ہے (آرٹیکل 10) اور عوامی عہدہ حاصل کرنے کا حق بھی دیتا ہے (آرٹیکل 11)۔

197 الیکشن ایکٹ سیکشن 48 ٹرانس جینڈر افراد کو سی این آئی سی کے اجرا میں سہولت کو یقینی بناتا ہے۔

198 2017 کی مردم شماری کے مطابق 10,418 ٹرانس جینڈر افراد کا اندراج ہوا۔ تاہم خیال ہے کہ ان کی اصل تعداد لاکھوں میں ہے۔ اقوامِ متحدہ کا AIDS/HIV پروگرام کے 2016 کا تخمینہِ آبادی (2017 میں کیا گیا) پاکستان میں ٹرانس جینڈر آبادی کا اندازہ 53,000 کے قریب کرتا ہے۔ پاکستانی سماجی تنظیموں کے مطابق پورے پاکستان میں یہ تعداد 300,000 کے قریب ہے۔

199 ای یو مشاہدہ کاروں نے ضلع مانسہرہ، خیبر پختونخواہ اور ضلع اوکاڑہ، پنجاب میں دو ٹرانس جینڈر امیدواروں کو مخالفین کی طرف سے ہراساں کرنے اور قتل کی دھمکیاں ملنے کی رپورٹ دی۔

پہلی دفعہ ہوا ہے کہ قانون میں انتخابی مشاہدہ کاری کو بھی شامل کیا گیا۔ تاہم یہ ای سی پی کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ کس گروپ کو اجازت دے اور کہاں تک رسائی دے۔ ای سی پی کے ایکشن پلان میں شہری اور بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کے لئے کچھ انتظامات کا ذکر تھا۔

جون میں ای سی پی نے مبصرین اور بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کے لئے ضوابطِ اخلاق جاری کیے جس میں ان کے کردار اور سرگرمیوں کا تعین کیا، اس کے علاوہ بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کے لئے ہدایات جاری کیں جس میں مشاہدہ کاری کی گنجائش، لاجسٹک انتظامات، مشاہدہ کاروں کی غیر جانبداری، ان کا حلف اور ضابطہِ اخلاق کی خلاف ورزی کے نتائج کے بارے میں معلومات شامل تھیں۔ تاہم ان تمام ہدایات میں منظوری کے حصول کے لئے واضح ہدایات اور معیاری درخواست فارم موجود نہیں تھے[200]۔ شہری مشاہدہ کاروں کو منظوری کے پیچیدہ طریقہِ کار کا سامنا کرنا پڑا اگرچہ اس میں 2013 کے مقابلے میں کچھ بہتری آئی۔ منظوری کی درخواستیں مرکزی سطح پر ای سی پی کو اور مقامی سطح پر ضلعی ریٹرننگ افسر اور/یا صوبائی الیکشن کمشنر کو دی گئیں۔ منظوری کا کارڈ صرف الیکشن کے دن قابلِ استعمال تھا۔ لہٰذا طویل المدت مشاہدہ کاروں کو معلومات تک محدود رسائی حاصل ہوئی۔

سکیورٹی اہلکاروں کا ضابطہِ اخلاق بھی مشاہدہ کاروں کے آڑے آیا کیونکہ انہیں یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ منظور شدہ مشاہدہ کاروں اور میڈیا کو پولنگ سٹیشن پر زیادہ دیر رکنے کی اجازت نہ دیں۔ عملی طور پر یہ پولنگ سٹیشنوں کے اندر موجود فوجی اہلکاروں کی صوابدید پر تھا کہ وہ طے کریں کہ مشاہدہ کار کتنی دیر رُک سکتے تھے[201]۔ چنانچہ ای سی پی نے مشاہدہ کاروں اور صحافیوں کو الیکشن سے پہلے اور بعد اہم مراحل میں بلا روک ٹوک رسائی نہیں دی۔ اس میں ووٹوں کی دوبارہ گنتی کا عمل بھی شامل ہے۔

قانون میں قومی اور بین الاقوامی مشاہدہ کاری کی اجازت دی جائے اور مشاہدہ کاروں اور میڈیا کی انتخابی عمل کے تمام مراحل میں مکمل رسائی کو یقینی بنایا جائے۔ منظوری کے لئے سادہ اور شفاف طریقہِ کار وضع اور اختیار کیا جائے جسے انتخابات سے کافی پہلے شائع کیا جائے۔ انتخابی عمل کی چھان بین کو یقینی بنانے کے لئے ای سی پی کو چاہیئے کہ سماجی تنظیموں کے لئے مشاہدہ کاری میں سہولت پیدا کرے۔

ب۔ شہری مشاہدہ کاری

200 ای سی پی کا ایکشن پلان کہتا ہے کہ ضلعی ریٹرننگ افسران اور ریٹرننگ افسران اپنے دائرہِ کار میں قومی میڈیا اور قومی مشاہدہ کاروں کو منظوری کے کارڈ جاری کرنے کے مجاز ہوں گے۔ صوبائی الیکشن کمیشن میڈیا اور سماجی تنظیموں کو منظوری کے کارڈ جاری کریں گے۔ ای سی پی سیکریٹیریٹ کا پی آر ونگ بین الاقوامی مشاہدہ کاروں اور مرکزی سطح پر کام کرنے والی سماجی تنظیموں کو منظوری کے کارڈ جاری کرے گا۔ تاہم ای یو ای او ایم کو مختلف ہدایات جاری کی گئیں۔

201 آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، پیرا 20 "بیلٹ باکسوں کی حفاظت کی ضمانت دی جانا ضروری ہے اور ووٹوں کی گنتی امیدواروں یا ان کے ایجنٹوں کی موجودگی میں کی جائے۔ رائے دہی اور گنتی کے عمل کی آزادانہ چھان بین ہونی چاہیئے"۔

40 سے زائد سماجی تنظیموں کے نیٹ ورک ٹرسٹ فار ڈیموکریٹک ایجوکیشن اینڈ اکاؤنٹیبیلٹی - فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (ٹی ڈی ای اے / فافن) نے انتخابات کی طویل المدت شہری مشاہدہ کاری کا انتظام کیا۔ ان نے 130 اضلاع میں طویل المدت مشاہدہ کار تعینات کیے اور پانچ پری الیکشن مانیٹرنگ رپورٹیں، ایک کیمپین رپورٹ اور ابتدائی انتخابی حلقہ بندی کے بارے میں دو رپورٹیں جاری کیں۔ ٹی ڈی ای اے / فافن نے الیکشن کے دن مشاہدہ کاری کے لئے 19,000 لوگوں کو تربیت دی۔ تاہم انہیں اپنی اینڈرائڈ ایپلیکیشن کے ذریعے رپورٹنگ کا منصوبہ بدلنا پڑا کیونکہ پولنگ سٹیشنوں کے اندر موبائل فون کے استعمال کی ممانعت تھی۔ الیکشن کے دن ٹی ڈی ای اے / فافن کی ابتدائی رپورٹ 37,001 پولنگ سٹیشنوں پر تعینات 9,699 مشاہدہ کاروں کی رپورٹوں پر مبنی تھی[202]۔ اگرچہ ٹی ڈی ای اے / فافن نے قومی اسمبلی کے لئے نتائج مرتب کرنے کی ایک متوازی مشق کی لیکن ان نے اپنے نتائج شائع نہیں کیے۔ ٹی ڈی ای اے / فافن کی ابتدائی رپورٹ نے زیادہ تر انتخابات کے مثبت پہلوؤں پر روشنی ڈالی لیکن ان نے ہونے والی بے قاعدگیوں مثلاً گنتی میں شفافیت کی کمی، نتائج مرتب کرنے کی رفتار میں کمی اور عبوری نتائج کے تاخیر سے اعلان کا ذکر بھی کیا[203]۔ مجموعی طور پر 2013 کے مقابلے میں ٹی ڈی ای اے / فافن میدان میں کم نظر آیا۔ علاقائی مشاہدہ کار انتخابی عمل پر معلومات فراہم کرنے میں ہچکچا رہے تھے اور ان کی مجموعی تشخیص میں تنقید کم تھی۔

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) نے الیکشن کے دن ملک بھر کے 51 حلقوں میں اپنے 290 مشاہدہ کار تعینات کیے۔ ایچ آر سی پی نے سکیورٹی اداروں کی دیے جانے والے اختیارات، مقابلے کے غیر یکساں مواقع، انتخابات میں شدت پسند جماعتوں کی شرکت اور اخبارات اور نشریاتی میڈیا پر حالیہ پابندیوں پر اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا ایچ آر سی پی کی رپورٹ نے ای سی پی کی کارکردگی، عملے کی ناکافی تربیت، کچھ علاقوں میں پولنگ عملے کی جانبداری اور کئی پولنگ سٹیشنوں پر معذور افراد کے لئے مشکل رسائی کا ذکر کیا[204]۔

عورت فاؤنڈیشن، پوٹھوہار آرگنائزیشن فار ڈویلپمنٹ ایڈووکیسی اور بیداری نے بھی انتخابات کی مشاہدہ کاری کی۔ ان کی زیادہ توجہ خواتین کے حقوق پر تھی۔ غیر سرکاری اداروں سپرنگ اور سپیشل ٹیلنٹ ایکسچینج پروگرام نے انتخابی عمل میں معذور افراد کی شمولیت کا جائزہ لیا۔ پہلی دفعہ، ٹرانس جینڈر تنظیموں نے بھی انتخابی عمل کا مشاہدہ کیا اور الیکشن کے دن پیش آنے والی مشکلات کی رپورٹ دی[205]۔ اگرچہ 2013

---

202 ٹی ڈی ای اے / فافن کے مشاہدہ کاروں کو 945 پولنگ سٹیشنوں میں رسائی سے انکار کیا گیا۔ اس میں ووٹوں کی گنتی کے 7,938 میں سے 730 مشاہدات بھی شامل ہیں۔ انتخابی عملے یا سکیورٹی اہلکاروں نے ٹی ڈی ای اے / فافن کے مشاہدہ کاروں کو نتائج مرتب ہونے کے 47 واقعات میں آنے کی اجازت نہیں دی

203 فافن کی انتخابات کے ابتدائی مشاہدات کی رپورٹ

204 الیکشن کے دن کا برا ابتدائی تاثر: ایچ آر سی پی

205 ٹرانس جینڈر شہری مشاہدہ کاروں میں فورم فار ڈگنٹی انیشیٹو، آل پاکستان ٹرانس جینڈر الیکٹورل نیٹ ورک (اے پی ٹی ای این) اور صوبائی سطح کی ٹرانس جینڈر سماجی تنظیمیں شامل تھے۔ ٹرانس جینڈر مشاہدہ کاروں نے پشاور میں پولنگ سٹیشنوں تک رسائی میں دشواری کی رپورٹ دی۔

کے مقابلے میں زیادہ سماجی تنظیموں نے انتخابات کا مشاہدہ کیا مگر الیکشن کے دن تعینات ہونے والے مشاہدہ کاروں کی تعداد 20,000 تھی۔ 2013 میں یہ تعداد 43,000 تھی۔

ج۔ بین الاقوامی مشاہدہ کاری

ای یو ای او ایم 120 مشاہدہ کاروں کے ساتھ سب سے بڑا مشاہداتی مشن تھا۔ دولتِ مشترکہ نے مختصر میعاد کے لئے اسلام آباد، راولپنڈی، لاہور، فیصل آباد، ملتان، حیدرآباد اور کراچی میں 14 رُکنی وفد تعینات کیا جس نے الیکشن کے دن 107 پولنگ سٹیشنوں کا مشاہدہ کیا۔ ان کی ابتدائی رپورٹ نے پاکستانی عوام اور ای سی پی کو جمہوری عمل کے لئے ان کی سنجیدگی پر مبارکباد پیش کی اور ووٹوں کی گنتی کے عمل میں بہتری کی ضرورت کی طرف اشارہ کیا[206]۔ حکومتِ جاپان نے پاکستان کو انتخابی معاونت پیش کرنے کے لئے یو این ڈی پی کے ذریعے اپنے مشاہدہ کاروں کا ایک وفد بھی تعینات کیا[207]۔

XVI- انتخابی تنازعات کا تصفیہ

سپریم اور ہائی کورٹ کو دی جانے والی درخواستوں میں تنازعات کے تصفیے کے طریقہِ کار کے بارے میں غیر یقینی کیفیت پائی گئی۔ ای سی پی کے فیصلوں میں شفافیت کا فقدان تھا اور تنازعات کی سماعت کے لئے ترتیب دیے جانے والے پینلوں میں تاخیر سے تبدیلی بھی کی گئی۔ اگرچہ کچھ مسائل کی وجہ ناکافی قوانین ہیں، لیکن ای سی پی کی جانب سے انتخابی عمل کے تنازعاتی مراحل کے بارے میں عوام کو معلومات کی فراہمی بھی ناکافی تھی۔

ا۔ انتخابی تنازعات کا نظام

انتخابی تنازعات کے تصفیے کا نظام بڑی حد تک عدالتی ماڈل پر کام کرتا ہے اور مختلف عدالتوں کے جج مختلف مراحل پر شامل رہتے ہیں[208]۔ ای سی پی کے احکامات ہائی کورٹ کے احکامات کے برابر تصور ہوتے ہیں۔ عام طور پر تنازعات تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اول، وہ شکایات جن پر ای سی پی خود فیصلہ کرتا ہے۔ دوئم، امیدواروں کی نامزدگی اور نتائج کے متعلق تنازعات، جن سے نمٹنے کے لئے ای سی پی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے مشاورت کے ذریعے ججوں کی سربراہی میں ٹربیونل بناتا ہے۔ سوئم، انتخابی جرائم جن کا فیصلہ زیادہ تر فوجداری عدالتوں میں ہوتا ہے۔

---

206 پاکستان عام انتخابات 2018 دولتِ مشترکہ کے مشاہدہ کار گروپ کی ابتدائی رپورٹ

207 پاکستان میں انتخابات کے لئے جاپان کا مقامی انتخابات کا مشاہدہ کار گروپ

208 ججوں کو یا تو عدلیہ کے مختلف درجات سے بلایا جاتا ہے یا وہ ہائی کورٹ کے جج ہوتے ہیں۔ مثلاً ذیلی یا ضلعی عدالتوں کے جج انتخابی جرائم کے متعلق معاملات کی سماعت کرتے ہیں جبکہ ہائی کورٹ کے جج ای سی پی کے قائم کردہ انتخابی ٹربیونلز میں کام کرتے ہیں۔

امیدواروں کی نامزدگی سے متعلق اپیلوں کے علاوہ ای سی پی کے دائرۂ کار میں ای سی پی کے ذیلی اداروں کے متعلق شکایات، ضوابطِ اخلاق کی خلاف ورزیاں، انتخابی حلقہ بندیاں، اور پولنگ سٹیشنوں کے نتائج پر عملی طور پر اثر انداز ہونے والی مبیّنہ خلاف ورزیاں شامل ہیں[209]۔ ای سی پی کے پینلوں کی ترتیب میں تاخیر سے کی جانے والی تبدیلیوں کے ساتھ زیادہ مقدمات کی سماعت کی جاسکتی ہے[210]۔ اگرچہ ای سی پی اپنی ویب سائٹ پر مقدمات کی یومیہ فہرست شائع کرتا رہا، تاہم شکایات درج کرانے کا طریقہ وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا اور فیصلے اور احکامات قانون کے مطابق شائع نہیں کیے گئے جس کی وجہ سے ادارے کے فیصلوں میں شفافیت کی کمی رہی[211]۔

انتخابات کی انتظامی شکایات کے قانونی فریم ورک کا جائزہ لیا جائے۔ شکایات کے اندراج اور اپیلوں کے لئے واضح اور شفاف طریقہِ کار، شکایات کے معیاری فارم، تمام مراحل کے لئے قطعی نظام الاوقات اور فیصلوں کی بروقت اشاعت بشمول آن لائن میڈیا کو یقینی بنایا جائے۔

انتخابی تنازعات کے تصفیے کے لئے آئین اور الیکشن ایکٹ میں کچھ متراکبت پائی جاتی ہے۔ آئین الیکشن ٹربیونل کو نتائج سے متعلق تنازعات سے نمٹنے کے لئے بلاشرکتِ غیرے اختیار دیتا ہے[212]۔ امیدواروں کی نامزدگی پر اپیل کی عدالتوں کے فیصلے قانوناً حتمی حیثیت رکھتے ہیں[213]۔ الیکشن ایکٹ کی رُو سے کوئی عدالت ای سی پی کے نیک نیتی سے کیے ہوئے فیصلوں، انتخابی فہرستوں کی صحت اور انتخابی حلقہ بندی پر سوال نہیں اٹھاسکتی[214]۔ تاہم سپریم اور ہائی کورٹس بنیادی حقوق کے مسائل پر وسیع اختیارات کی حامل ہیں اور انتخابات کے دوران ان کے سامنے کئی مقدمات پیش کیے گئے۔ قانونی حدود کی وضاحت کی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ قانونی تیقّن کے لئے ضروری ہے کہ واضح نظام الاوقات وضع کیا جائے[215]۔

ب۔ انتخابات سے پہلے تنازعات کا تصفیہ

209 ای سی پی شکایات وصول کرنے کے علاوہ عدالتوں اور دیگر اداروں سے پہلے تحقیقات بھی شروع کر سکتا ہے۔ اس میں انتخابی عملے کی طرف سے سرکاری ذمہ داریوں کی مبینہ خلاف ورزیاں، امیدواروں کی طرف سے اخراجات کی صحیح تفصیل فراہم کرنے میں ناکامی، کسی رائے دہندہ کا دوہرا اندراج اور خلافِ قانون معلومات کا افشا شامل ہیں۔

210 قانون میں 26 جولائی کی ترمیم ایک صدارتی آرڈیننس کی وجہ سے متاثر ہوئی جو کہ پارلیمان کی عدم موجودگی میں قوانین میں ترمیم کا ایک آئینی طریقہِ کار ہے۔ ای سی پی نے اسے ابھی تک شائع نہیں کیا۔

211 الیکشن ایکٹ، سیکشن 15 یہ تقاضا کرتا ہے کہ ای سی پی کے شکایات پر احکامات شائع کیے جائیں۔ اس کے لئے وقت کی کوئی حد نہیں اور تادمِ تحریر کوئی احکامات شائع نہیں کیے گئے۔ اس سیکشن کے تحت شکایات کے لئے کوئی تجویز کردہ فارم نہیں تھے۔

212 آئین کا آرٹیکل 225۔ "کسی انتخابی درخواست کے ذریعے کے علاوہ کسی انتخاب پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا"۔ یہ درخواستیں ان ٹربیونلز میں دائر ہوں گی جن کا تعین حکومت کرے گی۔ آئین کے آرٹیکل 184(3) اور 199 درخواستوں اور بنیادی حقوق کے لئے سوؤموٹو اقدامات کی گنجائش فراہم کرتے ہیں۔

213 الیکشن ایکٹ سیکشن 63(2)

214 الیکشن ایکٹ سیکشن 236۔ دائرہ کار پر اس پابندی کو سیکشن 237 مزید تقویت دیتا ہے۔ "کمیشن کے خلاف کوئی مقدمہ، استغاثہ یا قانون کارروائی نہیں ہوگی [---] بلحاظ کوئی بھی اقدام جو نیک نیتی سے کیا گیا ہو یا اس ایکٹ کے تحت یا اس کی تعمیل میں کیا گیا ہو یا کوئی قانون یا دیا گیا حکم یا قانون کے تحت جاری کی گئی کوئی ہدایت"۔

215 وضاحت کی ضرورت کی طرف سپریم کورٹ سول اپیل 467/2015 پیرا 24 میں بھی توجہ دلائی گئی۔

ای سی پی کے طریقہ ہائے کار سے آگے نامزدگی اور حلقہ بندیوں کے مسائل کے متعلق اپیل کے حقوق کو خصوصی طور پر نہیں بیان کیا گیا[216]۔ تاہم کئی درخواستوں کی عدالتی سماعت ہوئی۔ یہ اندازہ ہونے پر کہ ای سی پی نے کچھ نمائندگیوں پر صحیح سماعت نہیں کی، حلقہ بندی کے متعلق کچھ شکایات نظرِ ثانی کے لیے واپس ای سی پی کے پاس بھیجی گئیں[217]۔ حلقہ بندیوں کی کچھ شکایات کا تادمِ تحریر فیصلہ نہیں ہوا جس سے طریقہ کار کے متعلق بے یقینی پیدا ہوئی۔ سپریم اور ہائی کورٹس نے نامزدگی کی شرائط پر بھی توجہ دی اور کئی مشہور افراد کو نااہل قرار دیا[218]۔ قانون عدالتی اور ای سی پی کے فیصلوں کے ایک مرکزی ڈیٹابیس کا مطالبہ نہیں کرتا۔ تاہم معلومات کے باآسانی دستیاب نہ ہونے سے انتخابی عمل کے شراکت داروں کو آگاہی نہ مل سکی اور یوں تنازعات کے نتائج ابہام کا شکار رہے[219]۔

کاغزاتِ نامزدگی جمع کرانے کے عمل کے دوران ریٹرننگ افسران نے کاغزاتِ نامزدگی وصول کیے اور امیدواروں اور ان کی دستاویزات کی چھان بین کی۔ چھان بین کے دوران فیصلوں کے خلاف اپیل کی عدالتوں میں درخواست دی جاسکتی تھی جن کی سربراہی ہائی کورٹ کے موجودہ یا سابق جج کر رہے تھے۔ ہائی کورٹ میں اپیل کی عدالت کے فیصلے کو بدلنے کی کئی درخواستیں دائر کی گئیں۔ ایسے مقدمات کی وجہ سے 100 کے قریب حلقوں میں بیلٹ پیپر کی چھپائی میں تاخیر ہوئی[220]۔ اس طرح اپیل کی عدالتوں کے فیصلوں کی حتمی حیثیت بھی کمزور پڑی۔ امیدواروں کے معیاری حلف نامے کی تفصیلات کے متعلق لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلے سے امیدواروں کی چھان بین کے مرحلے میں مزید تاخیر ہوئی۔ سپریم کورٹ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا جس کی وجہ سے ای سی پی کو دوسری دفعہ شیڈول میں تبدیلی کرنا پڑی[221]۔

ج۔ نتائج کے تنازعات کا تصفیہ

ہائی کورٹس میں ووٹوں کی دوبارہ گنتی کو چیلنج کرنے کی کئی درخواستیں بھی دائر کی گئیں[222]۔ قانون میں ای سی پی اور ریٹرننگ افسران کی ووٹوں کی دوبارہ گنتی پر دیے گئے اختیار کے باوجود ایسا ہوا۔ تاہم کئی صورتوں میں پتہ چلا کہ ریٹرننگ افسران نے دوبارہ گنتی کے اصولوں کو

---

216 سپریم کورٹ میں اپیلیں ای سی پی کی طرف سے کسی انتخاب کی منسوخی، کسی امیدوار کے نامزدگی کی منظوری، جماعتوں کی تحلیل اور نتائج میں تبدیلی کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں۔

217 مثال کے طور پر پشاور ہائیکورٹ نے 6 جون کو ای سی پی کو ہدایت کی کہ اسمبلیوں کے مختلف حلقوں کی حلقہ بندیوں کے بارے میں رائے دہندگان کی نمائندگی پر نظرِ ثانی کی جائے، اگرچہ حلقہ بندیوں کی ڈیڈلائن گزر چکی تھی۔

218 الیکشن سے ایک ماہ پہلے تک پی ایم ایل۔ این کے نمایاں امیدواروں میں دانیال عزیز، مریم نواز اور حنیف عباسی شامل تھے۔ 19 جولائی کو سپریم کورٹ نے پی ٹی آئی کے رکن رائے حسن نواز کی تاحیات نااہلی کی تصدیق کی۔ پی ایم ایل۔ این کے امیدوار طلال چوہدری کو عدلیہ پر تنقید کرنے پر توہینِ عدالت کا مرتکب پایا گیا اور انتخابات میں حصہ لینے کے لئے پانچ سال کے لئے نااہل قرار دیا گیا۔ بھٹّی بنام کیانی (2017 کی سول اپیل نمبر 1083 اور 3148) پیرا 11، سپریم کورٹ کو معلوم ہوا کہ درخواست گزار نے اپنی تعلیمی قابلیت کے بارے میں جھوٹ بولا تھا۔

219 آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 14، پیرا 1۔ "تمام افراد [---] تعین کرتے ہوئے اس کے کسی [---] حقوق اور ذمہ داریوں کا کسی قانونی مقدمے میں [---] کیا جانے والا کوئی فیصلہ [---] عوامی کر دیا جائے گا [---]"

220 ای سی پی نے 10 جولائی کو نوٹ کیا کہ صوبائی ہائی کورٹس میں 108 ایکشن تاحال زیرِ غور تھے۔ زیادہ تر کو بالآخر خارج کر دیا گیا۔

221 نظرِ ثانی شدہ پروگرام کا اعلان، 8 جون 2018۔

222 ای سی پی کی طرف سے تنازعات کے مختلف پہلوؤں مثلاً دوبارہ گنتی کی نزاع انگیز درخواستوں اور متعلقہ عدالتی ایکشنز کے متعلق مرتب شدہ اور مرکزی ڈیٹا شائع نہیں کیا گیا۔ ای یو ای او ایم نے ای سی پی سے اس ڈیٹا کے لئے درخواست کی مگر تادمِ تحریر کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

یکساں طور پر نافذ نہیں کیا۔ کچھ ہائی کورٹس نے بھی دوبارہ گنتی کا حکم جاری کیا جس کی وجہ سے کچھ حلقوں میں نتائج کے اعلان میں تاخیر ہوئی[223]۔ دوسری ہائی کورٹس نے ان احکامات کے اختیار پر سوال اٹھایا جس سے اندازہ ہوا کہ قانون کے صحیح اطلاق کے متعلق ابہام پایا جاتا ہے[224]۔

نتائج کو چیلنج کرنے کے لئے الیکشن ٹربیونل اپیل کی عدالتوں کے طریقے سے ہی متعین کیے جاتے ہیں[225]۔ ان مقدمات کے دورانیے کو مثبت طور پر گھٹا دیا گیا ہے لیکن پھر بھی فیصلے پر چھ ماہ تک لگ سکتے ہیں[226]۔ اس کے علاوہ اپیل کی عدالتوں کے برخلاف سپریم کورٹ میں اپیلیں دائر کی جاسکتی ہیں لیکن فیصلے کی میعاد کے متعلق کوئی اصول موجود نہیں۔ الیکشن ٹربیونل درخواست دائر کرنے کے لئے حتمی نتائج کے اعلان کے بعد 45 دن کی مہلت دیتا ہے۔ ان ٹربیونلز کا اعلان نتائج کے اعلان کے 8 دن بعد 15 اگست تک نہیں کیا گیا۔ یہ غیر واضح تھا کہ درخواست دائر کرنے کی مہلت میں بھی اضافہ کیا جائے گا یا نہیں۔

حلقہ بندیوں، سیاسی جماعتوں کے اندراج، امیدواروں کی نامزدگی، ووٹوں کی دوبارہ گنتی اور نتائج سمیت انتخابی تنازعات کے قانونی فریم ورک میں ترمیم کی جائے۔ ای سی پی، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے درمیان تصادم، تراکب اور متوازی دائرہ کار کے خاتمے کے لئے سماعت اور اپیلوں کے لئے واضح درجہ بندی کو یقینی بنایا جائے۔

XVII–پولنگ، گنتی، نتائج کی ترتیب اور عبوری نتائج کا اعلان

الیکشن کے دن رائے دہی کا عمل منظم تھا، لیکن رزلٹ ٹرانسمشن سسٹم کی ناکامی نے عبوری نتائج کے اعلان میں کافی تاخیر کرادی۔ ووٹوں کی دوبارہ گنتی کے بارے میں وضاحت اور آگاہی کی کمی کا نتیجہ غیر یکساں نفاذ اور کئی قانونی تنازعات کی صورت میں نکلا۔

ا۔ پولنگ، گنتی اور نتائج کی ترتیب کے بارے میں ای یو ای او ایم کے مشاہدات

---

223 نتائج کے اعلان کے وقت ہائی کورٹ کے احکام کی وجہ سے 9 حلقوں کے نتائج کا اعلان نہیں کیا گیا۔

224 3 اگست کو اسلام آباد ہائی کورٹ نے دوبارہ گنتی کی کئی درخواستیں دائرہ اختیار سے باہر ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیں۔ 8 اگست کو سپریم کورٹ نے لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے این اے 131 میں دوبارہ گنتی کے حکم کو دیگر باتوں کے علاوہ دائرہ کار سے باہر ہونے کی وجہ سے منسوخ کر دیا۔

225 صرف امیدوار نتائج کو چیلنج کرنے کی درخواست دے سکتے ہیں۔

226 الیکشن ایکٹ، سیکشن 148(5) الیکشن ٹربیونلز کی سماعت کو توسیع کے محدود امکان کے ساتھ 120 دن تک محدود کرتا ہے۔

بلوچستان میں پولنگ سٹیشنوں پر دو حملوں میں 30 افراد کی ہلاکت اور کئی لوگوں کے زخمی ہونے کے باوجود مجموعی طور الیکشن کا دن منظم تھا۔ دیگر مقامات پر بھی مختلف سیاسی جماعتوں کے حمایتیوں میں تصادم ہوئے۔ مجموعی طور پر انتخابی معاملات پر نشریاتی میڈیا کی کوریج دھیمی رہی کیونکہ پیمرا نے تمام ٹی وی چینلوں سے امن عامہ کی حفاظت کے لئے "محتاط رویہ" اختیار کرنے کی درخواست کی تھی۔

ای یو کے مشاہدہ کاروں نے مشاہدہ کیے گئے پولنگ سٹیشنوں پر ابتدائی کارروائی کو مثبت پایا اگرچہ ان میں سے آدھے پولنگ سٹیشنوں پر پولنگ عملے کی تیاری نہ ہونے کی وجہ سے رائے دہی 30 منٹ تک تاخیر سے شروع ہوئی۔ مشاہدہ کیے گئے 446 پولنگ سٹیشنوں پر رائے دہی کا عمل منظّم اور شفاف پایا گیا۔ عموماً پولنگ کے طریقہِ کار پر عمل کیا گیا لیکن 3 فیصد مشاہدات میں ووٹ کی رازداری کا احترام نہیں کیا گیا۔ مشاہدہ کیے گئے پولنگ سٹیشنوں میں سے ایک چوتھائی پر ہجوم اور رائے دہندگان کی طویل قطاریں دیکھی گئیں۔ ای یو مشاہدہ کاروں نے 18 فیصد مشاہدات میں پولنگ سٹیشنوں کے نزدیک سیاسی مہم کے مواد کی موجودگی اور سیاسی سرگرمیاں ہوتی دیکھیں۔

مشاہدہ کیے گئے تمام پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر سکیورٹی اہلکار موجود تھے۔ مشاہدہ کیے گئے پولنگ سٹیشنوں میں سے ایک تہائی پر انہیں رائے دہندگان کے شناختی کارڈ یا پرچیاں دیکھتے اور انہیں صحیح قطار کی طرف بھیجتے پایا گیا[227]۔ ای یو مشاہدہ کاروں نے کچھ ایسے کیسز کی اطلاع دی جہاں سکیورٹی اہلکاروں نے انتخابی عمل میں مداخلت کی یا پارٹی ایجنٹوں کو پولنگ سٹیشن سے باہر رہنے کو کہا۔ مشاہدہ کیے گئے پولنگ سٹیشنوں میں سے 60 فیصد چلنے پھرنے میں مشکلات کے شکار رائے دہندگان کے لئے قابلِ رسائی تھے جبکہ صرف 12 فیصد میں معذور افراد کی سہولت کے لئے ریمپ یا دیگر اقدامات کی موجودگی دیکھی گئی۔ مشاہدہ کیے گئے پولنگ سٹیشنوں میں سے 15 فیصد پر شہری مشاہدہ کار موجود پائے گئے۔ مشاہدہ کیے گئے تقریباً تمام پولنگ سٹیشنوں پر پولنگ ایجنٹ موجود تھے جن کا تعلق زیادہ تر پی ٹی آئی، پی پی پی اور پی ایم ایل۔ن سے تھا۔ تاہم پولنگ ایجنٹ الیکشن کے دن اپنے کردار اور انتخابی کارروائیوں کی ناکافی فہم رکھتے تھے۔ رائے دہی کے دوران ایجنٹ زیادہ تر فارغ رہے یا زیادہ سے زیادہ اپنی فہرستوں سے رائے دہندگان کے نام کاٹتے رہے۔

رائے دہی، گنتی اور نتائج کی ترتیب کے دوران تربیت یافتہ پارٹی ایجنٹوں کی مؤثر موجودگی کے ذریعے الیکشن کے دن کی کارروائیوں کی سالمیت کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی جماعتوں کو اپنے ایجنٹوں کی بروقت بھرتی اور جامع تربیت پر غور کرنا چاہئیے۔

گنتی کا عمل مسائل کا شکار رہا۔ ای یو مشاہدہ کاروں نے اپنے مشاہدات میں سے صرف دو تہائی میں گنتی کے عمل کو مثبت سمجھا۔ پولنگ عملے نے ہمیشہ طریقہِ کار پر عمل نہیں کیا اور انہیں نتائج کے فارم بھرنے میں دشواری کا سامنا پیش آیا۔ گنتی کے دوران سکیورٹی اہلکار نتائج قلم بند کر کے کہیں ارسال بھی کرتے رہے جس سے یہ تاثر ملا کی کہیں نتائج کی متوازی ترتیب بھی ہو رہی تھی۔ مشاہدہ کیے گئے پولنگ

227 "پرچی" کاغذ کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے جس پر رائے دہندہ کا پولنگ سٹیشن، پولنگ بوتھ اور سیریل نمبر تحریر ہوتے ہیں۔ یہ پرچیاں پولنگ سٹیشنوں کے نزدیک قائم پولنگ کیمپوں پر سیاسی جماعتوں کی طرف سے رائے دہندگان کو فراہم کی جاتی ہیں۔

سٹیشنوں میں سے صرف نصف کے باہر نتائج آویزاں کیے گئے جس سے اس عمل کی شفافیت میں اضافہ نہیں ہوا[228]۔ کئی مواقع پر گنتی کے دوران پارٹی ایجنٹ موجود نہیں تھے۔ بعض اوقات اس کی وجہ طریقۂ کار سے لاعلمی تھی؛ دیگر مواقع پر مبینہ طور پر سکیورٹی اہلکاروں نے پارٹی ایجنٹوں کو دوبارہ پولنگ سٹیشن میں داخلے کی اجازت نہیں دی۔

گنتی، فارموں کی تکمیل اور نتائج کی ترسیل سمیت الیکشن کے دن کی کارروائی پر صحیح اور یکساں عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے پولنگ عملے کی جامع تربیت متعارف کرائی جائے۔

الیکشن کے دن ای سی پی کے پاس 560 شکایات درج کرائی گئیں[229]۔ پی ایم ایل۔ن اور چار دیگر جماعتوں نے رائے دہندگان کے شناختی کارڈ چیک کیے جانے کے طویل عمل کی وجہ سے رائے دہی میں تاخیر کا حوالہ دیتے ہوئے رائے دہی کے دورانیے میں ایک گھنٹے کے اضافے کی درخواست کی[230]۔ تمام درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔

ای یو مشاہدہ کاروں نے 90 فیصد مشاہدات میں انتخابی مواد کے اکٹھا کیے جانے، اندراج اور نتائج کو مرتب کیے جانے کے عمل کو مثبت قرار دیا جبکہ 8 واقعات میں انہیں نتائج مرتب ہونے کے عمل کا مشاہدہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی[231]۔ صرف 75 فیصد مشاہدات میں ریٹرننگ افسران نے امیدواروں اور پارٹی ایجنٹوں کو نتائج مرتب کرنے کے مقام، وقت اور تاریخ کا مطلوبہ نوٹس دیا۔ مجموعی طور پر رائے دہی کے منظم عمل کے لئے تکنیکی تیاری اور لاجسٹک انتظام کافی تھا۔ تاہم نتائج کی گنتی، ترسیل اور ترتیب کا عمل غیر شفاف تھا جس کی وجہ سے انتخابی بدعنوانی کے الزامات کی گنجائش پیدا ہوئی۔

ب۔ عبوری نتائج کا اعلان

ای سی پی نے عبوری نتائج کے اعلان کے لئے 26 جولائی 2 بجے رات کی قانونی ڈیڈلائن پوری نہیں کی۔ ای سی پی نے عبوری نتائج کی ترسیل کے لئے دو خود مختار نظام - آر ٹی ایس اور آر ایم ایس اختیار کیے تھے۔ آر ٹی ایس نادرا کی بنائی ہوئی سمارٹ فون پر چلنے والی ایپلیکیشن ہے جسے پولنگ سٹیشنوں پر پریزائڈنگ افسران نے استعمال کرنا تھا۔ یہ پولنگ سٹیشن کی سطح پر گنتی کے نتائج (فارم 45) اور امیدواروں کے نتائج کی تصویر لے کر براہِ راست ای سی پی کے سرور کو بھیج دیتا ہے۔ آر ایم ایس ریٹرننگ افسران کی سطح پر استعمال ہونے والا سافٹ ویئر

228 آئی سی سی پی آر ایچ آر سی۔ جی سی 25, پیرا 20۔ "بیلٹ باکسوں کی حفاظت کی ضمانت دی جائے اور ووٹوں کی گنتی امیدواروں یا ان کے ایجنٹوں کی موجودگی میں ہونی چاہئیے"۔

229 ای سی پی نے شکایات اور فیصلوں کے متعلق کوئی ڈیٹا مشتہر نہیں کیا۔

230 پی پی پی، اے این پی، اے ایم ایل اور ایم کیو ایم۔ پی

231 ای یو مشاہدہ کاروں نے اکٹھا کرنے، اندراج اور مرتب ہونے پر 61 مشاہدات داخل کرائے۔

ہے۔ گنتی کے نتائج کے اصل فارموں کا ڈیٹا آر ایم ایس میں داخل کیا جاتا ہے تا کہ عبوری مرتب نتائج (فارم 47)، نتائج کا مرتب بیان (فارم 48) اور حتمی مرتب نتائج (فارم 49) نکالے جا سکیں۔

پولنگ بند ہونے کے ایک گھنٹے بعد ریاستی پی ٹی وی نے ای سی پی کے فراہم کردہ "بتدریج بڑھتے" نتائج نشر کرنا شروع کر دیے۔ تاہم اس نشریاتی طریقۂ کار سے شفافیت میں اضافہ ہوا اور نہ ہی ان نتائج کی صحت پر عوام کا اعتماد بڑھا[232]۔

الیکشن کی رات پولنگ سٹیشنوں سے نتائج جمع کراتے ہوئے آر ٹی ایس تکنیکی مشکلات کا شکار ہو گیا۔ سکیورٹی اہلکاروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ یقینی بنائیں کہ پریزائڈنگ افسر پولنگ سٹیشنوں پر موجود رہیں اور بذریعہ آر ٹی ایس نتائج کی ترسیل کی کوشش کرتے رہیں۔ اڑھائی بجے ای سی پی کے سیکریٹری نے اعلان کیا کہ صرف 25,000 فارم کامیابی سے ارسال کیے گئے اور ای سی پی نے اس نظام کا استعمال روکنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پریزائڈنگ افسران کو کہا گیا کہ وہ نتائج کے اصلی فارم ریٹرننگ افسران کو پہنچائیں۔ اس تاخیر کی وجہ سے ریٹرننگ افسر ای سی پی کو عبوری نتائج میں پیش قدمی کی بروقت اطلاع نہیں دے سکے۔

26 جولائی کو ای سی پی نے بذریعہ آر ایم ایس ترتیب دیے گئے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے عبوری نتائج اپنی ویب سائٹ پر شائع کرنے شروع کر دیے۔ تمام حلقوں کے عبوری نتائج ای سی پی کی ویب سائٹ پر شائع کیے گئے۔

آر ٹی ایس کی ناکامی کی وجہ سے ای سی پی کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ ای سی پی نے یہ دعویٰ کیا کہ نادرا کی بنائی ہوئی نئی آر ٹی ایس ایپلیکیشن کو انتخابات سے پہلے ٹیسٹ نہیں کیا گیا۔ کچھ میڈیا نے یہ خبر دی کہ نادرا کا دعویٰ تھا کہ آر ٹی ایس صحیح کام کر رہا تھا تاہم نادرا نے سرکاری طور پر کوئی بیان جاری نہیں کیا۔ ای سی پی نے انتخابی دھاندلی کے الزامات کا کوئی مؤثر جواب نہیں دیا اور نہ ہی آر ٹی ایس کی ناکامی کی وجوہات کی وضاحت کی۔ ای سی پی نے کیبنٹ ڈویژن سے آر ٹی ایس اور اس کی ناکامی کی وجوہات کے تجزیے کے لئے انکوائری کمیشن کی تشکیل کی درخواست کی۔

اپنی ساکھ بہتر کرنے اور نتائج پر عوام کے اعتماد میں اضافے کے لئے ای سی پی کو چاہیئے کہ صرف ایسی ٹیکنالوجی استعمال کرے جو میڈیا اور مشاہدہ کاروں کی موجودگی میں ٹیسٹ ہو اور قابلِ اعتبار ثابت ہو۔ ای سی پی کی ویب سائٹ پر حلقوں اور پولنگ سٹیشنوں کے نتائج کی فوری اور بیک وقت اشاعت شروع کی جائے۔

ج۔ نتائج کا مرتب ہونا اور دوبارہ گنتی

232 یو این جی اے قرارداد (RES/A/68/164 (2013۔ "جی اے قومی اور علاقائی سطح پر مؤثر اور شفاف انتخابات کے انتظامات کے لئے مناسب وسائل کی اہمیت کا احساس رکھتا ہے اور مشورہ دیتا ہے کہ رکن ریاستیں ان انتخابات کے لئے موزوں وسائل فراہم کریں"

ریٹرننگ افسر امیدواروں اور ان کے ایجنٹوں کو نتائج مرتب کیے جانے کی تاریخ اور وقت کے بارے میں مطلع کرتے ہیں۔ نتائج کے مرتب ہونے کے عمل کے دوران ریٹرننگ افسر غیر قانونی ووٹوں کا جائزہ لیتے ہیں اور پوسٹل بیلٹ کی گنتی کرتے ہیں۔ ای یو مشاہدہ کاروں نے دیکھا کہ پوسٹل بیلٹ کی گنتی کے دوران ووٹ کی رازداری کا احترام نہیں کیا گیا۔ عمومی طریقے کے مطابق ان کو ایک ایک کر کے گنا گیا اور ہر بیلٹ رائے دہندہ کے بیانِ حلفی کے ساتھ نتھی کر دیا گیا۔

کوئی امیدوار یا اس کا ایجنٹ نتائج کے مرتب ہونے سے پہلے دوبارہ گنتی کی تحریری درخواست دے سکتا ہے۔ ایک یا ایک سے زائد پولنگ سٹیشنوں پر دوبارہ گنتی کی اجازت دی جا سکتی ہے اگر کامیابی کا مارجن اس حلقے میں پڑنے والے ووٹوں کی کل تعداد کے 5 فیصد یا 10,000 ووٹوں سے کم ہو۔ ریٹرننگ افسر فیصلہ کرنے سے پہلے یہ طے کر سکتے ہیں کہ دوبارہ گنتی کی درخواست معقول ہے یا نہیں۔ اگر ابھی ووٹوں کو مرتب کرنے کا عمل مکمل نہ ہوا ہو تو ای سی پی بھی دوبارہ گنتی کا حکم دے سکتا ہے۔

عبوری نتائج سے پتہ چلا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ایک تہائی حلقوں میں کامیابی کا مارجن دوبارہ گنتی کے معیار پر پورا اترتا تھا۔ ای سی پی نے بتایا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے تقریباً 100 حلقوں میں دوبارہ گنتی کی گئی جس میں سے 25 حلقوں کی دوبارہ گنتی براہِ راست ای سی پی کی ہدایت پر کی گئی۔ دوبارہ گنتی کے کئی مواقع پر ای یو کے مشاہدہ کار موجود تھے اور زیادہ تر واقعات میں امیدوار اور پارٹی ایجنٹ کمرے میں موجود تھے جبکہ صحافیوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ای یو کے مشاہدہ کاروں نے دوبارہ گنتی کے طریقۂ کار کے غیر یکساں استعمال کو نوٹ کیا[233]۔

دوبارہ گنتی کے قوانین سے لاعلمی اور وضاحت کی کمی کے باعث کچھ امیدواروں نے ای سی پی میں اپیل دائر کی اور کچھ نے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی۔ اس طرح تنازعات کے تصفیے کے لئے تجویز کردہ طریقۂ کار کے علاوہ عملاً ایک متوازی طریقہ کار کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ کچھ درخواستیں نمٹائے جانے کے لئے عدالتوں کی طرف سے ای سی پی کو واپس بھیج دی گئیں، سماعت موخر ہونے کی وجہ سے کچھ نتائج کے اعلان میں تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے امیدواروں اور ای سی پی کے لئے بے یقینی کی کیفیت پیدا ہوئی[234]۔

233 این اے 131 کے ریٹرننگ افسر نے دوبارہ گنتی کی معقول درخواست مسترد کر دی کیونکہ اس نے غیر قانونی ووٹوں کی گنتی کر لی تھی اور دوسری بار گنتی کی اجازت نہیں۔ راولپنڈی میں این اے 57 اور پی پی 6 کے ریٹرننگ افسران نے ای سی پی کی منظور کردہ دوبارہ گنتی پر عمل کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ ان کی رائے میں نتائج مرتب کرنے کا عمل مکمل ہو چکا تھا۔ تاہم ان دونوں حلقوں کے مرتب شدہ نتائج کے حتمی فارم (فارم 49) یا تو نامکمل تھے، یا ان پر ریٹرننگ افسران کے دستخط نہیں تھے یا ای سی پی کی ویب سائٹ پر دستیاب نہیں تھے۔

234 آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2، پیرا a3۔ "یقینی بنانے کے لئے کہ ایسے افراد کی، جن کے حقوق اور آزادیاں یہاں تسلیم کی جا رہی ہیں، حق تلفی ہوتی ہے تو اس کا مؤثر ازالہ ہو، قطعِ نظر اس بات کے کہ وہ حق تلفی کسی ایسے شخص سے ہوئی جو سرکاری حیثیت میں کام کر رہا تھا"۔

الیکشن کے دن کے بعد ای سی پی نے اپنی ویب سائٹ کے ذریعے عوام کو مطلع نہیں کیا کہ دوبارہ گنتی کہاں کہاں ہو رہی ہے۔ ای سی پی نے عبوری نتائج کے فارموں میں کی جانے والی تبدیلیاں بھی ظاہر نہیں کیں اور صرف پرانے فارموں کو تبدیل شدہ فارموں سے بدل دیا گیا۔ الیکشن کے دن کے بعد ای سی پی کی اطلاعات اور بیانات صرف سیاسی جماعتوں کی طرف سے تنقید اور الزامات کا جواب دینے تک محدود رہے۔ ای سی پی نے اپنے وسیع اختیارات کا استعمال کر کے دھوکہ دہی کے الزامات کے بارے میں چھان بین نہیں کی۔

دوبارہ گنتی کی قانونی وجوہات اور طریقہِ کار پہ نظر ثانی کر کے وضاحت اور یکسانیت کو یقینی بنایا جائے۔ ان اقدامات میں خود بخود دوبارہ گنتی کے عددی محرّک اور دوبارہ گنتی کی دوسری قسموں کے لئے واضح معیار شامل ہیں جس سے من مانے فیصلوں کا امکان کم ہو جائے۔

XVIII-نتائج اور انتخابات کے بعد کا ماحول

نتائج کی ترسیل اور اظہار میں شفافیت کی کمی کی وجہ سے حزبِ اختلاف کی جماعتوں نے بڑے پیمانے پر ای سی پی پر تنقید کی اور دھاندلی کے الزامات لگائے۔ حتمی نتائج کی اشاعت کے ساتھ سیاسی جماعتوں کے تحفظات دور کرنے کے لئے نتائج کے فارموں کو سکین کر کے شائع کیا جانا ایک مثبت اقدام تھا۔

ا۔ حتمی نتائج کا اعلان

ای سی پی نے 14 دن کی قانونی ڈیڈ لائن پوری کرتے ہوئے 7 اگست کو حتمی نتائج کا اعلان کیا۔ 7 اور 8 اگست کو تمام حلقوں کے مرتب کیے گئے نتائج کے فارم ای سی پی کی ویب سائٹ پر شائع کیے گئے۔ سماجی تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کی تنقید اور عوامی دباؤ کی وجہ سے پہلی دفعہ تمام پولنگ سٹیشنوں کے نتائج بھی ای سی پی کی ویب سائٹ پر شائع کیے گئے۔

قومی اسمبلی کے لئے 52 فیصد ٹرن آوٹ کی اطلاع دی گئی، جس میں سب سے زیادہ ٹرن آوٹ دارالحکومت اسلام آباد میں 58 فیصد رہا جبکہ سب سے کم خیبر پختونخواہ میں 45 فیصد رہا[235]۔ صوبائی اسمبلیوں کے لئے ٹرن آوٹ کچھ اضافے کے ساتھ 53 فیصد رہا۔ خواتین کا کم ترین ٹرن آوٹ خیبر پختونخواہ کے قبائلی علاقے کے حلقوں میں رہا۔ 2013 کے انتخابات کے مقابلے میں قومی اسمبلی کے لئے ٹرن آوٹ 3 فیصد

235 قومی اسمبلی کی سب سے زیادہ ٹرن آوٹ والے حلقے 71 فیصد ٹرن آوٹ کے ساتھ این اے 222 (سندھ)، 69 فیصد ٹرن آوٹ کے ساتھ این اے 221 (سندھ) اور 68 فیصد ٹرن آوٹ کے ساتھ این اے 98 (پنجاب) تھے۔ سب سے کم ٹرن آوٹ والے حلقے 21 فیصد ٹرن آوٹ کے ساتھ این اے 49 (خیبر پختونخواہ)، 23 فیصد ٹرن آوٹ کے ساتھ این اے 48 (خیبر پختونخواہ) اور 25 فیصد ٹرن آوٹ کے ساتھ این اے 44 (خیبر پختونخواہ) تھے۔

کم تھا[236]۔ غیر قانونی ووٹوں کی تعداد قومی اسمبلی کے لئے 3.3 فیصد اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے 3.2 فیصد تھی۔ غیر قانونی ووٹوں کی سب سے زیادہ تعداد بلوچستان میں درج کی گئی جہاں قومی اسمبلی کے لئے 5.6 فیصد اور صوبائی اسمبلی کے لئے 5.7 فیصد ووٹ غیر قانونی تھے۔

قومی اسمبلی کی 342 نشستیں 11 سیاسی جماعتوں، 1 سیاسی اتحاد اور 4 آزاد امیدواروں میں تقسیم ہوئیں۔ اس میں خواتین کی 60 اور غیر مسلموں کی 10 مخصوص نشستیں بھی شامل تھیں۔ پی ٹی آئی نے 150، پی ایم ایل۔ن نے 81، پی پی پی نے 54، پانچ سیاسی جماعتوں کے اتحاد ایم ایم اے نے 15، ایم کیو ایم پی نے 7، بی اے پی نے 5، بی این پی نے 4، پی ایم ایل کیو نے 3، جی ڈی اے نے 3، اور اے این پی، جے ڈبلیو پی اور اے ایم ایل نے ایک ایک نشست جیتی[237]۔ ایک سے زیادہ حلقوں سے جیتنے والے امیدواروں کے اپنی اپنی نشست کے انتخاب کے بعد 9 نشستیں خالی ہوئیں جبکہ دو حلقوں میں انتخابات ملتوی ہونے سے وہ دونوں نشستیں بھی خالی رہیں[238]۔

چار صوبائی اسمبلیوں کی 728 نشستیں 15 سیاسی جماعتوں، ایک سیاسی اتحاد اور 11 آزاد امیدواروں میں تقسیم ہوئیں جبکہ 28 نشستیں خالی رہیں[239]۔ پی ٹی آئی نے سب سے زیادہ نشستیں پنجاب (371 میں سے 175) اور خیبر پختونخواہ (124 میں سے 74) میں جیتیں۔ سندھ میں پی پی پی نے 168 میں سے 97 نشستیں جیتیں جبکہ بلوچستان میں بی اے پی، ایم ایم اے اور بی این پی نے 65 میں سے بالترتیب 24، 10 اور 9 نشستیں جیتیں[240]۔

ای سی پی کے اعلان کے بعد قومی اسمبلی کی 11 اور صوبائی اسمبلیوں کی 28 خالی نشستوں کے لئے ضمنی انتخابات 14 اکتوبر کو منعقد کیے گئے۔

ب۔ انتخابات کے بعد کا ماحول

الیکشن کے فوراً بعد کا ماحول سیاسی جماعتوں کی اکثریت کی طرف سے انتخابی عمل کو متاثر کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر دھاندلی اور انتخابی بدعنوانی کے الزامات کی وجہ سے ماند پڑ گیا۔ 27 جولائی اور 3 اگست کو حزبِ اختلاف کی جماعتیں کُل جماعتی کانفرنس پر ملیں جس میں پی ایم ایل۔ن، پی پی پی، ایم ایم اے، اے این پی، نیشنل پارٹی (این پی)، قومی وطن پارٹی (کیو ڈبلیو پی)، پاک سرزمین پارٹی (پی ایس پی) اور

---

236 2013 کے انتخابات میں قومی اسمبلی کے لئے ٹرن آؤٹ 55.02 فیصد تھا جو پاکستان میں ہونے والے تمام عام انتخابات میں سب سے زیادہ تھا۔

237 2013 کے انتخابات کے نتائج کے لئے ملاحظہ کیجئے صفحہ نمبر 72، ای یو ای او ایم کی حتمی رپورٹ 2013

238 این اے 35، این اے 53، این اے 56، این اے 63، این اے 65، این اے 69، این اے 124، این اے 131 اور این اے 243 کی نشستیں ایک سے زیادہ نشست جیتنے والوں نے خالی کر دیں۔ این اے 160 میں ایک امیدوار کی نااہلی اور این اے 103 میں ایک امیدوار کی وفات کی وجہ سے انتخابات ملتوی کیے گئے۔

239 کسی امیدوار کی وفات کی وجہ سے چھ حلقوں میں انتخابات ملتوی ہوئے: پی بی 35، پی کے 78، پی کے 99، پی پی 87، پی پی 103 اور پی ایس 87۔ ضمنی انتخابات ان حلقوں میں بھی ہوئے: پی بی 40، پی کے 3، پی کے 7، پی کے 44، پی کے 53، پی کے 61، پی کے 64، پی کے 97، پی پی 3، پی پی 27، پی پی 118، پی پی 164، پی پی 165، پی پی 201، پی پی 222، پی پی 261، پی پی 272، پی پی 292، پی پی 296 اور پی ایس 30۔ پی کے 23 میں خواتین کے کم ٹرن آؤٹ کی وجہ سے انتخاب دوبارہ کرایا گیا۔

240 ملاحظہ کیجئے انیکس II: نتائج کا جائزہ

پختون ملّی عوامی پارٹی (پی کے ایم اے پی) شامل تھیں[241]۔ آغاز میں ایم ایم اے نے قومی اسمبلی کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا لیکن اس پر حزبِ اختلاف کی باقی جماعتیں رضامند نہ ہوئیں۔ حزبِ اختلاف کی تمام جماعتوں نے بعد میں اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ اپنی نشستیں سنبھالیں اور ایک متحدہ محاذ پیش کریں۔ قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کے پاس 151 نشستیں ہیں۔ 3 اگست کو کُل جماعتی کانفرنس کے رہنماؤں نے اعلان کیا کہ ان کا اتحاد پاکستان الائنس فار فری اینڈ فیئر الیکشنز (پی اے ایف ایف ای) کہلائے گا۔ 8 اگست کو پی اے ایف ایف ای نے ای سی پی کے باہر 2000 لوگوں کے ساتھ پُرامن احتجاج کیا۔ اسی دن ملک بھر میں حزبِ اختلاف کی طرف سے 15 احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔

26 اور 30 جولائی کے درمیان اے این پی نے خیبر پختونخواہ کے 13 شہروں میں بڑے پیمانے پر مظاہرے کیے۔ پاکستان راہِ حق پارٹی (پی آر ایچ پی) نے تین دن کے لئے قراقرم ہائی وے بلاک کر دی۔ تحریکِ لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) نے لاہور میں مظاہرہ کیا۔ مانسہرہ (خیبر پختونخواہ) میں پولیس نے پی ایم ایل۔ن کے مظاہرے کے خلاف طاقت کا استعمال کیا جس سے ایک شخص جاں بحق اور کئی زخمی ہوئے۔ ٹی وی کی پرائم ٹائم خبروں میں ان واقعات کی خبر نہیں دی گئی کیونکہ مدیران کو مشورہ دیا گیا تھا کہ ایسی کوئی کوریج نہ کی جائے جس سے نتائج کی عمومی قبولیت کا تاثر خراب ہو۔

خبروں میں انتخابات کو "آزادانہ اور منصفانہ" ظاہر کرنے کی مشترکہ کوششیں واضح تھیں[242]۔ ریاستی اداکار خبروں کے مدیروں پر دباؤ ڈالتے رہے جو خود کو سنسر کرتے رہے۔ سوشل میڈیا پر انتخابی بدعنوانی کی بیسیوں رپورٹیں گردش کرتی رہیں لیکن ان میں سے کسی کے بارے میں تفتیش نہیں کی گئی[243]۔ الیکشن کے بعد کا سرکاری بیانیہ اسی دن طے کر لیا گیا تھا جب تمام نیوز چینلوں نے پی ایم ایل۔ن کے رہنما شہباز شریف کے بیان کے دوران آواز بند کر دی جبکہ عمران خان کو اپنے ووٹ پر مہر لگاتے اور عوام سے خطاب کرتے دکھایا گیا[244]۔ سب سے مشہور اور لبرل ٹی وی چینل جیو نیوز اور آج ٹی وی پر مبینہ طور پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اپنے اینکرز کو ہدایت کریں کہ الیکشن کی رات مباحثوں کا رخ بے قاعدگیوں کی طرف نہ جانے دیں اور فوج کے کردار کو چیلنج نہ کریں[245]۔

پندرہویں قومی اسمبلی کے ارکان نے 15 اگست کو حلف اٹھایا اور 17 اگست کو عمران خان کو وزیرِ اعظم منتخب کیا گیا۔ اگرچہ پی پی پی نے پی ایم ایل۔ن کی حمایت کا اعلان کیا تھا تاہم ان نے شہباز شریف کی بطور امیدوار حمایت نہیں کی۔ یوں پی پی پی اور جماعتِ اسلامی (جے آئی)

---

241 پی کے ایم اے پی کی نمائندگی صرف صوبائی اسمبلیوں میں ہے۔ این پی، کیو ڈبلیو پی اور پی ایس پی نے کوئی قومی نشست نہیں جیتی تاہم این پی کے پاس سینٹ کی پانچ نشستیں ہیں۔

242 مثال کے طور پر کئی مدیران کو ریاستی اداکاروں نے فون کر کے کہا کہ ای یو ای او ایم کے ابتدائی بیان کے تنقیدی پہلوؤں پر بات نہ کی جائے۔ میڈیا کے پورے منظرنامے میں خبریں اس مشورے کے مطابق تھیں۔

243 ٹوئیٹر پر #electionirregularities اور #riggedelection2018 کے ہیش ٹیگز کے ذریعے بے قاعدگیوں کو اجاگر کیا گیا۔ واقعات میں کراچی میں کوڑے میں سے مہر لگے بیلٹ پیپرز کی دریافت، پارٹی ایجنٹوں کو متبادل فارم 45 دیے جانے اور پولنگ سٹیشنوں سے پارٹی ایجنٹوں کو مار بھگانے کی ویڈیوز شامل تھیں۔

244 ای یو ای او ایم کو اطلاع دی گئی کہ پولنگ سٹیشنوں پر تمام صحافیوں کو داخل ہونے اور اپنے کیمرے آن رکھنے کو کہا گیا جبکہ یہ ای سی پی کے میڈیا کے ضابطہِ اخلاق کی خلاف ورزی تھی۔ ای سی پی نے پی ٹی آئی کے قائد کو ووٹ کی رازداری کی خلاف ورزی کرنے پر نوٹس جاری کیا اور پھر کوئی سزا دیے بغیر ان کی معذرت کو قبول کر لیا۔

245 مبینہ طور پر ایسے مشورے فیلڈ میں موجود صحافیوں کو بھی دیے گئے۔ ای یو کے مشاہدہ کاروں سے ملاقات کے دوران سکھر، فیصل آباد اور لاڑکانہ میں صحافیوں نے کھُل کر فوج کی تعریف کی۔

نے رائے دہی سے پرہیز کیا۔ پی ایم ایل۔ن کے اندر پڑنے والی دراڑ بھی واضح تھی جب پنجاب اسمبلی میں ان کے 15 ارکان نے سپیکر کے عہدے کے لئے اپنے امیدوار کی بجائے پی ٹی آئی کے نامزد کردہ پی ایم ایل کیو کے چوہدری پرویز الٰہی کو ووٹ دیا۔ قومی اسمبلی میں پی ٹی آئی کے امیدواروں کو سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے عہدے کے لئے منتخب کر لیا گیا۔

4 ستمبر کو پی ٹی آئی کے ڈاکٹر عارف علوی کو ملک کے تیرہویں صدر کے طور پر منتخب کیا گیا۔

انیکس 1۔ای یو ای او ایم کی سفارشات 2018

#	رپورٹ کا صفحہ #	سیاق وسباق	سفارش	قانونی فریم ورک میں مجوّزہ تبدیلی	ذمہ دار ادارہ	متعلقہ بین الاقوامی یا علاقائی اصول / معاہدہ
قانونی فریم ورک						
1	21	بنیادی حقوق جیسے آزادیِ اظہارِ رائے یا تعلق قائم کرنے کا حق کو قانوناً غیر معروضی اور اخلاقی معیاروں کے ذریعے محدود کیا جا سکتا ہے۔ غیر مسلم ارکانِ پارلیمنٹ صدر یا وزیرِ اعظم کے عہدے کے لئے منتخب نہیں کیے جا سکتے، اور عدالت کی طرف سے فاتر العقل قرار دیے جانے والے	یقینی بنایا جائے کہ بنیادی حقوق مثلاً اجتماع کا حق، آزادیِ اظہارِ رائے، رائے دہی کا حق اور تمام شہریوں میں مساوات پر مبہم، غیر معروضی، امتیازی یا من مانے معیار کے ذریعے ناروا پابندی نہ لگائی جائے اور بین الاقوامی معیار کے ساتھ مطابقت پیدا کی جائے۔	آئین "غیر مسلم" کی تعریف باب 1 (بنیادی حقوق) آرٹیکل 19 آرٹیکل (25)2	پارلیمنٹ لا اینڈ جسٹس کمیشن وزارتِ قانون و انصاف	شہریوں میں مساوات آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2 "[...] اپنی حدود کے اندر تمام شہریوں کو یقین دہانی کرائیں [---] موجودہ معاہدہ میں تسلیم شدہ تمام حقوق، بغیر کسی امتیاز کے [---]" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 3 "[---] تمام سول اور سیاسی حقوق میں مردوں اور خواتین کے

		لوگ رائے دہی اور انتخابات میں حصہ لینے کے حق سے خارج ہیں۔ قانون مذہبی شناخت کی بنیاد پر کچھ شہریوں کے خلاف امتیازی سلوک کی طرف لے جاتا ہے۔ مساوی شہری حقوق مکمل طور پر یقینی نہیں ہیں۔		آرٹیکل 44 آرٹیکل 91 پاکستانی شہریت کا قانون سیکشن 10	وزارتِ خارجہ امور	مساوی حقوق[---]" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 26 "[---] ہر طرح کے امتیاز پر پابندی لگائیں اور تمام لوگوں کو یکساں اور مساوی تحفظ کی ضمانت دیں[---]" سی ای ڈی اے ڈبلیو، آرٹیکل 1 "[---] صنفی بنیاد پر کسی قسم کا امتیاز، اخراج یا پابندی[---] سیاسی میدان میں آئی سی ای آر ڈی، آرٹیکل 5(c) "[...] سیاسی حقوق، بالخصوص انتخابات میں حصہ لینے کا حق---رائے دہی اور انتخابات میں کھڑے ہونا---ہمہ گیر اور مساوی حقِ رائے دہی کی بنیاد پر، حکومت میں شمولیت اور کسی بھی سطح پر عوامی معاملات کا انتظام اور عوامی خدمات تک یکساں رسائی"۔

2	23	کئی قانونی دستاویزات بشمول ضوابطِ اخلاق و ای سی پی قواعد، زیادہ تر شراکت داروں کی مشاورت کے بغیر، بہت تاخیر کے ساتھ الیکشن کے دن کے قریب جاری کی گئیں۔ ای سی پی کے کچھ نوٹیفیکیشن مثلاً پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر فوج کی تقرری، متنازعہ ہوگئے۔ قانون فریم ورک سے آگاہی اور اعتماد کو یقینی نہیں بنایا گیا۔ اچھے بین الاقوامی طریقہِ کار سے اندازہ ہوتا ہے کہ انتخابی قوانین کی مکمل وضاحت اور اطلاق انتخابات سے چھ ماہ سے ایک سال سے قبل ہونا چاہیئے۔	قانون کے بارے میں تیقّن اور شراکت داروں کی آگاہی میں اضافے کے لئے یقینی بنایا جائے کہ انتخابی قوانین میں کوئی اہم ترمیم (اِلّا کہ وہ شراکت داروں کی مشاورت سے بہتری کی خاطر کی جائے) الیکشن سے قبل کم از کم چھ ماہ سے ایک سال کے عرصے کے دوران کی جائے۔	الیکشن ایکٹ 2017	پارلیمنٹ ای سی پی	متفقہ قانونی فریم ورک آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 9 "آئی سی سی پی آر آرٹیکل 25 پیراگراف b میں مذکور حقوق اور ذمہ داریوں کی قانوناً ضمانت دی جائے" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، پیرا19 "[---] انتخابات لازمی طور پر منعقد کیے جائیں [---] قوانین کے مؤثر فریم ورک کے اندر حقِ رائے دہی کے مؤثر استعمال کی ضمانت دیں"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا25 "کوئی اصول، جسے 'قانون' کا درجہ دیا جائے، کی تشکیل میں اتنی درستگی ہو کہ کوئی فرد اس کے مطابق طرزِ عمل اختیار کر سکے اور عوام کو

اس تک رسائی ملے[---]" گُڈ پریکٹس قانونی تیقّن اور پیش گوئی کا اصول ایچ آر سی قرارداد 19\36 (اے\ایچ آر سی\آر ای ایس\19\36، 2012)16 (c) " قانون کی حکومت کو تقویت اور جمہوریت کو فروغ دیا جائے---c) یقینی بنایا جائے کہ موزوں حد تک قانونی تیقّن اور پیش گوئی فراہم کی جا رہی ہے " وینس کمیشن کوڈ آف گُڈ پریکٹس (ہدایات و توضیحی رپورٹ 2002)، باب 2، صفحہ 11، آرٹیکل 2(b) "[---] انتخابی قانون، بالخصوص انتظامی نظام، انتخابی کمیشنوں کی رکنیت اور حلقوں کی حدود						

						کے تعین میں، انتخابات سے ایک سال پہلے تک ترمیم نہیں ہونی چاہئیے"
3	25	انتخابات میں حصہ لینے کے حق پر مبہم اور غیر یقینی شرائط میں امیدوار کا اچھے کردار کا مالک اور ایماندار ہونا بھی شامل ہیں۔ امیدواروں کے اندراج کے مرحلے میں ان شرائط کا اطلاق غیر یکساں طریقے سے کیا گیا۔ ان پر سپریم کورٹ کی طرف سے بھی تنقید کی گئی، جس سے قانون میں تبدیلی کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔	ترجیحی سفارش انتخابات میں حصہ لینے کے حق کے لئے قانونی تینس فراہم کیا جائے۔ آئین اور الیکشن ایکٹ کا جائزہ لیا جائے تاکہ لاگو ہونے والی پابندیاں مبہم، اخلاقی اور من مانے معیار کے تابع نہ ہوں اور عملی طور پر بین الاقوامی معیار کے مطابق ہوں۔ ای سی پی کو چاہئیے کہ امیدواروں پر لاگو ہونے والی شرائط کے یکساں اطلاق کے لئے ہدایات وضع کرے۔	آئین آرٹیکل 62 اور 63 الیکشن ایکٹ 2017 سیکشن 62(9) اور 112(6)	پارلیمنٹ ای سی پی	انتخابات میں حصہ لینے کا حق آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، جی سی 25، پیرا 4 "ایسے حقوق جن کا تحفظ آرٹیکل 25 کرتا ہے، پر لاگو ہونے والی کوئی بھی پابندی معروضی اور معقول بنیاد پر ہونی چاہئیے"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی، جی سی 25، پیرا 15 "جو افراد انتخابات میں حصہ لینے کے اہل ہیں، انہیں کسی غیر معقول یا امتیازی شرط کے ذریعے خارج نہ کیا جائے [---]"

4	27	الیکشن ایکٹ کے کئی قوانین یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ای سی پی معلومات کی اشاعت کرے۔ تاہم اکثر اس کا طریقہِ کار اور وقت نہیں بتائے گئے۔ کچھ صورتوں میں کچھ بھی شائع نہیں کیا گیا اور جب معلومات کو شائع کیا گیا تو وہ قارئین کے لئے پڑھنا آسان نہیں تھا۔	ترجیحی سفارش الیکشن ایکٹ، الیکشن قواعد اور ضوابطِ اخلاق پر نظرِ ثانی کی جائے تا کہ شفافیت کے لئے ٹھوس طریقہِ کار وضع کیا جاسکے۔ اس میں عوامی دلچسپی کی معلومات کی اشاعت، جس میں آن لائن اشاعت بھی شامل ہے، کا طریقہِ کار اور نظام الاوقات بھی شامل ہیں۔ حکم عدولی کی صورت میں لاگو ہونے والی سزا کا تعین بھی کیا جانا چاہیئے۔	الیکشن ایکٹ 2017 سیکشن 13(6) ، 14(3)، 15(5) ، 16، 2(1)، 28، 47، 49(2)، 57(3)، c(4)59، a(1)68، 75(3)، 95(10)، 98(2)،	پارلیمنٹ ای سی پی	شفافیت اور معلومات تک رسائی آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا19 "[---]عوامی دلچسپی کی سرکاری معلومات کو فعال طریقے سے عوامی رسائی میں لایا جائے" یو این سی اے سی، آرٹیکل 7.4 "[---] ایسے نظام اختیار کرنے، چلانے اور تقویت دینے کی کوشش کی جائے جو شفافیت کو فروغ دیتے ہوں" آرٹیکل 10 "[---] شفافیت کو فروغ دینے کے لئے [---] عوامی انتظامیہ"

		104(1)، 114(3)، 115(5)، 118(3)، 124، 138، 160، 197(2)، 208(4)، 213(2)، 227، 230(3)، 233(4)، 240				

انتخابی نظام						
5	29	سیاسی جماعتوں کی جنرل نشستوں پر کارکردگی کی بنیاد پر اسمبلی کی مخصوص نشستیں ان میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ قانون میں کوئی انتخابی فارمولا نہیں ہے۔ تاہم انفرادی امیدواروں کی ایک سے زیادہ حلقوں میں جیتی ہوئی نشستیں بھی شمار میں آتی ہیں اور یوں نتیجہ میں کچھ بگاڑ کا باعث بنتی ہیں۔	نتائج پر اعتماد کے لئے قانون میں مخصوص نشستوں کی تقسیم اور نمائندگی کے تناسب کے بگاڑ کو روکنے کے لئے واضح انتخابی فارمولا ترتیب دیا جائے۔ یہ یقینی بنایا جائے کہ مخصوص نشستوں کو جنرل نشستوں کی حتمی تقسیم کے بعد جماعتوں کو تفویض کیا جائے۔	آئین	پارلیمنٹ	قانون کا تیقّن آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2 "[---] موجودہ معاہدے میں تسلیم کیے جانے والے حقوق کو عمل میں لانے کے لئے ضروری قوانین اور اقدامات اختیار کیے جائیں" ایچ آر سی قرارداد 19\36 (اے\ایچ آر سی\آر ای ایس\19\36، 2012) پیرا 16 "قانون کی حکمرانی کو تقویت دینے اور جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے: (c) یقینی بنایا جائے کہ قانون کے اطلاق میں موزوں حد تک قانونی تیقن اور پیش گوئی فراہم کی جائے، تاکہ من مانی کرنے سے گریز ہو سکے"

						آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا5 "۔۔۔ جن ذرائع سے افراد آرٹیکل 25 میں تحفظ دیے گئے عوامی معاملات میں شرکت کے اپنے حقوق استعمال کرتے ہیں، آئین اور دوسرے قوانین میں شامل کیے جائیں"۔ یو این جنرل اسمبلی کی قرارداد 66\130، پیرا6 "[۔۔۔] سیاسی شمولیت کے لئے ان کے نظام کے تفریقی اثر کا جائزہ لیا جائے [۔۔۔]"
انتخابات کا انتظام						
6	33	ای سی پی نے عبوری طور پر سماجی تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ عبوری طور پر ملاقاتیں کیں، مگر جن لوگوں سے پوچھا گیا ان نے بتایا کہ عام طور پر انہیں	ترجیحی سفارش ای سی پی پر عوام کا اعتماد بڑھانے کے لئے ای سی پی کو شفافیت اور شمولیت میں اضافے کے	الیکشن ایکٹ 2017	ای سی پی	معلومات کا حق آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19(2) "ہر کسی کو آزادیِ اظہارِ رائے کا حق حاصل ہو گا، اس حق میں معلومات کی تلاش، وصولی اور تقسیم بھی شامل

		پہلے سے گفتگو کے موضوع کا علم نہیں ہوتا تھا۔ رائے دہندگان کو ناکافی اطلاعات ملیں کیونکہ ای سی پی کے کچھ اہم فیصلوں سے میڈیا کو آگاہ نہیں کیا گیا۔ الیکشن کے بعد ای سی پی عوام کو اہم فیصلوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے اور رزلٹ ٹرانسمشن سسٹم کی ناکامی کی وجوہات کی وضاحت کرنے کی بجائے زیادہ تر سیاسی جماعتوں کی تنقید کا جواب دیتا رہا۔ ای یو ای او ایم کو ای سی پی سے ملاقات کرنے اور مطلوبہ معلومات اور فیصلے حاصل کرنے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔	اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس میں طریقہِ کار، فیصلوں اور عوامی دلچسپی کی دیگر معلومات کی بروقت اشاعت اور سول سوسائٹی سمیت انتخابی عمل کے شراکت داروں سے باقاعدہ ملاقاتیں اور مشاورت شامل ہیں۔			ہوں گے" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا 18 "آرٹیکل 19، پیرا 21 عوامی اداروں کی معلومات تک رسائی کو محفوظ بناتا ہے۔ ایسی معلومات میں کسی عوامی ادارے کا ریکارڈ شامل ہے، چاہے وہ معلومات کسی بھی حالت میں محفوظ کی گئی ہو، اس کا ذریعہ کچھ بھی ہو اور وہ کسی بھی تاریخ کو حاصل کی گئی ہو" پیرا 19 "معلومات تک رسائی کے حق کو عمل میں لانے کے لئے شریک ریاستیں فعال طریقے سے عوامی دلچسپی کی سرکاری معلومات کو عوام تک پہنچائیں گی"

7	70	ای سی پی کی طرف سے نتائج کے اعلان میں تاخیر کی وضاحت میں ناکامی کی وجہ سے انتخابی نتائج پر عوام کا اعتماد کم ہوا۔ بغیر پرکھ کے چلائے جانے والے رزلٹ ٹرانسمشن سسٹم کی ناکامی کی اچھی وضاحت نہیں ہوئی۔ اس وجہ سے سیاسی جماعتوں اور دیگر شراکت داروں کی طرف سے دھاندلی کے الزامات لگے۔ آر ٹی ایس کی ناکامی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لئے ای سی پی نے الیکشن کے دو ہفتے بعد پولنگ سٹیشنوں سے ملنے والے نتائج سمیت تمام نتائج اپنی ویب سائٹ پر شائع کیے۔	اپنی ساکھ کو بہتر کرنے اور نتائج پر عوام کے اعتماد میں اضافے کے لئے ای سی پی کو چاہیئے کہ صرف ایسی ٹیکنالوجی استعمال کرے جو میڈیا اور مشاہدہ کاروں کی موجودگی میں ٹیسٹ ہو اور قابلِ اعتبار ثابت ہو۔ ای سی پی کی ویب سائٹ پر حلقوں اور پولنگ سٹیشنوں کے نتائج کی فوری اور بیک وقت اشاعت شروع کی جائے۔	الیکشن ایکٹ 2017 الیکشن قواعد	ای سی پی	حقیقی انتخابات آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا20 "رائے دہی اور گنتی کے عمل کی آزادانہ چھان بین ہونی چاہیئے اور عدالتی جائزے یا اس کے مترادف کسی عمل تک رسائی ہونی چاہیئے تاکہ رائے دہندگان کو ووٹ کے تحفظ اور ووٹوں کی گنتی پر اعتماد ہو"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا19 "معلومات تک رسائی کے حق کو عمل میں لانے کے لئے شریک ریاستیں فعال طریقے سے عوامی دلچسپی کی سرکاری معلومات کو عوام تک پہنچائیں گی" یو این سی اے سی، آرٹیکل 10 "[---] اس کے

						عوامی انتظام میں شفافیت، جس میں اس کی ساخت، کارگزاری اور فیصلہ سازی کا عمل بھی شامل ہے[---] جہاں مناسب ہو، عوام کو اس کی ساخت، کارگزاری اور اس کے عوامی انتظام کے فیصلہ سازی کے عمل کے بارے میں معلومات کے حصول کی اجازت دی جائے[---] ایسے فیصلوں اور قانونی اقدامات کے بارے میں جو عوامی دلچسپی کے حامل ہیں"
8	68	ای سی پی نے پولنگ عملے اور پریزائڈنگ افسران کے لئے کئی تربیتی سیشن منعقد کیے۔ الیکشن کے دن پولنگ عملے نے پولنگ کا نظم ونسق اچھے طریقے سے چلایا مگر گنتی کا عمل بعض اوقات مسائل کا شکار رہا اور پولنگ عملے کو	گنتی، فارموں کی تکمیل اور نتائج کی ترسیل سمیت الیکشن کے دن کی کارروائی پر صحیح اور یکساں عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے پولنگ عملے کی جامع تربیت متعارف کرائی جائے۔	قانونی فریم ورک میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں	ای سی پی	حقیقی انتخابات یو این، جی اے کی قرارداد 164/68/RES/A (2013) "جنرل اسمبلی قومی اور مقامی سطح پر مؤثر اور شفاف انتخابات کے انعقاد کے لئے موزوں وسائل کی ضرورت کو محسوس کرتی ہے، اور مشورہ دیتی ہے کہ رکن

		نتائج کے فارموں کی تکمیل میں مشکلات پیش آئیں۔ نتائج کے فارموں میں غلطیوں، پولنگ سٹیشنوں پر نتائج کے فارموں کی ناکافی تعداد اور پولنگ سٹیشنوں کے باہر صرف چند ایک فارموں کے چسپاں کیے جانے کی وجہ سے ووٹوں کی گنتی کی درستی پر اثر پڑا۔				ریاستیں ان انتخابات کے انعقاد کے لئے موزوں وسائل فراہم کریں"۔
9	71	ووٹوں کی دوبارہ گنتی کسی امیدوار کی طرف سے تحریری درخواست پر منحصر ہے۔ پہلے اور دوسرے نمبر کے امیدواروں کے درمیان ووٹوں کی تعداد کا فرق 10,000 ووٹوں یا ڈالے جانے والے کُل ووٹوں کے 5 فیصد سے کم ہونا	دوبارہ گنتی کی قانونی وجوہات اور طریقۂ کار پر نظرِ ثانی کر کے وضاحت اور یکسانیت کو یقینی بنایا جائے۔ ان اقدامات میں خود بخود دوبارہ گنتی کے عددی محرّک اور دوبارہ گنتی کی دوسری قسموں کے لئے واضح معیار شامل ہیں جس سے	الیکشن ایکٹ 2017	پارلیمنٹ ای سی پی	مؤثر تدارک کا حق آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2 (3) (a) "[---] یقینی بنانے کے لئے کہ یہاں تسلیم کیے جانے والے کسی بھی فرد کے حقوق تلف ہونے کی صورت میں اسے مؤثر تدارک حاصل ہو گا"۔

		چاہیئے۔ دوبارہ گنتی کی درخواست کی معقولیت کے مطابق ریٹرننگ افسران کچھ حد تک اجازت دینے کا صوابدیدی اختیار رکھتے ہیں۔ تاہم دوبارہ گنتی کی درخواستوں سے نمٹنے کے طریقے میں یکسانیت کی کمی تھی۔ اس کے علاوہ کسی بے قاعدگی، مثلاً بڑی تعداد میں ووٹوں کے مسترد ہو جانے کی صورت میں دوبارہ گنتی کے لئے کوئی مخصوص قانون موجود نہیں۔	من مانے فیصلوں کا امکان کم ہو جائے۔			آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا20 "رائے دہی اور گنتی کے عمل کی آزادانہ چھان بین ہونی چاہیئے اور عدالتی جائزے یا اس کے مترادف کسی عمل تک رسائی ہونی چاہیئے تاکہ رائے دہندگان کو ووٹ کے تحفظ اور ووٹوں کی گنتی پر اعتماد ہو"۔
10	31	سکیورٹی اہلکاروں کے لئے ای سی پی کے ضابطہِ اخلاق نے انہیں	ترجیحی سفارش	آئین	پارلیمنٹ	حقیقی انتخابات

		پولنگ سٹیشنوں کے اندر اور باہر تعیناتی کی اجازت دی، انہیں عدالتی اختیار دیا (کچھ جرائم پر فوری سزا) اور بے قاعدگیوں کی اطلاع دینے کے لئے ایک متوازی ڈھانچہ بھی فراہم کیا۔ الیکشن کے دن تعینات ہونے والے 800,000 سکیورٹی اہلکاروں میں سے 371,000 فوج سے تعلق رکھتے تھے (2013 میں 70,000). پولنگ سٹیشنوں کے اندر فوج کی موجودگی نے فوجی کنٹرول کا ماحول پیدا کر دیا۔ ووٹوں کی گنتی کے دوران فوجیوں کی طرف سے فیصلوں اور نتائج کی ترسیل کے	انتخابات کے انعقاد کے سول انتظام کی ضمانت دی جائے۔ سکیورٹی اداروں بشمول فوج کی موجودگی صرف پولنگ سٹیشنوں کے باہر ہونی چاہئیے اور انہیں انتخابی عمل میں مداخلت نہیں کرنی چاہئیے۔	الیکشن ایکٹ 2017	ای سی پی ضلعی کمشنر پولیس سکیورٹی ایجنسیاں	آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 11 "اندراج یا رائے دہی میں بیجا مداخلت یا رائے دہندگان کو خوفزدہ کرنا یا ان سے زبردستی کرنا قانوناً ممنوع ہونا چاہئیے اور ان قوانین کو سختی سے نافذ کیا جانا چاہئیے" پیرا 20 "انتخابی عمل کی نگرانی اور اس کے منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور اس معاہدے سے مطابقت رکھنے والے قوانین کے تحت انعقاد کی نگرانی کرنے کے لئے ایک خود مختار ادارہ قائم کیا جانا چاہئیے"

		ایک متوازی نظام کی موجودگی سے اس پر اور بھی برا اثر پڑا۔				
11	34	ای سی پی نے معذور افراد، قیدیوں، حوالاتیوں اور الیکشن ڈیوٹی پر مامور پولنگ اور سکیورٹی عملے سمیت رائے دہی بذریعہ ڈاک کے حقدار لوگوں کو بروقت درخواست کے طریقے اور ڈیڈلائن کے بارے میں مطلع نہیں کیا۔ وقت کی تنگی اور طریقہِ کار کی مشکل نے مل کر بروقت پوسٹل بیلٹ بھیجنے والوں کی تعداد گھٹادی۔ پوسٹل بیلٹ کی گنتی کے طریقہِ کار سے ووٹ کی رازداری میں خلل پڑا کیونکہ پوسٹل بیلٹ	رائے دہی بذریعہ ڈاک کے نظام کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے تاکہ اس کی سالمیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ مؤثر اقدامات میں رائے دہندگان کی آگاہی میں اضافہ، درخواستوں کے لئے موزوں عرصہ متعین کرنا اور ہر مرحلے پر ووٹ کی رازداری کی ضمانت دینا ہے۔	الیکشن ایکٹ 2017	پارلیمنٹ ای سی پی	خفیہ بیلٹ رائے دہی کا حق اور موقع آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2.2 اور 25 "ہر شہری کو حق اور موقع حاصل ہوگا (b) میعادی حقیقی انتخابات میں جو مساوی اور ہمہ گیر حقِ رائے دہی پر مبنی ہوں گے اور خفیہ بیلٹ کے ذریعے منعقد ہوں گے" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25(b) "ہر شہری کو غیر معقول پابندیوں کے بغیر حق اور موقع حاصل ہوگا (b) رائے دہی اور منتخب ہونے کا۔

		پر رائے دہندہ کے انتخاب اور رائے دہندہ کی شناخت کو تلاش کیا اور ملایا جاسکتا ہے۔				آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 11 "ریاستوں کو عملی اقدامات کے ذریعے یقینی بنانا چاہیئے کہ رائے دہی کے اہل تمام افراد اپنا یہ حق استعمال کر سکیں۔ جہاں رائے دہندگان کے اندراج کی ضرورت ہو وہاں اس میں سہولت پیدا کی جانی چاہیئے اور اس اندراج کی راہ میں رکاوٹیں نہیں کھڑی کی جانی چاہئیں"۔ سی آر پی ڈی، آرٹیکل 29 "[---] معذور افراد کے انتخابات میں بذریعہ خفیہ بیلٹ رائے دہی کے حق کا تحفظ [---]"
12	32	ای سی پی اپنی ایس ایم ایس سروس کے ذریعے رائے دہندگان کے پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں تمام ضروری معلومات	ای سی پی کو الیکشن کے دن سے کافی پہلے پولنگ سٹیشنوں کا محلِ وقوع متعین کر لینا چاہیئے اور رائے دہندگان کو ان کے پولنگ	قانونی فریم ورک میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں	ای سی پی	رائے دہی کا حق اور موقع آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، پیرا 11 "ریاستوں کو عملی اقدامات کے ذریعے یقینی بنانا چاہیئے کہ

		فراہم نہ کر پایا کیونکہ پولنگ سٹیشنوں کی فہرست میں الیکشن سے ایک ہفتے پہلے تک تبدیلیاں کی گئیں۔ الیکشن کے دن زیادہ لوڈ کی وجہ سے ای سی پی کی ایس ایم ایس سروس کام نہ کر سکی۔ اس کے مقابلے میں پی ٹی آئی نے ایک ڈیٹا بیس اور ایک موبائل ایپلیکیشن تیار کی جو رائے دہند گان کو ان کے پولنگ سٹیشنوں سے ملاتی تھی۔ الیکشن کے دن پورے ملک میں اسے پی ٹی آئی کے پولنگ کیمپوں میں مؤثر طریقے سے استعمال کیا گیا۔	سٹیشنوں کے متعلق بروقت اور قابلِ اعتماد طریقے سے اطلاع دے دینی چاہئیے۔ الیکشن کے دن یہ صرف ای سی پی کی ذمہ داری ہونی چاہئیے کہ وہ رائے دہند گان کو ان کے مقررہ پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں بتائیں۔			رائے دہی کے اہل تمام افراد اپنا یہ حق استعمال کر سکیں۔ جہاں رائے دہند گان کے اندراج کی ضرورت ہو وہاں اس میں سہولت پیدا کی جانی چاہئیے اور اس اندراج کی راہ میں رکاوٹیں نہیں کھڑی کی جانی چاہئیں"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا12 "حرکت کی آزادی کی راہ میں رکاوٹیں جو رائے دہی کے اہل افراد کو اپنے حق کے مؤثر استعمال سے روکیں [۔۔۔] پر قابو پانے کے لئے مثبت اقدامات کرنے چاہئیں"

رائے دہندگان کی تعلیم						
13	35	ای سی پی نے رائے دہندگان کو معلومات کی فراہمی کے لئے الیکشن سے صرف ایک ہفتہ پہلے ایک مہم چلائی جس کا مقصد رائے دہندگان کی شمولیت کی حوصلہ افزائی تھا۔ رائے دہی کے طریقہِ کار کے بارے میں اہم معلومات اچھے طریقے سے نہیں فراہم کی گئی۔ سماجی تنظیموں اور میڈیا نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی مگر الیکشن کے دن رائے دہی کے طریقہِ کار کے بارے میں رائے دہندگان کی تعلیم میں کمی واضح تھی۔ رائے دہندگان کے لئے	الیکشن ایکٹ میں ترمیم کر کے رائے دہندگان کو انتخابی عمل کے تمام مراحل کے بارے میں تعلیم فراہم کرنا شامل کیا جائے۔ رائے دہندگان کی تعلیم کے پروگرام فیلڈ کی سرگرمیوں، اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور آن لائن میڈیا پر چلائے جاسکتے ہیں۔ ای سی پی کو سماجی تنظیموں کے تعاون کے ساتھ یہ پروگرام ترتیب دینے چاہئیں اور کمزور طبقات پر بطورِ خاص توجہ دی جانی چاہیئے۔	الیکشن ایکٹ 2017	پارلیمنٹ ای سی پی	معلومات کا حق آئی سی سی پی آر آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا11 "ریاستوں کو چاہیئے [---] یقینی بنائیں کہ رائے دہی کے اہل افراد اس حق کا استعمال کر سکیں۔ ایک آگاہ آبادی کے آرٹیکل 25 کے مؤثر استعمال کے لئے رائے دہندگان کی تعلیم اور اندراج کی مہمیں ضروری ہیں"۔ آئی سی سی پی آر آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا12 "مخصوص مشکلات مثلاً ناخواندگی، زبان کی رکاوٹ، غربت یا حرکت کی آزادی کی راہ میں رکاوٹیں جو رائے دہی کے اہل افراد کو اپنے حق کے مؤثر استعمال سے روکیں، پر قابو پانے کے لئے

		معلومات کسی کمزور طبقے مثلاً دیہاتی علاقوں کی خواتین، عمر رسیدہ افراد، معذور افراد یا ٹرانس جینڈر شہریوں کے لئے مخصوص نہیں تھی۔				مثبت اقدامات کرنے چاہئیں" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا 18 "[---] عملی دلچسپی کی سرکاری معلومات کو عملی طور پر عوامی رسائی میں لایا جائے۔ ایسی معلومات تک آسان، فوری، مؤثر اور عملی رسائی کو یقینی بنانے کے لئے شریک ریاستوں کو ہر کوشش کرنی چاہئیے"۔ یو این سی ای سی، آرٹیکل 13(1) "ہر شریک ریاست [---] عوامی دائرے سے باہر افراد اور گروہوں کی شمولیت کو فروغ دے گی [---] (b) یقینی بنائے گی کہ عوام کو معلومات تک مؤثر رسائی حاصل ہے"۔ سی ای ڈی اے ڈبلیو، جی آر 3 (1987) "[کمیٹی]

						تمام شریک ریاستوں پر زور دیتی ہے کہ عوامی آگاہی اور تعلیم کے پروگرام شروع کریں جو خواتین کی سماجی مساوات کے اصول پر مکمل عملدرآمد کی راہ میں حائل موجودہ رواجوں اور تعصبات کے خاتمے میں مدد کریں"
انتخابی حلقہ بندی						
14	36	آئین میں تاخیر سے ہونے والی ایک ترمیم نے ای سی پی کو انتخابات سے چند ماہ پہلے حلقہ بندی کرنے کے قابل بنایا۔ مردم شماری کے عبوری ڈیٹا کے استعمال کی وجہ سے ووٹ کی برابری یقینی نہ بنی۔ اس عمل کے دوران ای سی پی کو درخواستیں دی جاسکتی تھیں لیکن یہ غیر واضح تھا کہ فیصلے	الیکشن ایکٹ میں ترمیم کر کے انتخابی حلقہ بندی کے مخصوص اور واضح اصول اور بین الاقوامی معیار کے مطابق میعادی جائزہ شامل کئے جائیں تاکہ ووٹ کی برابری کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ عمل وسیع عوامی مشاورت کے بعد ہونا چاہیئے اور اس میں مقامی آبادی، سماجی تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کو	الیکشن ایکٹ 2017 الیکشن قواعد	پارلیمنٹ ای سی پی	مساوی حقِ رائے دہی آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا21 "ایک فرد ایک ووٹ کے اصول کا اطلاق لازمی ہے، اور ہر ریاست کے انتخابی نظام کے اندر، ایک رائے دہندہ کا ووٹ دوسرے کے برابر ہونا چاہیئے۔ حلقہ بندیوں اور ووٹوں کی تفویض کے طریقے سے رائے دہندگان کی تقسیم بگڑنی نہیں چاہیئے اور اسے کسی طبقے کے خلاف

		کس طرح کیے گئے۔ حتمی حلقہ بندی کے علاوہ ای سی پی کے فیصلے شائع نہیں کیے گئے۔ کئی فیصلوں کو ہائی کورٹس میں چیلنج کیا گیا لیکن ان میں سے زیادہ تر یا تو مسترد کر دیے گئے یا مزید غور کے لئے دوبارہ ای سی پی کے پاس بھیج دیے گئے۔ کچھ عدالتی مقدمات ابھی تک زیرِ سماعت ہیں، جس سے اس عمل کے بارے میں غیر یقینی کیفیت پیدا ہوئی۔	شامل کیا جائے۔ مؤثر طور پر عدالتی دادرسی کے حصول کے لئے مناسب وقت دیا جائے۔			امتیاز نہیں برتنا چاہئیے اور شہریوں کے اپنے نمائندوں کے آزادانہ انتخاب کو خارج نہیں کرنا چاہئیے یا اس پر غیر معقول پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں"۔
رائے دہندگان کا اندراج						
15	39	ای سی پی نے گھر گھر جانے کی ایک محدود مہم چلائی جس کا مقصد رائے دہندگان کی فہرست کی	ایسے شہریوں کے نام جن کا انتقال ہو چکا ہے یا جنہیں قانونی طور پر رائے دہی کا حق نہیں (مثلاً وہ لوگ	الیکشن ایکٹ 2017	ای سی پی نادرا	رائے دہی کا حق اور موقع آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25(ب) "ہر شہری کو

		تجدید اور وفات پا چکے ہوئے افراد کے ناموں کو خارج کرنا تھا۔ حتمی انتخابی فہرست میں وفات پانے والے کچھ افراد کے نام موجود تھے، کیونکہ ان کے ڈیتھ سرٹیفیکیٹ یونین کونسل میں درج نہیں ہوئے تھے۔ خواتین رائے دہندگان کے اندراج میں اضافے کے لئے ای سی پی کی متحدہ کوششوں کے باوجود مرد اور خواتین رائے دہندگان کی تعداد میں فرق تقریباً جوں کا توں رہا، اور خواتین رائے دہندگان کی تعداد کُل تعداد کا 44 فیصد ہے۔ اس فرق کی وجوہات میں سے ایک خواتین کے لیے	جنہیں عدالت نے فاترالعقل قرار دیا ہو) مؤثر طریقے سے انتخابی فہرست سے نکالے جائیں تاکہ اس کی درستی اور مشمولیت کو یقینی بنایا جا سکے، اور شناختی کارڈ کے حصول کی راہ میں حائل قانونی اور طریقہ کار کی رکاوٹیں ختم کی جائیں۔			یہ حق اور موقع حاصل ہو گا، بغیر بے جا پابندیوں کے (ب) رائے دہی اور منتخب ہونے کا" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 11۔ "ریاستوں کو عملی اقدامات کے ذریعے یقینی بنانا چاہیئے کہ رائے دہی کے اہل تمام افراد اپنا یہ حق استعمال کر سکیں۔ جہاں رائے دہندگان کے اندراج کی ضرورت ہو وہاں اس میں سہولت پیدا کی جانی چاہیئے اور اس اندراج کی راہ میں رکاوٹیں نہیں کھڑی کی جانی چاہئیں"۔ سی ای ڈی اے ڈبلیو، آرٹیکل 7 "شریک ریاستیں تمام مناسب اقدامات کریں گی کہ ملک میں عوامی اور سیاسی زندگی میں خواتین کے خلاف امتیاز ختم کیا جائے اور بالخصوص یقینی بنائیں گی کہ خواتین کو مردوں کے برابر حق حاصل ہو (a) تمام انتخابات

		کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ (سی این آئی سی) کے حصول کے لئے معلومات تک محدود رسائی ہے۔ رائے دہندگان کے اندراج کے لئے سی این آئی سی کا ہونا لازمی شرط ہے۔ معذور افراد کے لئے خصوصی سی این آئی سی کے حصول کا طریقہِ کار مشکل اور بہت وقت لینے والا ہے۔				میں رائے دہی کا[۔۔۔]" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا11 "ایک آگاہ آبادی کے آرٹیکل 25 کے حقوق کے استعمال کے لئے رائے دہندگان کی تعلیم اور اندراج کی مہمیں ضروری ہیں"۔ یو این سی اے سی، آرٹیکل 13(1) "[...] افراد کی سرگرم شمولیت کو فروغ دیں[۔۔۔] (b) یقینی بنایا جائے کہ عوام کو معلومات تک مؤثر رسائی حاصل ہے"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا18 "[...] ہر فرد کو قابلِ فہم طریقے سے یہ جانچنے کا حق حاصل ہونا چاہیئے کہ کیا، اور اگر، کوئی ذاتی ڈیٹا خودکار ڈیٹا فائلوں میں محفوظ

						ہے، اور کس مقصد کے لئے۔ ہر فرد کو یہ جانچنے کا حق بھی حاصل ہونا چاہئیے کہ کون سے افراد یا عوامی ادارے اس کی فائلوں کو کنٹرول کرتے ہیں یا کرسکتے ہیں۔ اگر ایسی فائلوں میں ذاتی ڈیٹا غلط ہو یا قانونی تقاضوں کے برعکس اکٹھا کیا گیا ہو تو ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ریکارڈ کی تصحیح کرائے"۔ سی ای ڈی اے ڈبلیو\سی\پاک\سی او\4 پاکستان (2013)، پیرا26 " کمیٹی شریک ریاست سے مطالبہ کرتی ہے کہ خواتین کو حقوق سے جبری بے دخلی کے معاملات میں شکایات درج کرانے کا طریقۂ کار وضع کرے"۔
16	39	احمدی سیاسی زندگی سے خارج ہیں۔ قانون انہیں مسلمان تسلیم	ترجیحی سفارش		ای سی پی	مساوی شہریت اور عدم امتیاز

		نہیں کرتا۔ لہٰذا ان کا اندراج رائے دہندگان کی ضمنی فہرست پر ہوتا ہے۔ 2017 کے اواخر میں ان کے حق میں انتخابی قانون کی تبدیلی کی کوشش کی وجہ سے مذہبی تنظیموں کی طرف سے شدید احتجاج کیا گیا۔ نتیجتاً وزیرِ قانون کو مستعفی ہونا پڑا اور احمدیوں کے لئے ضمنی انتخابی فہرست کے پرانے قانون کو الیکشن ایکٹ میں دوبارہ نافذ کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں احمدیوں نے 17 جولائی کو بذریعہ ٹوئیٹر انتخابات میں شامل نہ ہونے کا اعلان کیا۔	ضمنی انتخابی فہرستوں کی شرط ختم کر کے یکجا انتخابی فہرست اختیار کی جائے تاکہ بین الاقوامی معیار کے مطابق تمام شہری برابری کی سطح پر رائے دہی کے لئے اندراج کرا سکیں۔	الیکشن ایکٹ 2017 کا سیکشن 48A(2) ختم کیا جائے	نادرا	آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25 "ہر شہری کو یہ حق اور موقع حاصل ہوگا، آرٹیکل 2 میں مذکور امتیازات یا کسی بے جا پابندی کے بغیر [---] کہ میعادی حقیقی انتخابات میں ووٹ دے یا منتخب ہو"۔ آئی سی ای آر ڈی، آرٹیکل 5(c) "[---] سیاسی حقوق، بالخصوص انتخابات میں حصہ لینے کا حق، رائے دہی اور انتخابات میں حصہ لینے کے لئے، مساوی اور ہمہ گیر رائے دہی کی بنیاد پر، حکومت اور کسی بھی سطح پر عوامی معاملات میں شمولیت کے لئے، اور عوامی سروس تک مساوی رسائی کے لئے"۔ یونائیڈ نیشنز ہیومن رائٹس کمیٹی (یو این ایچ آر سی) پاکستان کی ابتدائی رپورٹ پر اختتامی

						مشاہدات 1\ OC\ KAP\ C\RPCC 23 اگست 2017 پیرا 9 "ایچ آر سی انتخابی فہرست میں سے احمدیوں کے اخراج اور الگ انتخابی فہرست پر ان کے اندراج کی وجہ سے بھی تشویش میں مبتلا ہے"
امیدواروں کا اندراج						
17	42	سیاسی جماعتوں نے انتخاب کی شفاف اور جمہوری شرط کے باوجود اکثر امیدواروں کا انتخاب غیر شفاف انداز میں کیا۔ اس عمل کی مؤثر نگرانی نہیں کی گئی۔ "الیکٹیبلز" (بڑا ووٹ بینک رکھنے والے جو پہلے منتخب ہو چکے	سیاسی جماعتوں کے اندر جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے امیدواروں کے چناؤ کے جمہوری اور شفاف طریقۂ کار کے قانون کے نفاذ کے ذریعے حقیقی امیدواروں کو آگے لایا جائے۔ ای سی پی کی زیرِ نگرانی اور تصدیق کے ساتھ جماعتوں کے	الیکشن ایکٹ 2017 سیکشن 206	پارلیمنٹ سیاسی جماعتیں ای سی پی	حقیقی انتخابات آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 26 "انتخابی عمل اور عوامی معاملات کے نظم و نسق کے لئے سیاسی جماعتیں اور جماعتوں میں رکنیت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ریاستوں کو یقینی بنانا چاہیئے کہ ان کے اندرونی انتظامات میں، سیاسی

		تھے یا اثر ورسوخ رکھنے والے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے) میں ٹکٹوں کی تقسیم سے سیاسی جماعتوں کے اندر تنازعات پیدا ہوئے۔ بہت سے لوگ جنہیں ٹکٹ نہیں ملا ان نے انتخابات میں بطور آزاد امیدوار حصہ لیا۔ اس سے رائے دہندگان کے لئے حقیقی سیاسی متبادل کے انتخاب میں کمی آئی۔	اندر ابتدائی انتخابات کرانے پر غور کیا جاسکتا ہے۔			جماعتیں آرٹیکل 25 کی قابلِ اطلاق شقوں کا احترام کریں تاکہ شہری وہاں مذکور اپنے حقوق استعمال کر سکیں"۔ سی ای ڈی اے ڈبلیو، جی آر نمبر 23، 1997 رائے دہی اور منتخب ہونے کا حق پیرا 18 "کنونشن شریک ریاستوں کو پابند کرتا ہے کہ آئین اور قوانین میں یقینی بنائیں کی خواتین، [---] تمام انتخابات میں رائے دہی کا حق رکھتی ہوں [---] اور منتخب ہونے کا۔ ان حقوق کا اطلاق قانوناً اور عملی طور پر، دونوں طرح سے ہونا چاہئیے" اور پیرا 22 "سیاسی جماعتیں [---] مرد اور خواتین امیدواروں کی تعداد میں توازن لائیں۔" سی ای ڈی اے ڈبلیو، جی آر 23، پیرا 28 "سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ خواتین ---ان

						علاقوں میں نامزد ہوں جہاں ان کی انتخابی کامیابی کا امکان ہو" وینس کمیشن، سیاسی جماعتوں کی نگرانی کی ہدایات، پیرا113 "[---] امیدواروں کے انتخاب کے لئے واضح اور شفاف معیار کی ضرورت ہے، تاکہ نئے ارکان (بشمول خواتین اور اقلیتیں) کو فیصلہ ساز مرتبے تک رسائی حاصل ہو۔ انتخاب کرنے والے اداروں کی صنفی طور پر متوازن ساخت بھی قابلِ تعریف ہے"۔
18	42	کئی مواقع پر رائے دہندگان کے لئے نمائندگی کی یقین دہانی کمزور پڑ گئی کیونکہ ایک ہی امیدوار نے بیک وقت کئی حلقوں سے اور	کسی بھی انتخاب میں امیدواروں کو صرف ایک حلقے سے حصہ لینے کی اجازت دے کر حقیقی انتخابات، نتائج پر تیقّن اور ضمنی انتخابات کے	آئین الیکشن ایکٹ 2017	پارلیمنٹ	حقیقی انتخابات آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا21 "[---] کسی شریک ریاست میں

		صوبائی اور قومی اسمبلی دونوں کے لئے انتخابات میں حصہ لیا۔ اس کے بعد کئی حلقوں میں مہنگے ضمنی انتخابات ہوئے۔ انفرادی امیدوار مصنوعی طور پر اخراجات کی حد میں اضافہ کر کے سیاسی مہم پر اخراجات کے قوانین سے بچ نکلے کیونکہ حلقوں کے بیچ اخراجات کی منتقلی کے بارے میں واضح قوانین موجود نہیں۔ چونکہ کسی امیدوار کی جیتی ہوئی تمام نشستیں مخصوص نشستوں کی تقسیم میں شمار ہوتی ہیں، نمائندگی میں مزید بگاڑ بھی ممکن ہے۔	اخراجات میں کمی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔			نافذ کسی بھی نظام کو چاہئیے [---] رائے دہندگان کی رائے کے آزادانہ اظہار کی ضمانت دے اور عمل میں لائے۔ ایک فرد ایک ووٹ کے اصول کا اطلاق لازمی ہے اور [---] ایک رائے دہندہ کے ووٹ کو دوسرے کے برابر ہونا چاہئیے"۔

19	40	انتہا پسند جماعتوں نے 925 امیدوار کھڑے کیے (امیدواروں کی کل تعداد کا 8 فیصد)۔ اس نے شراکت داروں کو معاشرے میں انتہا پسندی میں اضافے کے امکان کے بارے میں پریشان کیا۔ انتہا پسند جماعتوں یا امیدواروں کی طرف سے حصہ لینے کے بارے میں حفاظتی اقدامات ناکافی ہیں۔ ای سی پی نے کچھ جماعتوں کو انتخابی نشان کے اجرا سے انکار کر دیا لیکن وہ اپنے امیدواروں کو دوسری رجسٹرڈ جماعتوں کے نام	انتہا پسندوں سے تعلق، فرقہ واریت، نفرت انگیز تقاریر اور تشدد کے پرچار کے خلاف چھان بین کا یکساں طریقہ کار وضع کر کے سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی جمہوری اصولوں سے وابستگی میں اضافہ کیا جائے۔	الیکشن ایکٹ 2017 سیکشن 62 اور 200(d)	ای سی پی وزارتِ داخلہ	امتیازی سلوک سے آزادی اور قانون کے تحت مساوات یو این سکیورٹی کونسل قرارداد نمبر 1267 آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 20(2) "قومی، نسلی یا مذہبی منافرت کا دفاع جو امتیازی سلوک، مخاصمت یا تشدد کی ترغیب کے زمرے میں آئے، قانوناً ممنوع ہونا چاہئیے"۔ آئی سی ای آر ڈی، آرٹیکل 4 "شریک ریاستیں [---] فوری اور مثبت اقدامات کی ذمہ داری لیتی ہیں [---] قانوناً سزا کا موجب قرار دے، نسلی برتری یا منافرت پر مبنی خیالات کی ترویج کو، نسلی

		سے درج کرانے میں کامیاب رہے۔ سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اور آزاد امیدواروں کے انتہا پسندوں کے ساتھ تعلقات کی مناسب چھان بین نہیں ہوئی۔				امتیاز کی ترغیب کو، اور اس کے علاوہ تمام پُر تشدد کارروائیوں کو یا کسی نسل یا مختلف رنگت یا لسانی نقطۂ آغاز والے کسی گروہ کے خلاف ایسی کارروائیوں کی ترغیب کو، اور نسلی امتیاز پر مبنی کارروائیوں کی اعانت یا مالی معاونت کو[---] اور ایسے اداروں یا سرگرمیوں میں شمولیت کو قانوناً سزا کا موجب قرار دیں گی"۔
20	44	پولنگ سے 32 گھنٹے پہلے سیاسی مہم کی خاموشی کے قانون کے باوجود آن لائن سیاسی مہم چلتی رہی۔ الیکشن کے دن پارٹی کیمپ اور پولنگ سٹیشنوں کے قریب موجود کارکن رائے دہندگان کو ان کے پولنگ سٹیشنوں کی طرف بھیجتے رہے۔ وہ کاغذ کی پرچیاں	سیاسی مہم کو خاموش کئے جانے کے قوانین کی وضاحت کی جائے اور انہیں یکجا کیا جائے بشمول الیکشن کے دن۔ سیاسی مہم کی خاموشی کا دائرہ سیاسی جماعتوں کے پولنگ سٹیشنوں تک بڑھایا جائے۔	الیکشن ایکٹ 2017	پارلیمنٹ ای سی پی	قانون کا تیقّن حقیقی انتخابات آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 19 "رائے دہی کے اہل افراد کو رائے دہی کی آزادی حاصل ہونی چاہیئے[---] کسے بے جا اثر یا کسی قسم کے جبر کے بغیر جو رائے دہندہ کی مرضی کے اظہار کو بگاڑے یا اس پر قدغن لگائے۔

		جاری کرتے رہے جن پر سیاسی جماعتوں کے انتخابی نشان، پولنگ سٹیشنوں کے نمبر اور رائے دہندگان کے نام درج تھے۔				رائے دہندگان کو رائے قائم کرنے کی آزادی ہونی چاہئیے، بغیر تشدد یا تشدد کی دھمکی کے، جبر کے، تحریص کے یا کسی قسم کی ساز باز سے مداخلت کے"۔
21	68	پولنگ سٹیشنوں پر تعینات سیاسی جماعتوں کے ایجنٹ انتخابی طریقہِ کار اور الیکشن کے دن اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی واقف نہیں تھے۔ رائے دہی کے دوران یہ ایجنٹ عام طور پر غیر متحرک تھے اور زیادہ تر اپنی فہرستوں سے رائے دہندگان کے نام کاٹتے رہے۔ کئی مثالوں میں وہ گنتی اور اندراج کے وقت موجود نہیں تھے۔ کبھی تو اس کی وجہ طریقہِ	رائے دہی، گنتی اور نتائج کی ترتیب کے دوران تربیت یافتہ پارٹی ایجنٹوں کی مؤثر موجودگی کے ذریعے الیکشن کے دن کی کارروائیوں کی سالمیت کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی جماعتوں کو اپنے ایجنٹوں کی بروقت بھرتی اور جامع تربیت پر غور کرنا چاہئیے۔	الیکشن ایکٹ 2017 الیکشن قواعد سیاسی جماعتوں، حصہ لینے والے امیدواروں، انتخابی ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں کا ضابطہِ اخلاق	ای سی پی سیاسی جماعتیں	حقیقی انتخابات آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19(2) "ہر کسی کو آزادیِ اظہارِ رائے کا حق حاصل ہوگا؛ اس حق میں معلومات کی تلاش، حصول اور ہر طرح کے خیالات اور معلومات تقسیم شامل ہیں، بغیر کسی حد کے، زبانی، تحریری یا چھپی ہوئی صورت میں، آرٹ کی شکل میں یا اس کی مرضی کے کسی بھی وسیلے سے"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، جی سی 25، پیرا 20

		کار کے بارے میں معلومات کی کمی تھی اور کبھی مبیّنہ طور پر انہیں سکیورٹی اہلکاروں نے دوبارہ پولنگ سٹیشنوں میں داخلے کی اجازت نہیں دی۔				"بیلٹ باکسز کی حفاظت کی ضمانت دی جائے اور ووٹوں کی گنتی امیدواروں یا ان کے ایجنٹوں کی موجودگی میں کی جائے [---]۔ رائے دہی اور گنتی کے عمل کی آزادانہ چھان بین ہونی چاہئیے [---] تاکہ رائے دہندگان کو بیلٹ کی حفاظت اور ووٹوں کی گنتی پر اعتبار ہو"۔
سیاسی مہم کے اخراجات						
22	48	میڈیا نے سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی طرف سے بھاری اخراجات کی وجہ سے مقابلے کے غیر یکساں مواقع کو اجاگر کیا، لیکن جماعتوں پر کوئی حدود لاگو نہیں ہوتی تھیں اور میڈیا کے اداروں پر رپورٹ دینے کی کوئی پابندی نہیں تھی۔ ای سی پی نے	سیاسی مہم کے اخراجات کی مؤثر نگرانی اور مقابلے کے یکساں مواقع کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی جماعتوں کے اخراجات کی حد مقرر کی جائے اور اس کے اظہار اور رپورٹنگ کے لئے یکساں معیار ترتیب دیا جائے جس میں حکم عدولی کی صورت میں اخراجات	الیکشن ایکٹ 2017 الیکشن قواعد	پارلیمنٹ ای سی پی	مقابلے کے یکساں مواقع شفافیت یو این سی اے سی، آرٹیکل 7(3) "[---] منتخب عوامی عہدے کے امیدوار ہونے کے لئے فنڈنگ میں شفافیت کے اضافے کے لئے، اور جہاں قابلِ اطلاق ہو، سیاسی جماعتوں کی فنڈنگ کے لئے"۔

		سیاسی مہم پر اخراجات کی رپورٹ دینے کے قوانین نافذ نہیں کیے۔ 4 اگست کو منتخب امیدواروں کی طرف سے جمع کرائے جانے والے گوشوارے شائع نہیں کیے گئے۔ رپورٹنگ کے معیار، جہاں کہیں دستیاب تھے، بڑی حد تک غیر یکساں تھے۔ ای سی پی کی چھان بین کے لئے 90 دن کا وقفہ بہت کم ہے اور اگر اس دوران چھان بین مکمل نہ ہو تو یہ متعلقہ امیدواروں کے لئے معافی کی حیثیت رکھتا ہے۔	کے تناسب سے جرمانہ عائد ہو۔ ای سی پی کی چھان بین کی صلاحیت میں اضافے کے لئے میڈیا، اشاعتی اداروں اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں سے مربوط اور بروقت رپورٹ حاصل کی جائے۔			یو این سی اے سی، آرٹیکل 7(4) "[---] ایسے نظام قائم کیے جائیں اور انہیں تقویت دی جائے جو شفافیت میں اضافہ کریں اور مفادات کے تصادم کو روکیں"۔ یو این سی اے سی، آرٹیکل 12(2)(f) "[---] یقینی بناتے ہوئی کہ پرائیویٹ اداروں۔۔۔ کے پاس مناسب اندرونی آڈٹ کنٹرول موجود ہے جو مالی بدعنوانی کا سراغ لگانے اور روکنے میں مدد کرے اور یہ کی ان پرائیویٹ اداروں کے اکاؤنٹس اور مالیاتی سٹیٹمنٹ کے باقاعدہ آڈٹ اور تصدیق کا طریقہِ کار موجود ہو"۔ وینس کمیشن، سیاسی جماعتوں کی فنڈنگ کے لئے ہدایات (2001) پیرا 7 "ہر جماعت کی نجی فنڈنگ کی شفافیت کی ضمانت دی جائے۔ اس مقصد

						کے حصول کے لئے ہر جماعت کو ہر سال، گزشتہ سال کے گوشوارے شائع کرنے چاہئیں جن میں رکنیت کی فیسوں کے علاوہ تمام عطیات مذکور ہوں۔ قانون ساز اداروں کی طرف سے مقرر کردہ حد سے زائد تمام عطیات قلم بند اور شائع کیے جائیں"۔ اور پیرا8 "مختلف سیاسی قوتوں کے لئے مواقع کی یکسانیت کو یقینی بنانے کے لئے انتخابی مہم کے اخراجات کی حد مقرر ہو گی[---]"۔
میڈیا						
23	51	قانونی فریم ورک سکیورٹی، مذہبی اور اخلاقی بنیادوں پر مواد پر بہت زیادہ پابندیوں سے بھرا پڑا ہے۔ پیمرا کی ہدایات آزادیِ اظہار کی گنجائش کو اور بھی کم کرتی ہیں اور ان کا اطلاق من مانے انداز میں	ترجیحی سفارش میڈیا اور آن لائن مواد کے قانونی فریم ورک کا جائزہ لیا جائے تاکہ آزادیِ اظہارِ رائے کے بین الاقوامی معیار سے مطابقت پیدا کی	پریونشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ پر نظرِ ثانی اور اس میں واضح تبدیلی کی جائے	پارلیمنٹ وزارتِ قانون و انصاف	آزادیِ اظہارِ رائے آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، "ہر کسی کو بغیر مداخلت رائے رکھنے کا حق حاصل ہو گا"۔ ایچ آر سی جی سی 34، پیرا13 "معلومات اور خیالات کی آزادانہ ترسیل کا مطلب ایک آزاد [---] میڈیا

		ہوا۔ آن لائن مواد پر پابندی کے فیصلے، بالخصوص اگر اس کو عدلیہ یا فوجی اسٹیبلیشمنٹ پر تنقید سمجھا جائے، غیر شفاف انداز سے کیے گئے۔ توہین ایک جرم ہے، اور غیر واضح تعریف کی حامل توہینِ مذہب کی سزا موت ہے۔ چونکہ کوئی قوانین یا قواعد غیر قانونی میڈیا مواد کی غیر مبہم تعریف فراہم نہیں کرتے، ایسی کسی تقریر پر جو عدلیہ، مسلح افواج، سیاسی جماعتوں یا سیاسی عمل کی "تقدیس میں کمی" پر لگنے والی پابندیوں کو میڈیا کے اداروں پر دباؤ ڈالنے کے لئے استعمال کیا	جاسکے اور میڈیا کے کام پر لگنے والی بیجا پابندیاں ختم کی جائیں۔ توہین کو مجرمانہ کارروائی تصور نہ کرنے پر غور کیا جائے، توہینِ مذہب کی واضح تعریف کی جائے اور آن لائن مواد پر پابندی لگانے کا غیر مبہم معیار ترتیب دیا جائے۔	پینل کوڈ پیمرا قواعد 2008 پیمرا الیکٹرانک میڈیا کے لئے ضابطہِ اخلاق **2015** پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی ایکٹ 1996	وزارتِ اطلاعات و نشریات (ایم او آئی بی) وزارتِ مواصلات	جو عوامی معاملات پر پابندی یا سنسر شپ کے بغیر بات کر سکے"۔ پیرا15 "شریک ریاستوں کو اس نئے (آن لائن) میڈیا کی آزادی کو فروغ دینے کے لئے اور افراد کی ان تک رسائی کو یقینی بنانے کے لئے تمام ضروری اقدامات کرنے چاہئیں"۔ پیرا47 "شریک ریاستوں کو توہین پر تعزیر کے خاتمے پر غور کرنا چاہیئے"۔ یو این، او ایس سی ای، او اے ایس، اے سی ایچ پی آر کا میڈیا اور انتخابات پر مشترکہ بیان، 15 مئی 2009 "بین الاقوامی اور آئینی ضمانتوں کے برخلاف آزادیِ اظہارِ رائے پر بے جا پابندیاں لگانے والے قوانین منسوخ کیے جانے چاہئیں"۔

		گیا۔ تمام پابندیاں سوشل میڈیا اور آن لائن اشاعت پر پریونشن آف الیکٹرانک کرائم ایکٹ کے ذریعے لاگو ہوتی تھیں۔				
24	52	پیمرا کے ارکان کی تقرری صدر کرتا ہے؛ اس کا سالانہ بجٹ حکومت پر منحصر ہے؛ انتخابی معاملات سمیت تنازعات کے تصفیے تک عوام کو رسائی نہیں۔ اس کے علاقائی اور ذیلی دفاتر بنیادی شفافیت بھی نہیں رکھتے۔	ایک حقیقی طور پر خود مختار نگران ادارہ قائم کیا جائے جس کے اختیارات واضح ہوں اور وہ فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور شفافیت، جوابدہی اور کارگزاری کو یقینی بنا سکے۔	پیمرا کے لئے نئے ایکٹ کا مسودہ تیار کیا جائے پیمرا آرڈیننس 2002 کو ختم کیا جائے اور پیمرا قواعد 2009 پر نظر ثانی کر کے ترمیم کی جائے	پارلیمنٹ ایم او آئی بی وزارتِ قانون و انصاف	خود مختار اور شفاف نگران ادارہ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا 39 ایک ایسے نگران ادارے کی شرط عائد کرتا ہے جو آزادیِ اظہارِ رائے کا احترام کرے "ایک ضروری شرط [---] شفافیت اور جوابدہی کے لئے" پیرا 19 "شریک ریاستوں کو فعال طریقے سے عوامی دلچسپی کی سرکاری معلومات تک عوام کو رسائی دینی چاہئیے"۔ یو این، او ایس سی ای، او اے ایس، اے سی ایچ پی آر کا میڈیا اور انتخابات پر مشترکہ بیان، 15 مئی

						2009 "میڈیا اور انتخابات کے متعلق قوانین کی نگرانی ایک خود مختار انتظامی ادارے کے پاس ہونی چاہئیے جو شکایات کا فوری ازالہ کرے"
25	52	پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان دونوں وزارتِ اطلاعات و نشریات کے زیرِ انتظام آتے ہیں؛ دونوں چیئر مین وزارتِ اطلاعات و نشریات میں اہم عہدے رکھنے والے سول سرونٹ ہیں؛ دونوں کا مالیاتی انحصار حکومت پر ہے۔	پبلک سروس کے نشریاتی اداروں کی ادارتی اور مالیاتی خود مختاری کے لئے نگران اور قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔ قانون کی طرف سے سرکاری اداروں اور عوامی نشریاتی اداروں کے بیچ تفریق ہونی چاہئیے۔	پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان کے لئے نئے ایکٹ کا مسوّدہ تیار کیا جائے پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن ایکٹ 1973 کو ختم کیا جائے	پارلیمنٹ ایم او آئی بی پی ٹی وی ریڈیو پاکستان	آزادانہ عوامی نشریات آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 19، ایچ آر سی جی سی 34، پیرا16 "شریک ریاستوں کو یقینی بنانا چاہئیے کہ عوامی نشریاتی سروسز ایک آزادانہ انداز سے چلیں، [---] ان کی خود مختاری اور صحافیانہ آزادی کی ضمانت دیں [---] فنڈنگ اس انداز سے کی جائے جس سے ان کی خود مختاری میں فرق نہ آئے"۔

خواتین کی شمولیت						
26	57	2013 کے مقابلے میں 9 فیصد اضافے کے ساتھ 172 خواتین نے جنرل نشستوں پر انتخابات میں حصہ لیا۔ ان میں سے صرف 8 منتخب ہوئیں۔ سات سیاسی جماعتیں 5 فیصد خواتین امیدواروں کی نامزدگی کی قانونی شرط پوری کرنے میں ناکام رہیں۔ حکم عدولی کی صورت میں الیکشن ایکٹ ٹھوس پابندیوں اور جوابدہی کا واضح طریقۂ کار فراہم نہیں کرتا۔ ای سی پی نے سیاسی جماعتوں کی طرف سے اس شرط کو پورا نہ کرنے پر کوئی اقدام نہیں	ترجیحی سفارش جنرل نشستوں کے لئے مقابلہ کرنے والی خواتین کی نمائندگی بڑھانے کے لئے اثباتی اقدامات کیے جائیں۔ سیاسی جماعتوں کے لئے 5 فیصد خواتین کی نامزدگی میں دگنا اضافہ کیا جائے۔ حکم عدولی کی صورت میں یکساں انداز سے پابندیاں لگائی جائیں۔ خواتین رائے دہندگان کی شمولیت کے قانونی معیار پر سختی سے عمل کرایا جائے۔	الیکشن ایکٹ 2017 سیکشن 206 اور 9(1) پر نظر ثانی کی جائے	پارلیمنٹ وزارتِ انسانی حقوق نیشنل کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن ای سی پی سیاسی جماعتیں	حقوق کی برابری اور عدم امتیاز سی ای ڈی اے ڈبلیو، آرٹیکل 7 "شریک ریاستیں ملک کی سیاسی اور عوامی زندگی میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے تمام مناسب اقدامات کریں گی اور بالخصوص خواتین کو مردوں کے برابر سطح پر حق دیں گی: (a) تمام انتخابات اور عوامی استصوابِ رائے میں رائے دہی کا اور عوامی انتخاب کے تمام اداروں کے اہل ہونے کا"۔ سی پی آر ڈبلیو، آرٹیکل 1 "خواتین بلاامتیاز مردوں کے برابر سطح پر رائے دہی کی حق دار ہوں گی" اور آرٹیکل 2 "خواتین تمام عوامی انتخاب کے اداروں

		کیا۔ الیکشن ایکٹ کسی حلقے میں خواتین رائے دہندگان کی 10 فیصد سے کم شمولیت پر اس حلقے میں انتخاب کو مسترد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ای سی پی نے اس قانون کا نفاذ یکساں طریقے سے نہیں کیا۔				کے انتخاب کے لئے اہل ہوں گی [---] مردوں کے برابر سطح پر، بلا امتیاز"۔ سی ای ڈے اے ڈبلیو، جی آر نمبر 23، 1997 رائے دہی اور منتخب ہونے کا حق، پیرا 18 "کنونشن شریک ریاستوں کو پابند کرتا ہے کہ آئین یا قانون میں مناسب اقدامات کے ذریعے یقینی بنائیں کہ خواتین [---] انتخابات میں رائے دہی کا حق استعمال کر سکیں [---] اور منتخب ہو سکیں۔ ان دونوں حقوق کا نفاذ قانوناً اور عملی طور پر، دونوں طرح سے ہونا چاہیئے"۔ اور پیرا 22 "سیاسی جماعتیں [---] مرد اور خواتین امیدواروں کی تعداد میں توازن لائیں"۔ سی ای ڈی اے ڈبلیو، جی آر 23، پیرا 28 "سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ یقینی بنائیں کہ

						خواتین۔۔۔نامزد ہوں ان علاقوں میں جہاں ان کی انتخابی کامیابی کا امکان ہو"۔
معذور افراد کی شمولیت						
27	58	پاکستان نے 2011 میں کنونشن آن دی رائٹس آف پرسنز وِد ڈِس ایبیلیٹیز (سی آر پی ڈی) پر دستخط کیے۔ تاہم ڈِس ایبیلیٹی بِل کے پیش ہونے تک معذور افراد کے سیاسی حقوق قانون میں شامل نہیں۔ انتخابی عمل کے دوران معذور افراد بطور رائے دہندگان اور بطور امیدوار تقریباً غائب تھے۔ ان کے لئے مخصوص رائے دہندگان کی تعلیم میں کمی ہے۔ الیکشن کے دن معذور افراد کو	پاکستان ڈِس ایبلٹی بل پیش ہو اور عملی طور پر نافذ کیا جائے تاکہ معذور افراد کے سیاسی حقوق کو یقینی بنایا جاسکے اور ان کے لئے مخصوص رائے دہندگان کی تعلیم کو یقینی بنایا جائے۔	نیشنل کونسل فار پرسنز وِد ڈِس ایبیلیٹیز کا قیام اور ڈِس ایبلٹی بِل پیش کیا جائے	پارلیمنٹ وزارتِ انسانی حقوق وزارتِ قانون و انصاف نادرا ای سی پی	عدم امتیاز عوامی اور سیاسی زندگی میں شمولیت آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2 "۔۔۔یقینی بنائیں [۔۔۔] موجودہ معاہدے میں تسلیم کیے جانے والے حقوق، بغیر کسی طرح کے امتیاز کے [۔۔۔]"۔ سی آر پی ڈی، آرٹیکل 5(3) "مساوات کو فروغ دینے اور امتیاز کے خاتمے کے لئے شریک ریاستیں تمام مناسب اقدامات کریں گی یقینی بنانے کے لئے کہ معقول مطابقت فراہم کی جائے۔(4)[۔۔۔]"

		پولنگ سٹیشنوں تک رسائی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سماجی تنظیموں نے اطلاع دی کہ 85,000 میں سے صرف 10,500 پولنگ سٹیشنوں میں معذور افراد کو رسائی حاصل تھی۔			سیاسی جماعتیں ریاستی میڈیا سماجی تنظیمیں	سی آر پی ڈی، آرٹیکل 29 "شریک ریاستیں معذور افراد کے سیاسی حقوق کی ضمانت دیں گی [۔۔۔] دوسروں کے ساتھ برابری کی بنیاد [۔۔۔] جس میں معذور افراد کا رائے دہی اور منتخب ہونے کا حق بھی شامل ہے"۔ سی آر پی ڈی، جی سی 6 (2018)، مساوات اور عدم امتیاز کے بارے میں "شریک ریاستیں مقصد بنائیں گی: (a) قوانین، پالیسیوں اور قواعد کی اصلاح جو معذور افراد کو رائے دہی یا\اور انتخابات میں حصہ لینے سے منظم طریقے سے روکتے ہیں؛ [۔۔۔] (b) یقینی بنائیں گی کہ معذور افراد کو الیکشن سے پہلے، اس کے دوران اور اس کے بعد انتخابی عمل تک رسائی حاصل ہو گی"۔

						سی آر پی ڈی، جی سی 2 (2014)، آرٹیکل 29، عوامی اور سیاسی زندگی میں شمولیت "کنونشن کا آرٹیکل 29 معذور افراد کی عوامی اور سیاسی زندگی میں شمولیت کے حق کی ضمانت دیتا ہے [---] معذور افراد ان حقوق کے استعمال سے قاصر ہوں گے [---] رائے دہی کا طریقہِ کار، سہولیات اور مواد مناسب تھے، قابلِ رسائی تھے اور سمجھنے اور استعمال کرنے میں آسان تھے [---] سیاسی جماعتوں یا عوامی انتخابات میں حصہ لینے والے افراد کا تیار کردہ اور استعمال ہونے والا مواد قابلِ رسائی ہو [---]"۔

شہری مشاہدہ کاری						
28	61	الیکشن ایکٹ نے ای سی پی کو یہ اختیار دیا کہ وہ قومی اور بین الاقوامی مشاہدہ کار تنظیموں کو انتخابات کی مشاہدہ کاری کی اجازت اور پولنگ سٹیشنوں، گنتی اور نتائج کی ترتیب تک رسائی دے۔ ای سی پی مشاہدہ کاروں اور صحافیوں کو دوبارہ گنتی سمیت انتخابات سے پہلے اور بعد کے اہم مرحلوں تک رسائی فراہم کرنے میں ناکام رہا۔ منظوری کا کوئی معیاری طریقہِ کار نہیں تھا اور منظوری کے کارڈ صرف الیکشن کے دن کے لئے جاری کیے گئے۔	ترجیحی سفارش قانون میں قومی اور بین الاقوامی مشاہدہ کاری کی اجازت دی جائے اور مشاہدہ کاروں اور میڈیا کی انتخابی عمل کے تمام مراحل میں مکمل رسائی کو یقینی بنایا جائے۔ منظوری کے لئے سادہ اور شفاف طریقہِ کار وضع اور اختیار کیا جائے جسے انتخابات سے کافی پہلے شائع کیا جائے۔ انتخابی عمل کی چھان بین کو یقینی بنانے کے لئے ای سی پی کو چاہئیے کہ سماجی تنظیموں کے لئے مشاہدہ کاری میں سہولت پیدا کرے۔	الیکشن ایکٹ 2017	پارلیمنٹ ای سی پی	حقیقی انتخابات شفافیت آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 22(1) "ہر کسی کو تعلق قائم کرنے کی آزادی کا حق حاصل ہو گا۔۔۔(2) اس حق کے استعمال پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی علاوہ ان کے [۔۔۔] جو ایک جمہوری معاشرے میں ضروری ہیں [۔۔۔]"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 20 "رائے دہی اور گنتی کے عمل کی آزادانہ چھان بین ہونی چاہئیے"۔ یو این سی اے سی، آرٹیکل 5(1) "ہر شریک ریاست اپنے قانونی نظام کے بنیادی اصولوں کے مطابق بد عنوانی کے خلاف مربوط پالیسیاں تشکیل دے گی، نافذ کرے گی اور قائم رکھے گی، جو

		ای سی پی نے بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کو منظوری دینے میں تاخیر کی اور ای یو ای او ایم کے قومی عملے کو جاری کردہ منظوری کے کارڈوں کو آخری مراحل پر منسوخ کر دینے کا فیصلہ کیا۔				معاشرے کی شمولیت کو فروغ دیں اور قانون کی عملداری، عوامی معاملات اور عوامی ملکیت کے صحیح انتظام، سالمیت، شفافیت اور جوابدہی پر مبنی ہوں"۔ یو این سی اے سی، آرٹیکل 13(1) "[---] سرکاری دائرے سے باہر کے گروہوں اور افراد جیسے سول سوسائٹی، این جی اوز اور کمیونٹی پر مشتمل اداروں کی فعال شمولیت کو فروغ دیں [---]"۔ آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 12، ایچ آر سی جی سی 27، پیرا16 "کسی انفرادی معاملے میں پابندیوں کا اطلاق واضح قانونی بنیاد پر ہونا چاہیئے، اور ضرورت کی پرکھ تناسب کی شرط پر پورا اترنا چاہیئے۔" وینس کمیشن، کوڈ آف گڈ پریکٹس ان الیکٹورل

						میٹرز، گائیڈ لائنز اینڈ ایکسپلوریٹری رپورٹ، سیکشن II، 3.2 "انتخابات کی مشاہدہ کاری a. انتخابات کی مشاہداتی سرگرمیوں میں قومی اور بین الاقوامی مشاہدہ کاروں کو حتی الوسع گنجائش فراہم کی جائے۔ b۔ مشاہدہ کاری صرف الیکشن کے دن تک محدود نہیں ہونی چاہئیے بلکہ امیدواروں کے اندراج کے دورانیے، اور اگر ضروری ہو تو رائے دہندگان اور انتخابی مہم تک پر مشتمل ہونی چاہئیے۔ اس بات کا تعین ضروری بنایا جائے کہ اگر کوئی بے قاعدگی انتخابات سے پہلے، دوران یا بعد میں ہوئی۔ اسے ووٹوں کی گنتی کے دوران ضرور ممکن ہونا چاہئیے۔ c. قانون کو واضح طور پر بتانا چاہئیے کہ کہاں مشاہدہ کاروں کو موجودگی کی اجازت نہیں۔ d۔ مشاہدہ کاری میں اداروں کی طرف سے غیر جانبداری کی ذمہ داری کا جائزہ بھی لیا جانا چاہئیے۔

انتخابی تنازعات کا تصفیہ						
29	64	ای سی پی کو پہلے تین کمشنروں پر مبنی بینچ ترتیب دینے کا اختیار تھا، جس سے ان کی سماعت کی گنجائش محدود رہتی تھی۔ الیکشن ایکٹ میں تاخیر سے ہونے والی ایک ترمیم کے تحت 26 جولائی کو ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے اس پر نظرِ ثانی کی گئی۔ انتظامی شکایات کے طریقہِ کار میں، مثلاً ای سی پی کے متعلق، شکایات درج کرانے کے لئے واضح ہدایات موجود نہیں۔ کچھ معاملات کے طے کرنے کے لئے وقت کی حد واضح نہیں، جیسے ای	انتخابات کی انتظامی شکایات کے قانونی فریم ورک کا جائزہ لیا جائے۔ شکایات کے اندراج اور اپیلوں کے لئے واضح اور شفاف طریقہِ کار، شکایات کے معیاری فارم، تمام مراحل کے لئے قطعی نظام الاوقات اور فیصلوں کی بروقت اشاعت بشمول آن لائن میڈیا کو یقینی بنایا جائے۔	الیکشن ایکٹ 2017 سیکشن 6، 15، 136 اور 234	پارلیمنٹ ای سی پی	منصفانہ اور عوامی سماعت مؤثر تدارک آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2(3)(a) "[---] ایک مؤثر تدارک [---]" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 14 "[---] ایک خود مختار اور غیر جانبدار ٹربیونل کی طرف سے منصفانہ اور عوامی سماعت میں برابری [---]" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 25، ایچ آر سی جی سی 25، پیرا 20 "[---] عدالتی جائزے یا اس کے مترادف عمل تک رسائی [---]" آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2، ایچ آر سی جی سی 31،

		سی پی کی طرف سے فیصلوں کی اشاعت۔				پیرا15 "آرٹیکل 2، پیراگراف 3 یہ تقاضا کرتا ہے کہ شریک ریاستیں معاہدے میں شامل حقوق کے مؤثر تحفظ کے علاوہ یقینی بنائیں کہ افراد کو ان حقوق سے انصاف کی خاطر قابلِ رسائی اور مؤثر تدارک بھی فراہم ہو"۔ یوڈی ایچ آر، آرٹیکل 8 "ہر کسی کو مؤثر تدارک کا حق حاصل ہو گا"۔ یو این سی اے سی، آرٹیکل 10 "[---] اس کے انتظام میں شفافیت، جس میں اس کی ساخت، کارگزاری اور فیصلہ سازی کا عمل بھی شامل ہے [---] جہاں مناسب ہو، ادارے کے بارے میں معلومات، اس کی کارگزاری اور انتظامیہ کے فیصلہ سازی کے عمل کے بارے میں عوام کو معلومات حاصل کرنے کی اجازت ہو [---] ان فیصلوں اور قانونی اقدامات کے بارے میں، جو عوام کے متعلق ہوں"۔

30	66	شہری بنیادی حقوق کے متعلق ہائی کورٹس یا سپریم کورٹ میں براہِ راست درخواست دے سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آئین انتخابی معاملات کا اختیار ای سی پی کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ کئی مراحل پر درخواستیں ای سی پی کو چھوڑ کر براہِ راست عدالتوں کے پاس گئیں اور کچھ صورتوں میں اختیارات میں واضح تراکب نظر آیا۔ کچھ عدالتوں نے مدعیوں کو واپس ای سی پی بھجوایا۔ دیگر مقدمات میں عدالتوں کے مابین ایک جیسے معاملات پر الگ الگ طریقہ کار اور تشریحات نظر آئیں۔ کئی مقدمات کی وجہ سے	حلقہ بندیوں، سیاسی جماعتوں کے اندراج، امیدواروں کی نامزدگی، ووٹوں کی دوبارہ گنتی اور نتائج سمیت انتخابی تنازعات کے قانونی فریم ورک میں ترمیم کی جائے۔ ای سی پی، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے درمیان تصادم، تراکب اور متوازی دائرہِ کار کے خاتمے کے لئے سماعت اور اپیلوں کے لئے واضح درجہ بندی کو یقینی بنایا جائے۔	آئین آرٹیکل 184(3)، آرٹیکل 199 اور آرٹیکل 225	پارلیمنٹ لا اینڈ جسٹس کمیشن عدلیہ	قانون کا تیقّن مؤثر تدارک آئی سی سی پی آر، آرٹیکل 2(3) (a)"[---] ایک مؤثر تدارک [---]" یو ڈی ایچ آر، آرٹیکل 8 "ہر کسی کو مؤثر تدارک کا حق حاصل ہے"۔

		الیکشن شیڈول میں تاخیر اور بے یقینی پیدا ہوئی۔				

انیکس 2۔ انتخابی نتائج

	National Assembly						Provincial Assemblies				
	Overall	Islamabad	Punjab	Sindh	Khyber Pakhtunkhwa	Balochistan	Overall	Punjab	Sindh	Khyber Pakhtunkhwa	Balochistan
Registered voters * ^	104,981,940	765,445	59,694,798	22,393,002	17,828,653	4,300,042	101,479,017	60,197,876	22,098,524	14,988,374	4,194,243
Total number of votes ^	54,476,652	445,827	33,821,465	10,554,017	7,799,554	1,855,789	53,078,190	33,976,487	10,440,765	6,761,377	1,899,561
Valid votes @	51,958,906	441,593	32,178,923	9,990,923	7,590,996	1,756,471	50,618,025	32,416,123	10,024,265	6,359,228	1,818,409
Invalid votes @	1,676,936	4,980	902,241	405,664	259,607	104,444	1,706,809	924,688	430,109	243,309	108,703
% of invalid votes @	3.1%	1.1%	2.7%	3.8%	3.3%	5.6%	3.2%	2.7%	4.1%	3.6%	5.7%
Postal ballots ** @	122,356	745	63,175	10,910	40,648	6,878	113,530	56,973	8,611	34,708	13,238
% of postal ballots @	0.2%	0.2%	0.2%	0.1%	0.5%	0.4%	0.2%	0.2%	0.1%	0.5%	0.7%
Turnout ^	51.9%	58.2%	56.7%	47.1%	43.7%	43.2%	52.3%	56.4%	47.2%	45.1%	45.3%

Parties	National Assembly (no. of seats)				Provincial Assemblies (no. of seats)				
	Overall	General elections	Women	Non-Muslim	Overall	Punjab	Sindh	Khyber Pakhtunkhwa	Balochistan
Overall	**342**	**272**	**60**	**10**	**728**	**371**	**168**	**124**	**65**
PTI	150	118	27	5	285	175	29	74	7
PML-N	81	63	16	2	166	159	0	6	1
PPP	54	43	9	2	109	7	97	5	0
MMA	15	12	2	1	24	0	1	13	10
MQM-P	7	6	1	0	21	0	21	0	0
BAP	5	4	1	0	24	0	0	0	24
BNP	4	3	1	0	9	0	0	0	9
PML-Q	3	2	1	0	10	10	0	0	0
GDA	3	2	1	0	14	0	14	0	0
ANP	1	1	0	0	12	0	0	8	4
JWP	1	1	0	0	1	0	0	0	1
AML	1	1	0	0	0	0	0	0	0
TLP	0	0	0	0	4	0	3	1	0
BNP-A	0	0	0	0	2	0	0	0	2
HDP	0	0	0	0	1	0	0	0	1
PkMAP	0	0	0	0	1	0	0	0	1
PRHP	0	0	0	0	1	1	0	0	0
Independent	4	4	0	0	7	2	0	5	0
Awaited	13	12	1	0	37	17	3	12	5

* Registered voters in the constituencies where the election took place

** Postal ballots: ballots for people who are unable to cast their ballot during election day in their constituency. Those eligible for postal ballots are: government employees, members of the Armed Forces on duty, people with disabilities and prisoners.

^ data from ECP website: https://www.ecp.gov.pk/frmGenericPage.aspx?PageID=3168

@ data from ECP website: https://www.ecp.gov.pk//frmGenericPage.aspx?PageID=3170

Sources used for number of seats:
ECP website (https://www.ecp.gov.pk/)
National Assembly website (http://www.na.gov.pk/en/all_members.php)
Punjab Assembly website (https://www.pap.gov.pk/members/listing/en?limit=all)
Sindh Assembly website (http://www.pas.gov.pk/index.php/home/en)
Khyber Pakhtunkhwa Assembly website (http://www.pakp.gov.pk/2018/members-directory/by-party/)
Balochistan Assembly website (http://www.pabalochistan.gov.pk/index.php/home/en)

انیکس 3
میڈیا مانیٹرنگ کے نتائج

ٹیلی ویژن

ای یو ای او ایم نے ایسے ٹیلی ویژن سٹیشنوں کے سیمپل کی میڈیا مانیٹرنگ کو جو تقریباً ملک گیر رسائی رکھتے ہیں۔ ہر چینل کا تعلق ایک مختلف میڈیا گروپ سے ہے اور ناظرین کی مجموعی تعداد کے حوالے سے سر کردہ حیثیت رکھتا ہے۔ اس سیمپل میں ریاست کا ملکیتی عوامی ٹی وی چینل پی ٹی وی بھی شامل ہے اور کمرشل ٹیلی ویژن چینل اے آر وائے نیوز، اے ٹی وی، ڈان نیوز، دنیا نیوز، ایکسپریس اور جیو ٹی وی بھی شامل ہیں۔

مانیٹرنگ کا دورانیہ - 27 جون سے 23 جولائی 2018, روزانہ شام 6 بجے سے رات 12 بجے تک۔
کوڈ شدہ کُل وقت - 1,134 گھنٹے
سیاسی تبادلہ خیال کے لئے وقف کل وقت - 516 گھنٹے 38 منٹ، یا اوسطاً 46 فیصد

ٹی وی چینلوں کے پرائم ٹائم پروگراموں میں سیاسی تبادلہ خیال کو دیا جانے والا وقت

	Percentage of total time coded	Time allocated to political communication
ARY News	48 per cent	77 hours 44 min
ATV	4 per cent	6 hours 47 min
Dawn News	49 per cent	79 hours 50 min
Dunya News	50 per cent	80 hours 53 min
Express News	56 per cent	90 hours 18min
GEO News	55 per cent	89 hours 41 min
PTV News	56 per cent	91 hours 25 min

1.1 ٹی وی چینلوں کے پرائم ٹائم پروگراموں میں سیاسی تبادلہ خیال کے پروگراموں کا مجموعی تجزیہ

1.1.1 7 جولائی 2018 کو نشریات میڈیا پر قیمتاً حاصل کی گئی اشتہاری مہم کے آغاز کے بعد

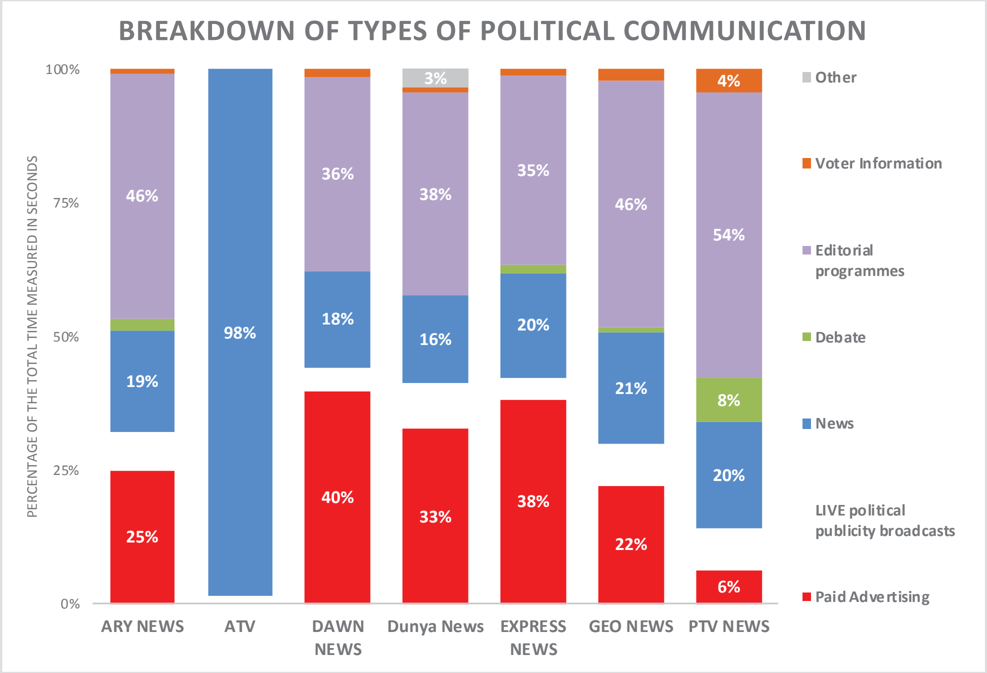

نشریاتی میڈیا پر قیمتاً حاصل کی گئی اشتہاری مہم کے آغاز سے پہلے

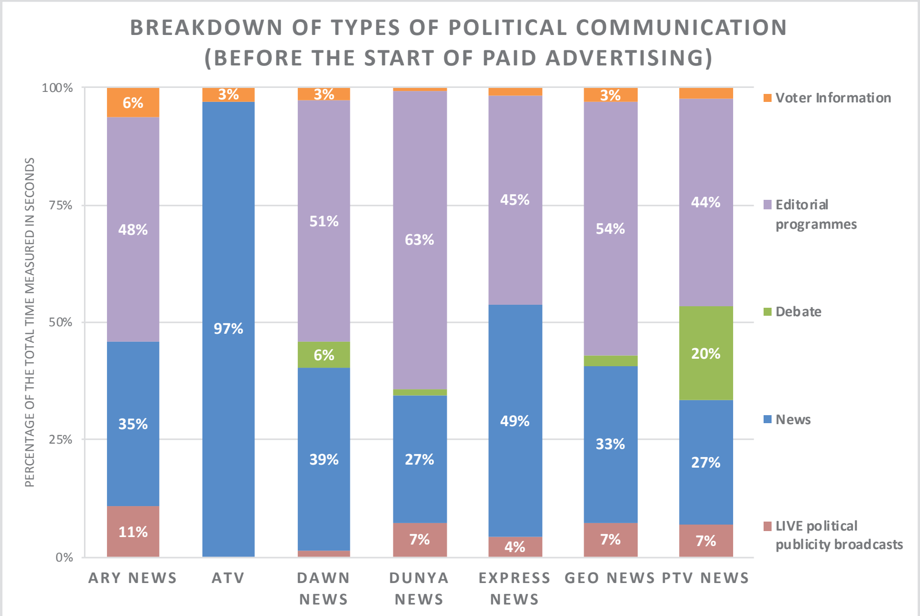

1.2 الیکشن کے متعلق پرائم ٹائم میں سیاسی اداکاروں کے لئے مخصوص کیا گیا کُل وقت (سیاسی اشتہاروں کے علاوہ)

	ARY NEWS	ATV	DAWN NEWS	Dunya News	EXPRESS NEWS	GEO NEWS	PTV NEWS
Total time devoted to political actors	61h 4 min	6h 41 min	55h 41 min	61h 11 min	63h 30 min	74h 23 min	84h 11 min

1.2.1 انتخابات کے متعلق مدیر کے منتخب کردہ پروگراموں میں سیاسی اداکاروں کے لئے مخصوص کیا گیا کُل وقت

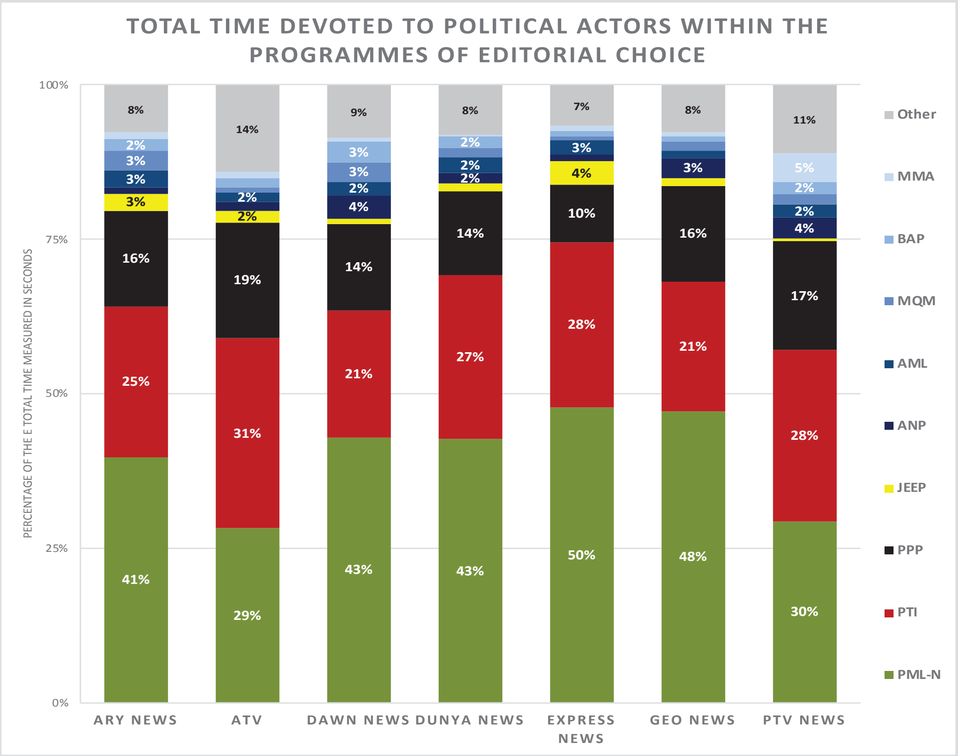

1.2.2 انتخابی معاملات کے متعلق خبروں میں سیاسی اداکاروں کے براہِ راست بیانات کے لئے مخصوص کیا گیا وقت

	ARY NEWS	ATV	DAWN NEWS	Dunya News	EXPRESS NEWS	GEO NEWS	PTV NEWS
Total time devoted to political actors	3h 19 min	1h 9 min	3h 49 min	3h 32 min	5h 19 min	5h 35 min	4h 18 min

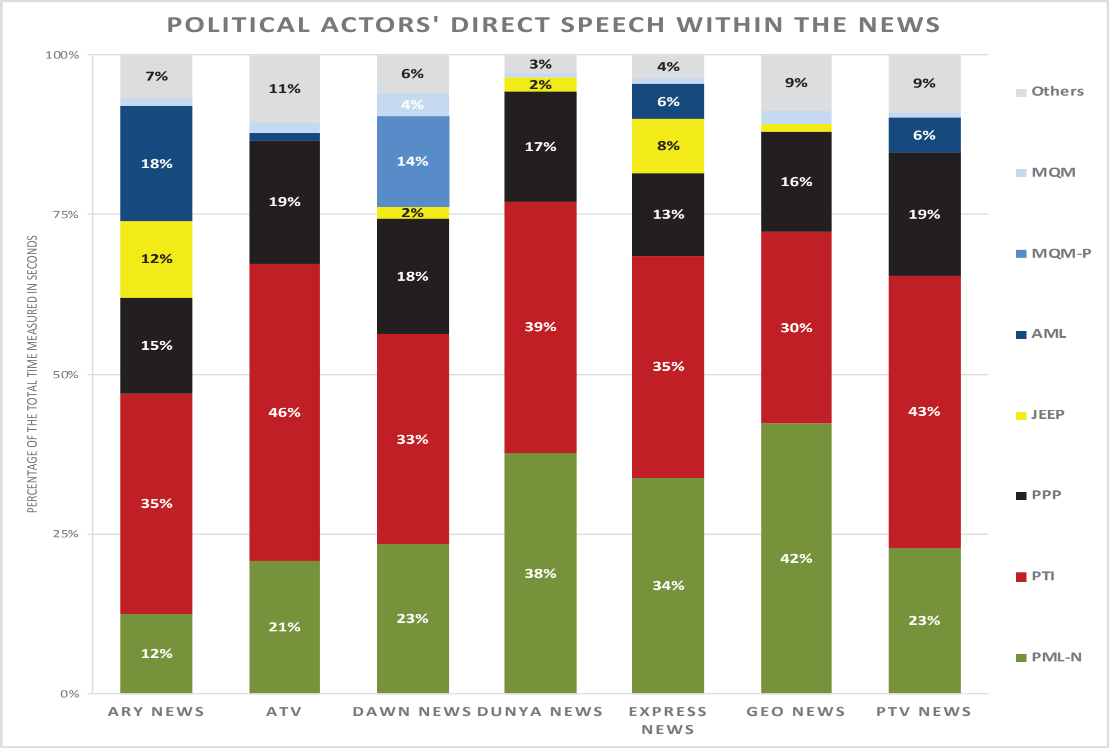

1.2.3 انتخابی معاملات کے متعلق خبروں میں امیدواروں کے براہِ راست بیانات کے لئے مخصوص کیا گیا وقت

(سب سے زیادہ حوالہ دیے جانے والے پانچ امیدوار)

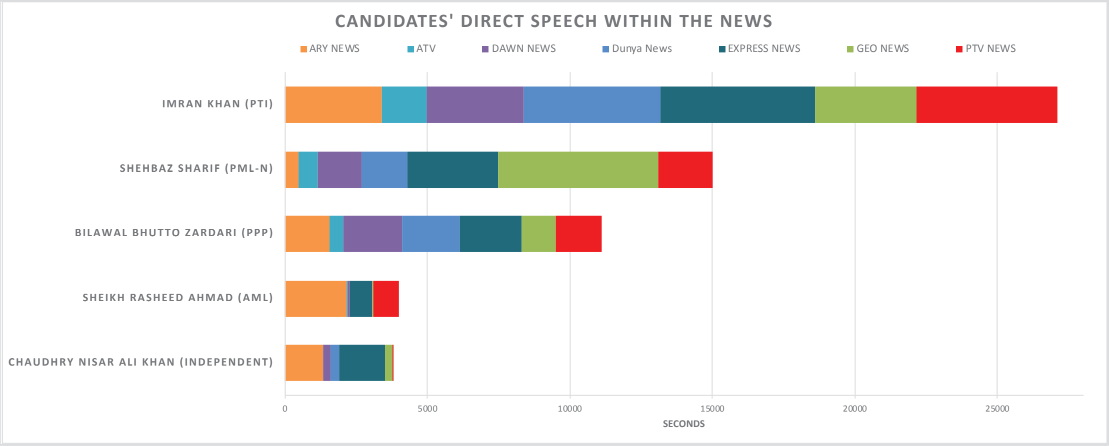

1.3 ٹی وی چینلوں پر کوریج کا لہجہ (مدیر کے منتخب کردہ پروگرام، قیمتاً تشہیر اور سیاسی تشہیر کے براہِ راست پروگراموں کے علاوہ)

1 موضوع کے لئے مثبت لہجہ

0 موضوع کے لئے غیر جانبدارانہ لہجہ

-1 موضوع کے لئے منفی لہجہ

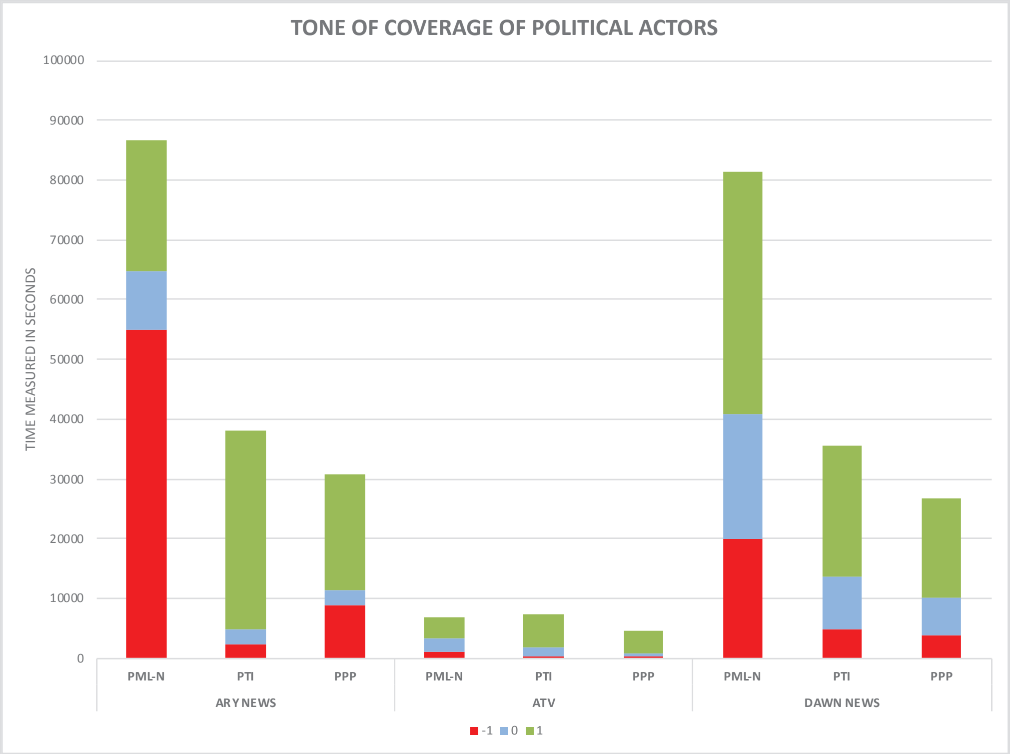

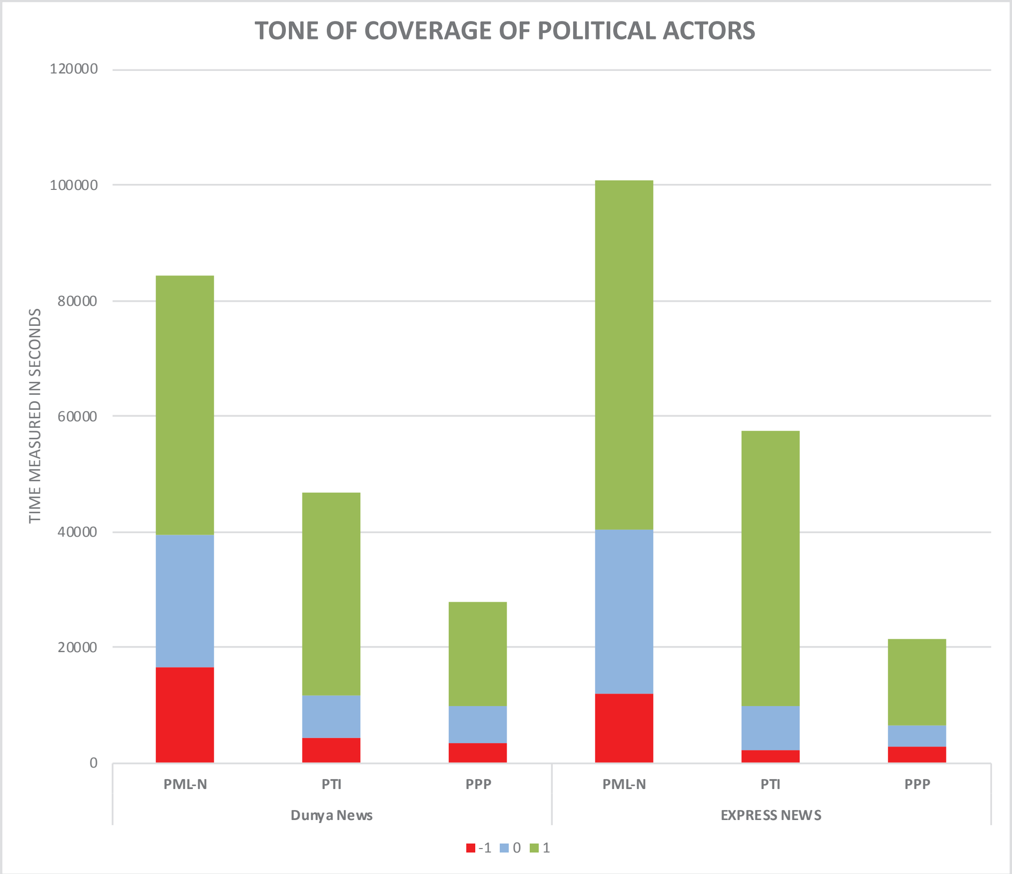
TONE OF COVERAGE OF POLITICAL ACTORS
120000
100000
80000
60000
40000
20000
0
TIME MEASURED IN SECONDS
PML-N
PTI
PPP
PML-N
PTI
PPP
Dunya News
EXPRESS NEWS
-1
0
1

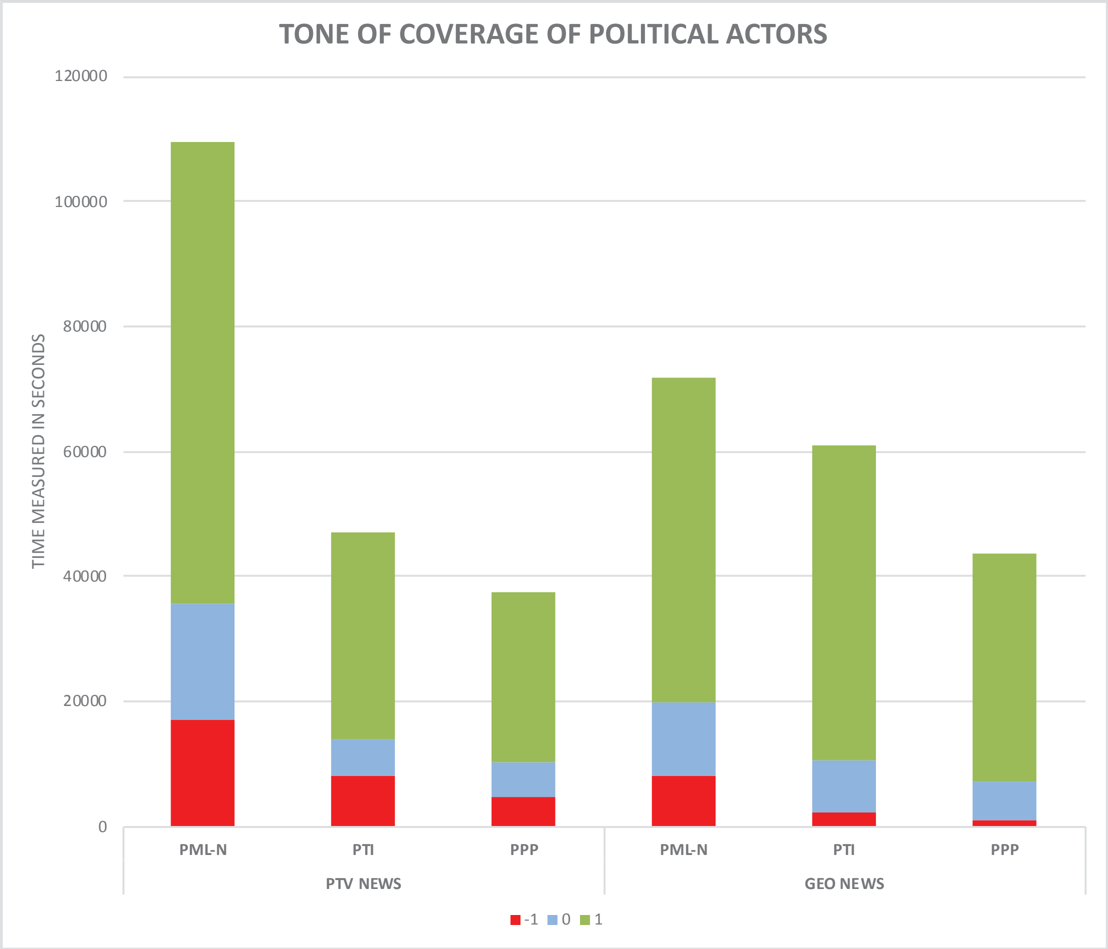
TONE OF COVERAGE OF POLITICAL ACTORS
120000
100000
80000
60000
40000
20000
0
TIME MEASURED IN SECONDS
PML-N
PTI
PPP
PML-N
PTI
PPP
PTV NEWS
GEO NEWS
-1
0
1

1.4 ٹی وی چینلوں پر صنفی مساوات

1.4.1 امیدواروں کو بلحاظِ صنف تفویض کیا گیا وقت

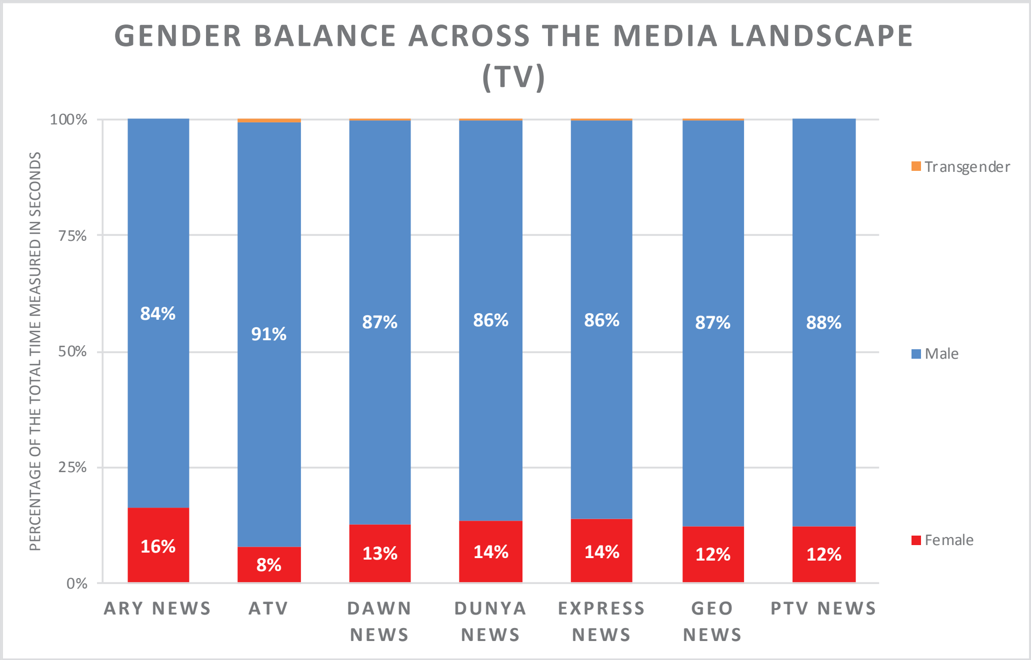

1.4.2 انتخابی معاملات کے متعلق خبروں میں خواتین امیدواروں کے براہِ راست بیانات کے لئے مخصوص کیا گیا وقت (سب سے زیادہ حوالہ دی جانے والی پانچ خواتین امیدوار)

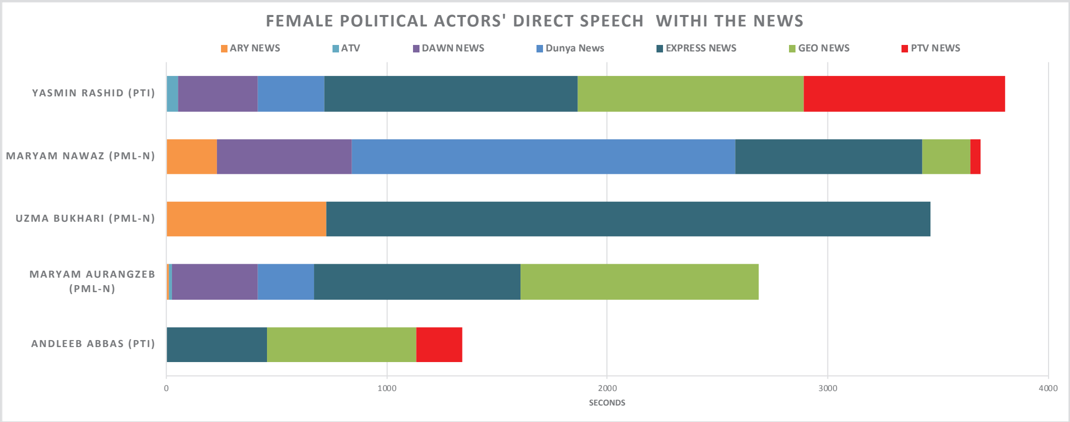

1.5 ٹی وی چینلوں کے پرائم ٹائم پروگراموں میں قیمتاً حاصل کیے گئے اشتہارات

1.5.1 ہر سیاسی جماعت کے قیمتاً حاصل کیے ہوئے اشتہارات کو دیا گیا کل وقت

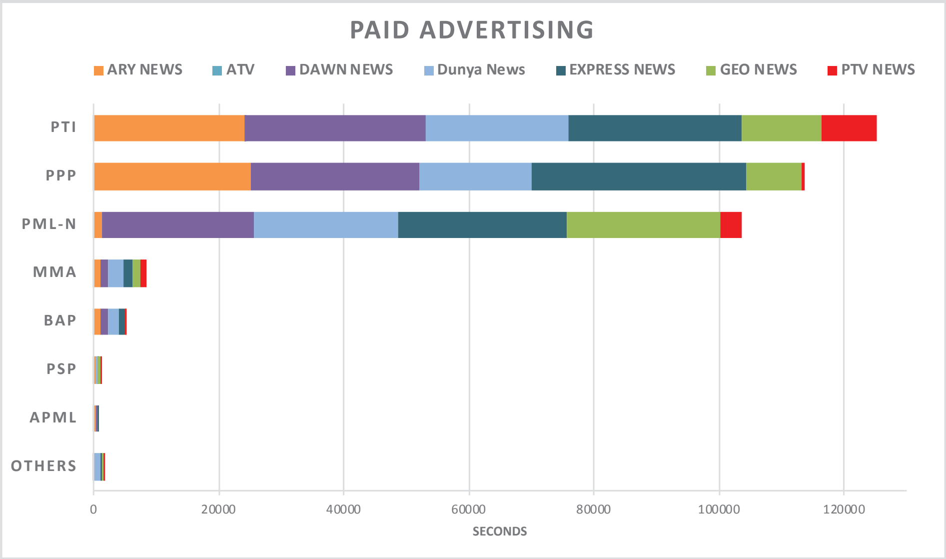

1.5.1 ہر سیاسی جماعت کے قیمتاً حاصل کیے ہوئے اشتہارات کی تعداد

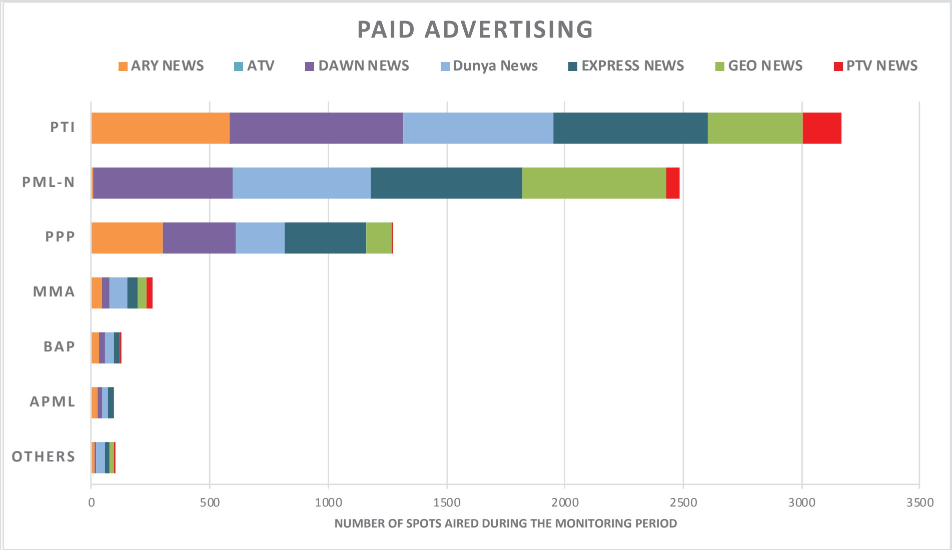

1.6 رائے دہندگان کی معلومات اور شہری تعلیم

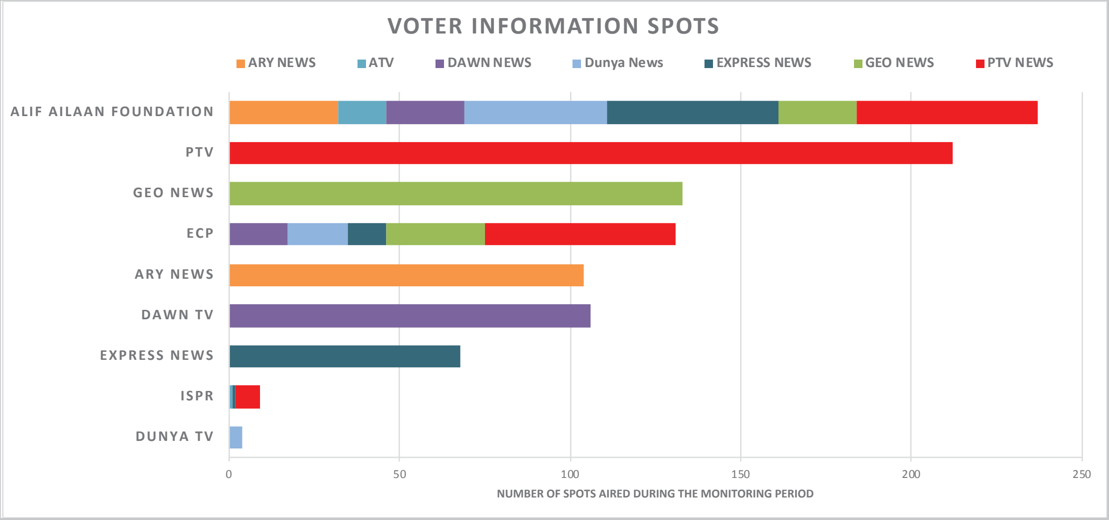

2 اخبارات

ای یو ای او ایم نے اخبارات کے ایسے سیمپل کی مانیٹرنگ کی جو ملک کے تمام بڑے حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں اور تقریباً ملک گیر رسائی رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ای یو ای او ایم نے مختلف قارئین تک پہنچنے والے اردو اور انگریزی اخبارات کا انتخاب کیا جو روزانہ بکنے والی کاپیوں کی تعداد کے حوالے سے سرکردہ حیثیت رکھتے ہیں۔ سیمپل میں اردو اخبارات روزنامہ جنگ اور نوائے وقت اور انگریزی اخبارات ڈان اور نیشن شامل ہیں۔

مانیٹرنگ کا دورانیہ - 27 جون سے 23 جولائی 2018 تک روزانہ

کوڈ کی گئی کُل جگہ - 428.73 مربع میٹر

سیاسی تبادلہ خیال کے لئے وقف کل جگہ - 62.41 مربع میٹر یا اوسطاً 15 فیصد

اخبارات میں سیاسی تبادلہ خیال کے لئے وقف جگہ

	Percentage of total space coded	Space allocated to political communication
Daily Jang	13 per cent	15.59square metres
Nawa-i-Waqt	21per cent	17.85square metres
Dawn	13per cent	14.76square metres
The Nation	14per cent	14.21 square metres

2.1 اخبارات میں سیاسی تبادلۂ خیال کا تجزیہ بلحاظ اقسام

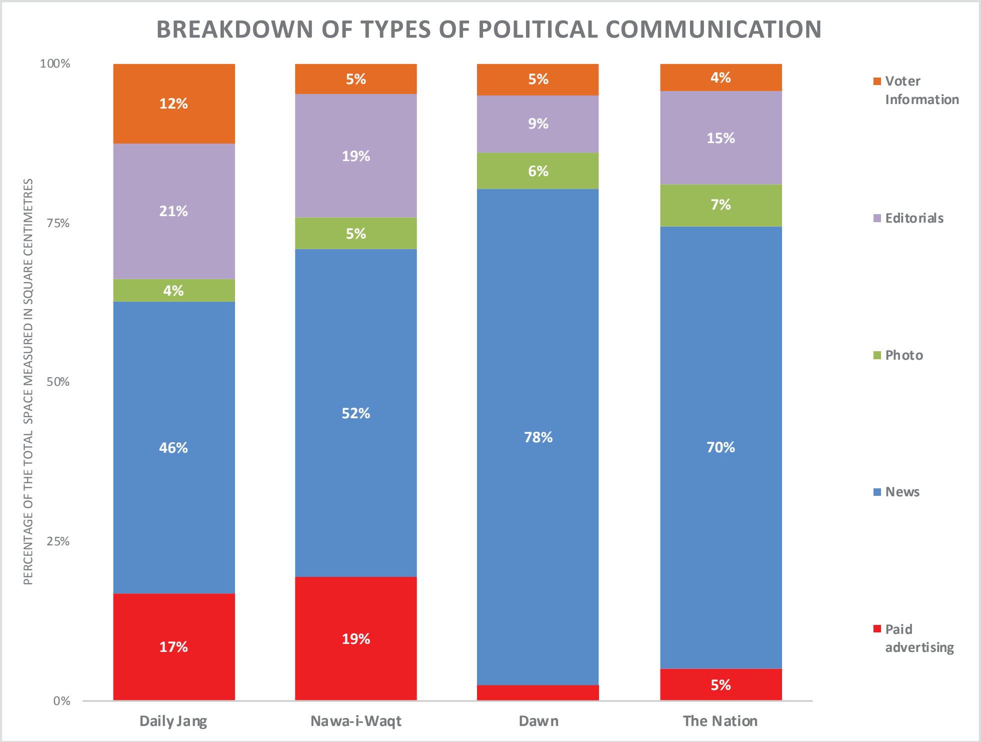

2.2 سیاسی اداکاروں، اخبارات کی انتخابی کوریج اور ان مضامین سے منسلک تصاویر کو دیا گیا کُل جگہ (سیاسی اشتہارات کے علاوہ)

	Daily Jang	Nawa-i-Waqt	DAWN	The Nation
Total space devoted to political actors	10.9 square metres	13.5 square metres	13.6 square metres	12.8 square metres

2.2.1 اخبارات کی انتخابی کوریج میں سیاسی اداکاروں کو دیا گیا کُل جگہ اور ان مضامین سے منسلک تصاویر (سیاسی اشتہارات کے علاوہ)

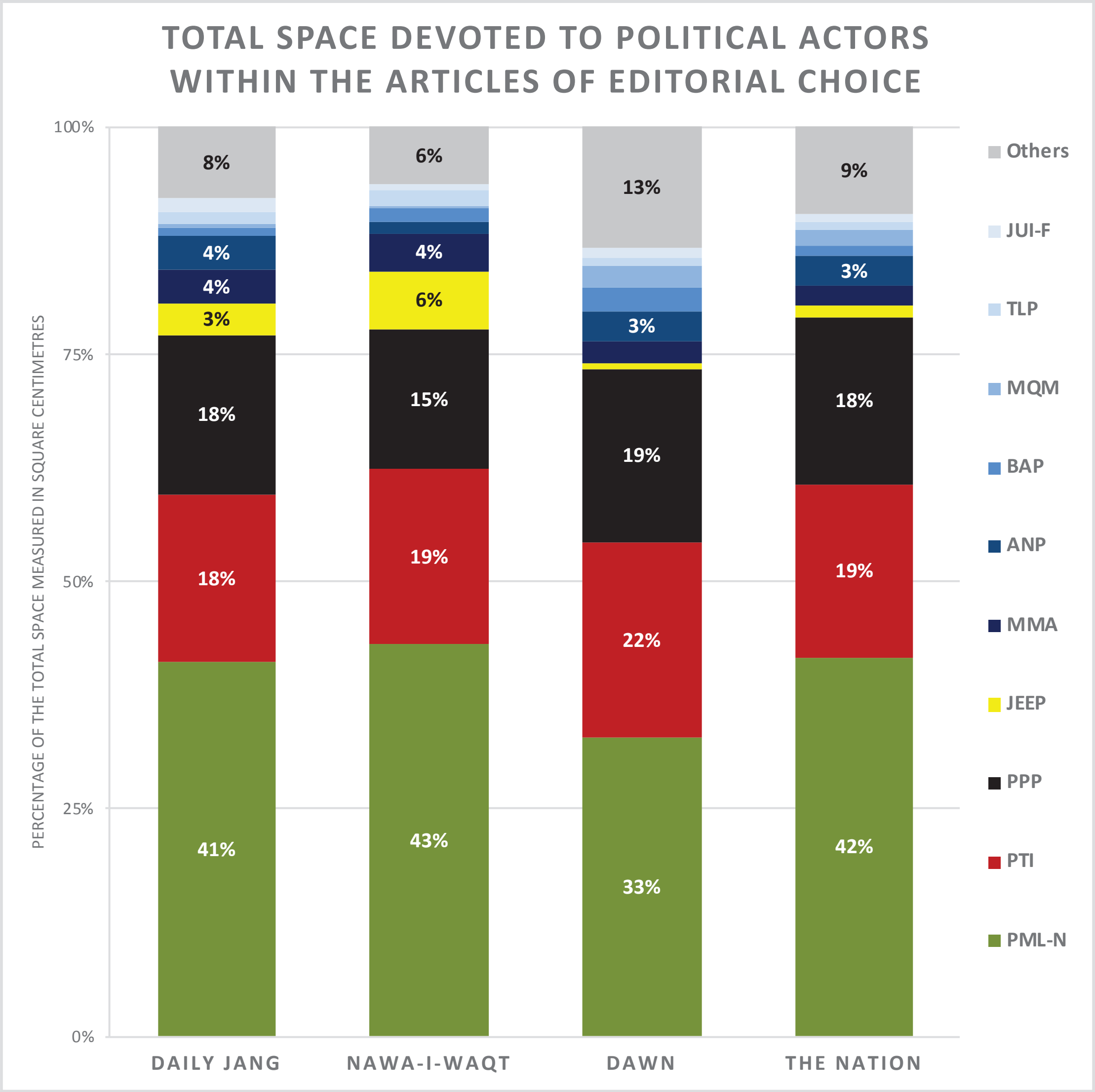

2.2.2 انتخابی معاملات کے متعلق خبروں میں سیاسی اداکاروں کو دی گئی کُل جگہ

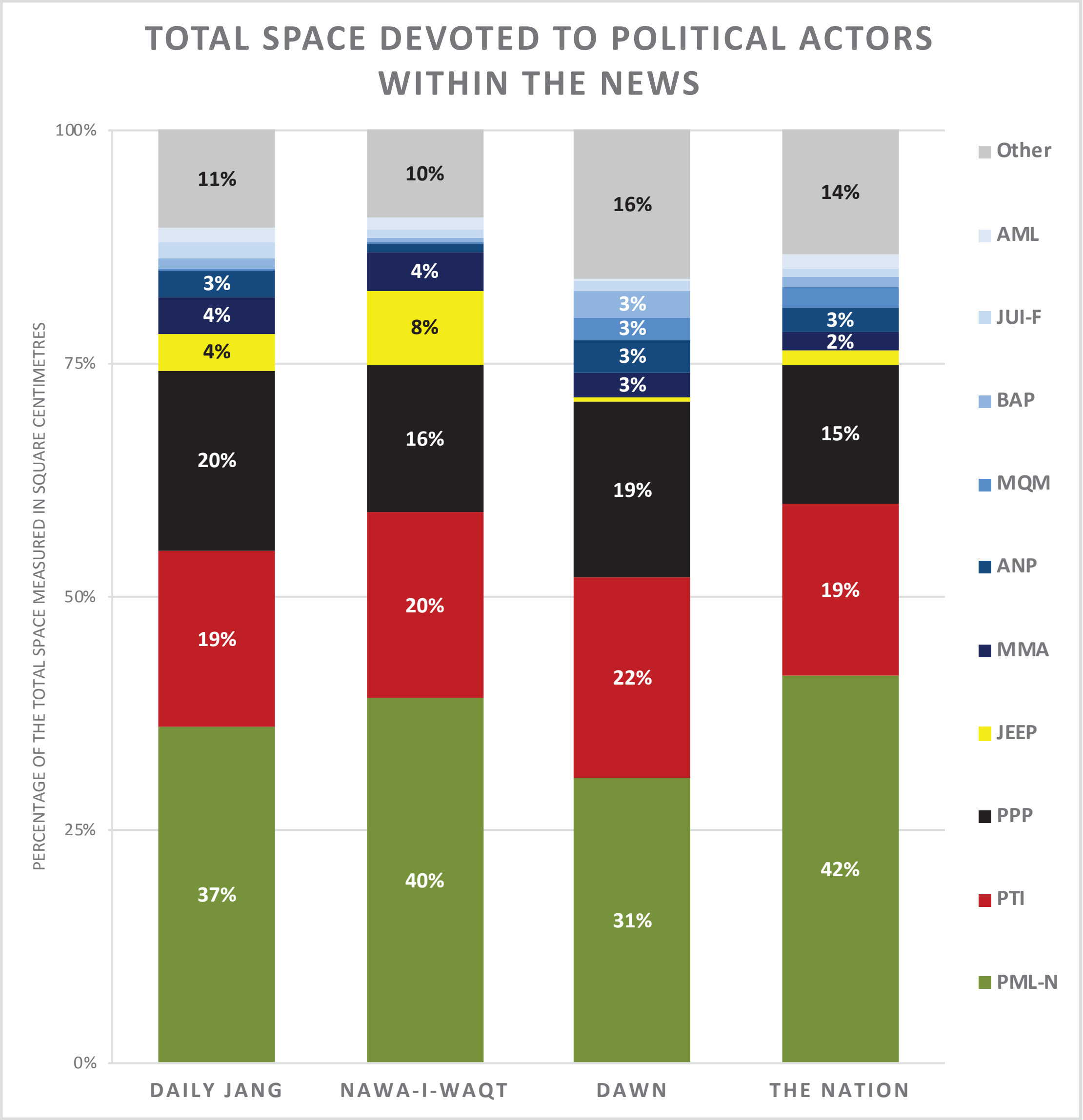

2.2.3 انتخابی معاملات کے متعلق خبروں میں سیاسی اداکاروں کی تصاویر (سب سے زیادہ حوالہ دیے جانے والے پانچ امیدوار)

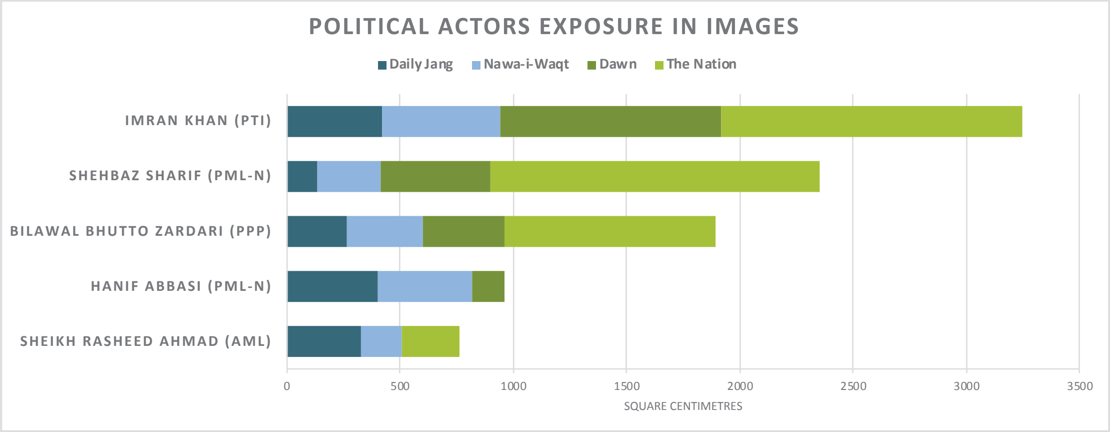

2.3 مدیر کے منتخب کردہ مضامین میں کوریج کا لہجہ (قیمتاً حاصل کیے گئے اشتہاروں کے علاوہ)

1 موضوع کے لئے مثبت لہجہ

0 موضوع کے لئے غیر جانبدارانہ لہجہ

-1 موضوع کے لئے منفی لہجہ

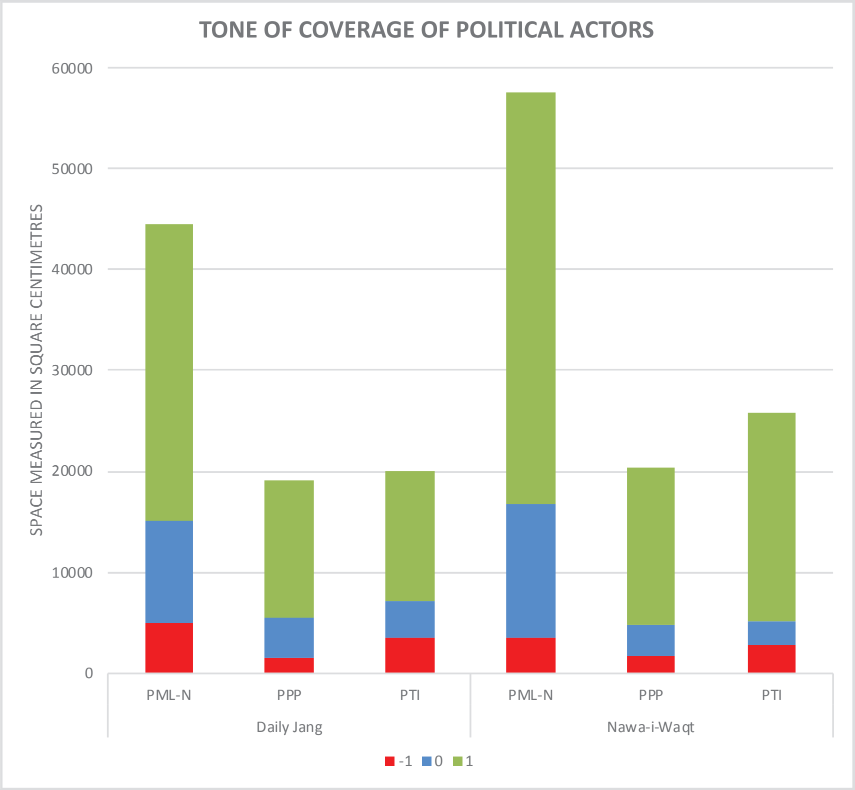

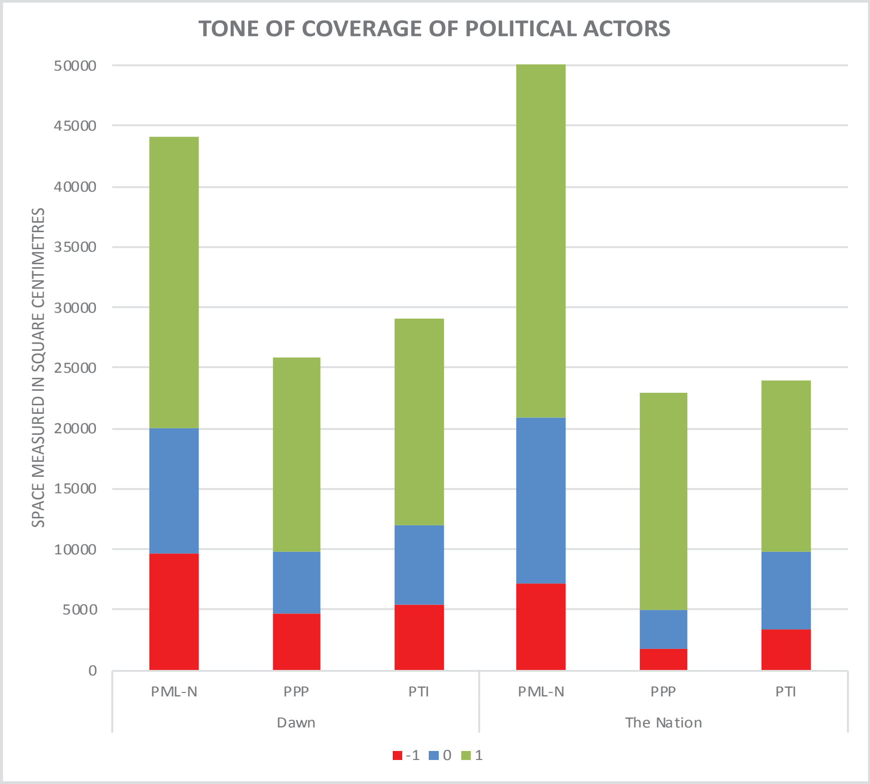

2.4 پرنٹ میڈیا میں صنفی توازن

2.4.1 صنف کی بنیاد پر امیدواروں کی ملنے والی جگہ

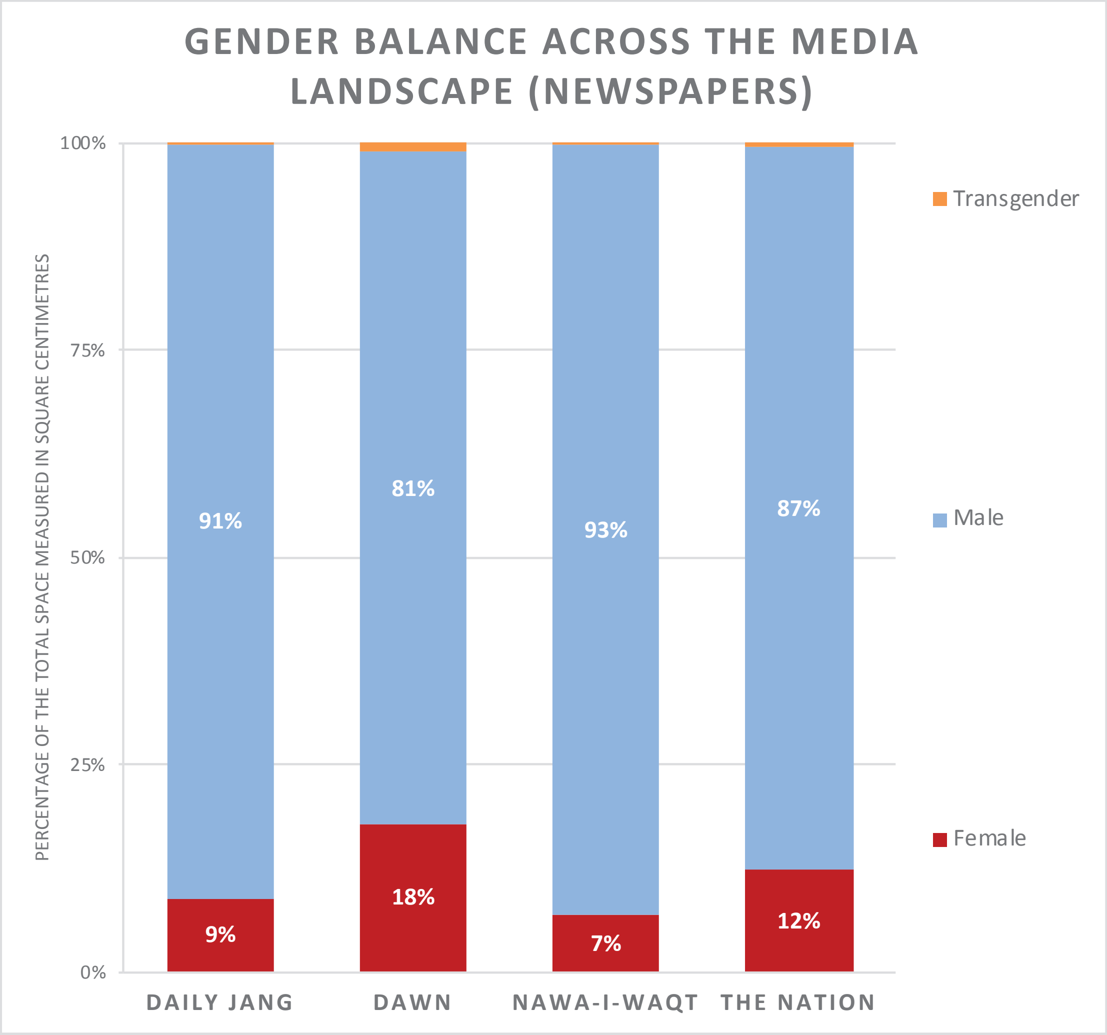

2.4.2 انتخابی معاملات کے متعلق خبروں میں خواتین امیدواروں کی تصاویر
(سب سے زیادہ حوالہ دی جانے والی پانچ خواتین امیدوار)

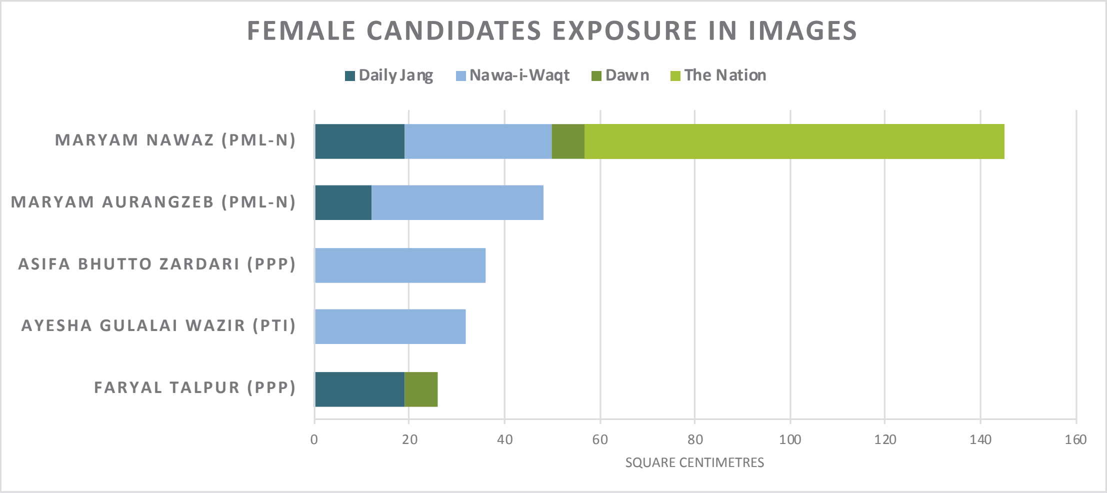

2.5 اخبارات میں قیمتاً حاصل کیے گئے اشتہارات

2.5.1 ہر جماعت کے قیمتاً حاصل کیے ہوئے اشتہارات کو ملنے والی جگہ

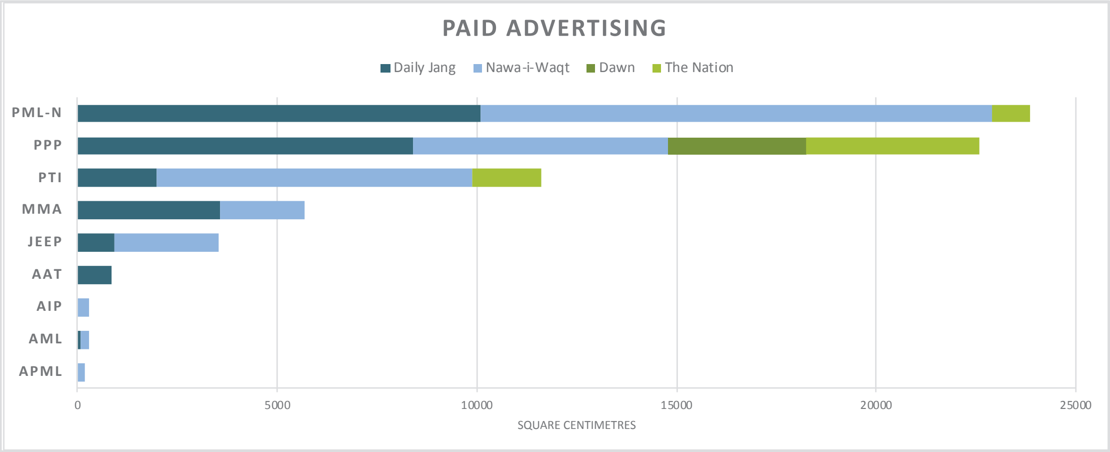

2.5.2 ہر جماعت کے قیمتاً حاصل کیے ہوئے اشتہارات کی تعداد

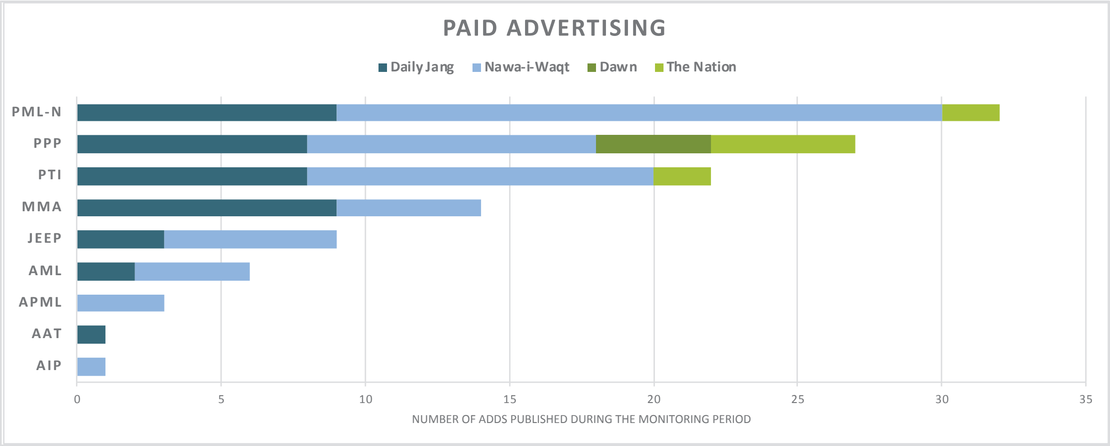

2.6 رائے دہندگان کی معلومات اور شہری تعلیم

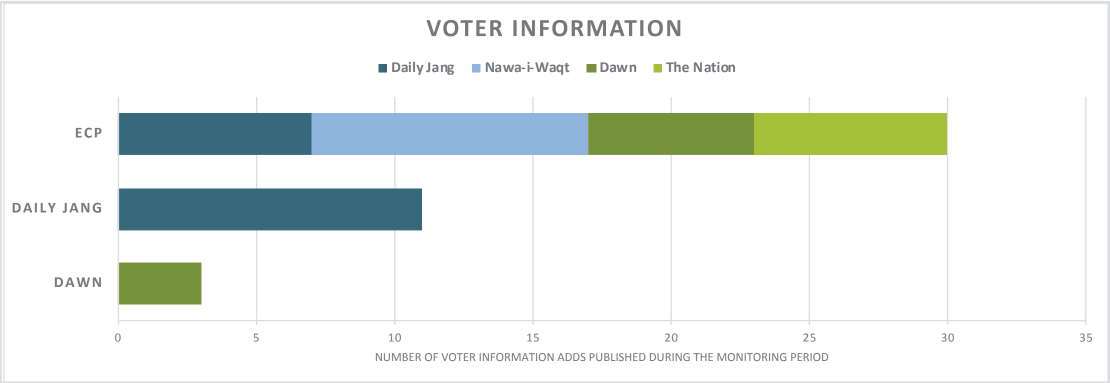

انیکس 4۔ فہرست مخففات

سی ای سی	چیف الیکشن کمشنر
سی ای ڈی اے ڈبلیو	کنونشن آن دی ایلیمینیشن آف آل فارمز آف وائلنس اگینسٹ ویمن
سی ای آر ڈی	کنونشن آن دی ایلیمینیشن آف آل فارمز آف ریشل ڈسکریمینیشن
سی ایم ٹی	کمپین مانیٹرنگ ٹیم
سی این آئی سی	کمپیوٹرائزڈ نیشنل آئیڈینٹٹی کارڈ
سی آر پی ڈی	کنونشن آن دی رائٹس آف پرسنز ودڈس ایبلیٹیز
سی پی آر ڈبلیو	کنونشن آن دی پولیٹیکل رائٹس آف ویمن
سی ایس اوز	سول سوسائٹی آرگنائزیشنز
ای سی پی	الیکشن کمیشن آف پاکستان
ای یو ای او ایم	یورپین یونین الیکشن آبزرویشن مشن
فافن	فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک
جی اے	(یو این) جنرل اسمبلی
جی سی	جنرل کمنٹ
ایچ آر سی	(یو این) ہیومن رائٹس کمیٹی
ایچ آر سی پی	ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان
ائی سی سی پی آر	انٹرنیشنل کاونٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس
آئی سی ای آر ڈی	انٹرنیشنل کنونشن آن دی ایلیمینیشن آف آل فارمز آف ریشل ڈسکریمینیشن
ایل ٹی او	لانگ ٹائم آبزرور
ایم او آئی بی	منسٹری آف انفارمیشن، براڈکاسٹنگ، نیشنل ہسٹری اینڈ لٹریری ہیریٹیج
این اے	نیشنل اسمبلی
نیب	نیشنل اکاؤنٹیبلٹی بیورو
نیکٹا	نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی
نادرا	نیشنل ڈیٹابیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی
پی سی ای آر	پارلیمنٹری کمیٹی آن الیکٹورل ریفارم
پیمرا	پاکستان الیکٹرانک اینڈ میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی
پی کے آر	پاکستانی روپیہ

پی بی	پراونس آف بلوچستان
پی کے	پراونس آف خیبر پختونخواہ
پی پی	پراونس آف پنجاب
پی ایس	پراونس آف سندھ
پی ٹی وی	پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن
آر ایم ایس	رزلٹ مینیجمنٹ سسٹم
آر ٹی ایس	رزلٹ ٹرانسمشن سسٹم
یو این سی اے سی	یونائیٹڈ نیشن کنونشن اگینسٹ کرپشن
یو ڈی ایچ آر	یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس
یو این	یونائیٹڈ نیشنز
یو این ڈی پی	یونائیٹڈ نیشنز ڈیویلپمنٹ پروگرام

سیاسی جماعتوں کے مخففات

اے اے ٹی	اللہ اکبر تحریک
اے ایم ایل	عوامی مسلم لیگ
اے این پی	عوامی نیشنل پارٹی
اے ڈبلیو پی	عوامی ورکرز پارٹی
بی این پی	بلوچستان نیشنل پارٹی
جی ڈی اے	گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس
آئی ٹی	اسلامی تحریک
جے آئی	جماعتِ اسلامی
جے ڈبلیو پی	جمہوری وطن پارٹی
جے یو آئی ایف	جمیعت علمائے اسلام۔ فضل الرحمان
جے یو آئی ایس	جمیعت علمائے اسلام۔ سمیع الحق

جے یو پی	جمیعت علمائے پاکستان
ایم جے اے ایچ	مرکزی جمیعت اہلِ حدیث
ایم ایم اے	متحدہ مجلسِ عمل
ایم کیو ایم	متحدہ قومی موومنٹ
این پی	نیشنل پارٹی
پی پی	پاسبان پاکستان
پی جے ڈی پی	پاکستان جسٹس اینڈ ڈیموکریٹک پارٹی
پی کے ایم اے پی	پختونخواہ ملّی عوامی پارٹی
پی ایم اے	پاکستان مسلم الائنس
پی ایم ایل۔ این	پاکستان مسلم لیگ۔ نواز
پی ایم ایل۔ کیو	پاکستان مسلم لیگ۔ قائدِ اعظم
پی پی پی	پاکستان پیپلز پارٹی
پی پی پی پی	پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز
پی آر ایچ پی	پاکستان راہِ حق پارٹی
پی ایس پی	پاک سرزمین پارٹی
پی ٹی آئی	پاکستان تحریکِ انصاف
پی ٹی آئی۔ این	پاکستان تحریکِ انصاف۔ نظریاتی
ٹی ایل پی	تحریکِ لبیک پاکستان

یورپی یونین ، انتخابی مبصر مشن پاکستان 2018

ویب: www.eueompakistan2018.eu

فیس بك: EUEOMPakistan2018

ٹوئیٹر: @EUEOMPAK2018